ماہنامہ
جہدِ حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

HRCP

Monthly JUHD-E-HAQ - September 2017 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 24......شمارہ نمبر 09......ستمبر 2017

بے لوث انسانی خدمت
کا شاندار سفر

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

30 اگست 2017: ایچ آر سی پی نے ''جبری گمشدگی کے متاثرین کے عالمی دن'' کے موقع پر ملک کے مختلف حصوں میں پُر امن احتجاجی ریلیوں اور مظاہروں کا اہتمام کیا جن میں جبری گمشدگی کے متاثرین اور ان کے اہل خانہ سے اظہار یکجہتی کیا گیا اور ریاست سے جبری گمشدگیوں کے سلسلے کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا

جبری گمشدگیوں کا فوری خاتمہ کیا جائے: ایچ آر سی پی

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے بدھ کو جاری کیے گئے ایک بیان میں کہا ہے کہ پاکستان جبری گمشدگیوں کی غیر قانونی سرگرمی کے خاتمے کے لیے فوری ٹھوس اقدامات کرے اور مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں لائے۔

میڈیا کو جاری کیے گئے ایک بیان میں ایچ آر سی پی نے کہا: ''جبری گمشدگیوں کے متاثرین کے عالمی دن، 30 اگست، کی پاکستان کے لیے خاص اہمیت ہے کیونکہ ملک میں لاپتا افراد کا مسئلہ سنگین ہو چکا ہے۔

''یہ دن ہمیں اس بات کی یاددہانی کراتا ہے کہ پاکستان میں جبری گمشدگیوں کے متعدد واقعات منظر عام پر آنے کے باوجود کسی ایک فرد کو بھی اس سنگین جرم کے لیے سزا نہیں دی جاسکی۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی انتہائی تشویش ناک ہے کہ جبری گمشدگیاں پاکستان میں آج بھی جاری ہیں، جیسا کہ حکومت کی جانب سے قائم کیے گئے جبری گمشدگیوں سے متعلق تحقیقاتی کمیشن (سی آئی ای ڈی) کی فراہم کردہ معلومات سے ظاہر ہوتا ہے۔

''جبری گمشدگی کے واقعات کی مجموعی تعداد سے متعلق مختلف اعداد و شمار موجود ہیں۔ لیکن محتاط اندازے بھی یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جبری گمشدگیوں کے واقعات کی ایک بڑی تعداد اب بھی حل طلب ہے۔

''سی آئی ای ڈی کو رپورٹ کیے گئے واقعات یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ ملک بھر میں جاری ہے اور یہ سرگرمی ان علاقوں میں بھی پھیل چکی ہے جہاں پہلے ایسے واقعات رونما نہیں ہوتے تھے۔ ان علاقوں میں صوبہ سندھ بھی شامل ہے جہاں عام طور پر سیاسی کارکنوں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ سندھ میں جبری گمشدیوں کے خلاف آواز اٹھانے والے بھی اس کا نشانہ بن رہے ہیں۔

پنجاب میں بھی زینت شہزادی جنہوں نے جبری گمشدگی کے شکار لوگوں کے لیے آواز اٹھائی خود اس جرم کا شکار ہوئیں۔ اگست 2015ء میں لاہور میں اپنے گھر کے قریب سے غائب ہونے کے بعد وہ آج تک لاپتا ہیں۔

''ایچ آر سی پی اس بات پر افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ جبری یا غیر ارادی گمشدگیوں سے متعلق اقوام متحدہ کے ورکنگ گروپ (ڈبلیو جی ای آئی ڈی) نے 2012ء میں اپنے پاکستان کے دورے سے منسلک اور بعد از اں جو سفارشات پیش کی تھیں حکومت نے ان پر عمل درآمد نہیں کیا۔

''پاکستان نے اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کونسل میں اپنے دوسری عالمی سلسلہ وار جائزے (یو پی آر) کے عمل کے دوران ایک سفارش (122.20) کو تسلیم کیا تھا کہ ضابطہ تعزیرات پاکستان (پی پی سی) میں جبری گمشدگیوں کو ایک باقاعدہ جرم قرار دیا جائے گا۔ تاہم، جبری گمشدگیوں کو ایک واضح اور علیحدہ جرم قرار دینے کے لیے کوئی ٹھوس اقدامات نہیں کیے گئے۔ جبری گمشدگیوں کے واقعات میں پولیس کو موصول ہونے والی درخواستیں اب بھی پی پی سی کی ان قانونی دفعات کے تحت درج کی جارہی ہیں جن کا تعلق اغواء یا غیر قانونی حراست سے ہے۔ دیگر سفارشات جنہیں پاکستان نے تسلیم تو کیا لیکن ان پر عمل درآمد نہیں کیا، اُن میں سی آئی ای ڈی کو مضبوط بنانا اور مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں لانا بھی شامل ہیں۔

''ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مزید تاخیر کیے بغیر ڈبلیو جی ای آئی ڈی کی تمام سفارشات پر عمل درآمد کرے اور یو پی آر کے سلسلے میں کیے گئے وعدوں، بالخصوص جبری گمشدگیوں سے متعلق وعدوں کو پورا کرے۔

''ایچ آر سی پی وزیر اعظم سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ پاکستان کی جانب سے تسلیم کی گئیں ڈبلیو جی ای آئی ڈی کی تمام سفارشات اور عالمی سلسلہ وار جائزے کے دوران تسلیم کی گئیں متعلقہ سفارشات پر عمل درآمد کے لیے تمام ضروری اقدامات کریں۔ ہم خاص طور پر ان پر زور دیتے ہیں کہ وہ:

- ☆ فوجداری قانون کے تحت جبری گمشدگیوں کو ایک واضح اور الگ جرم قرار دلانے سے متعلق فوری اور موثر اقدامات کریں۔
- ☆ تمام ریاستی ایجنسیوں کو حکم دیں کہ وہ تمام لاپتا افراد کی بازیابی میں تعاون کریں اور شہریوں کو اغواء کرنے، انہیں خفیہ حراستی مراکز میں رکھنے یا قتل کرنے اور ان کی نعشیں پھینکنے کا سلسلہ بند کریں۔
- ☆ جبری گمشدگی کے ذمہ داروں کے لیے عملی طور پر سزا سے استثنا کا خاتمہ کریں۔ جبری گمشدگیوں میں ملوث کسی بھی ریاستی ادارے کے خلاف کارروائی کے جلد از جلد آغاز سے لوگوں کو بھی انصاف کے حصول کی امید بڑھے گی۔
- ☆ تمام افراد کے جبری گمشدگیوں سے تحفظ کے عالمی معاہدے کی توثیق کریں۔
- ☆ لاپتا افراد کے خاندانوں کے لیے جو کئی سالوں سے اذیت میں مبتلا ہیں معاوضے کی ادائیگی کا بندوبست کریں۔
- ☆ اس بات کو یقینی بنائیں کہ حکومت ایسے قوانین بنانے سے گریز کرے جن سے خفیہ، غیر تسلیم شدہ اور رابطے سے محروم حراست کو قانونی جواز ملے۔

''ایچ آر سی پی اس بات پر زور دیتا ہے کہ جبری گمشدگیاں قانون کی حکمرانی کے عالمی اصولوں کی خلاف ورزی ہیں جن کی ایک مہذب معاشرے میں کوئی جگہ نہیں، یہ ملک کی بدنامی کا باعث بنی ہیں اور ان کا فوری خاتمہ کیا جانا چاہیے۔'' [پریس ریلیز۔ لاہور۔ 30 اگست 2017]

فہرست

ایچ آر سی پی کی طرف سے جاری کردہ پریس ریلیز	3
اصل مسئلہ جمہوریت کا ہے	4
بھائی جو بٹوارے میں بچھڑ گئے	5
نظام فعال ہے	6
آزادی کا مطلب کیا تھا	7
مختار، مختاراں مائی اور مختار نامہ!	8
مجھ پر ایک آدمی نے خنجر کے 23 وار کیے لیکن میں نے ہمت نہیں ہاری	9
7 افراد کے لیے ایک چھت دستیاب	10
ملبے سے برآمد شدہ نظم!	11
ڈاکٹر رُتھ فاؤ کا پاکستانیوں کے نام آخری پیغام	12
انٹری ٹیسٹ اور اکیڈمی مافیا	13
بچے کو ابتدائی تعلیم انگریزی میں کیوں نہیں دینی چاہیے	14
بلوچستان میں خواتین ڈاکٹرز کی کمی کیوں ہے؟	15
مین سوئچ آف اور تقریر ختم!	19
احمقوں کی جنت	22
خواتین	24
بچے	27
تعلیم	28
تمام عمر کا حساب	30
70 سالہ قومی زندگی پر ایک نظر	31
صحت	32
قانون نافذ کرنے والے ادارے	34
خودکشی کے واقعات	35
اقدام خودکشی	41
جنسی تشدد کے واقعات	48

اصل مسئلہ جمہوریت کا ہے

آئی۔اے۔رحمان

جب کبھی بھی پاکستان کے سیاسی ڈھانچے میں کوئی غیرمعمولی تبدیلی آتی ہے جو کہ زیادہ تر منتخب حکومتوں کے خلاف فوجی بغاوت کی شکل میں ہوتی ہے تو کیے گئے سیاستدانوں پر الزامات کی فہرست میں نظام کو بھی حقارت آمیز تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔نواز شریف کی سپریم کورٹ کے ذریعے وزارت عظمیٰ سے سبکدوشی سے پارلیمانی جمہوریت پر بھی یقیناً کچھ تنقید ہوگی کہ یہی نظام وزیراعظم کو ان بے ضابطگیوں کی اجازت دیتا ہے جن کے الزام میں وہ فارغ ہوئے ہیں۔

تاہم نظام پر جو بھی تنقید ہو رہی ہے اس میں صرف چند ظاہری باتوں کو ہی دیکھا جا رہا ہے۔گورنر جنرل غلام محمد نے دستور ساز اسمبلی کو اس بناء پر برطرف کر دیا تھا کیونکہ وہ آئین کا مسودہ تیار نہیں کر سکتی تھی لیکن یہ الزام غلط تھا۔جب سکندر مرزا نے منتخب حکومت کو برطرف کر کے مارشل لاء کا اعلان کیا تو انہوں نے نا صرف یہ کہ سیاستدانوں پر الزامات لگائے بلکہ انہوں نے 1956 کے آئین کو بھی ناقابل عمل قرار دے دیا حالانکہ وہ اسی آئین کی وفاداری کا حلف اٹھا چکے تھے۔جنرل ایوب خان نے بھی مغربی جمہوریت کو مسترد کر کے سیاستدانوں پر تنقید کی کیونکہ ان کے خیال میں پاکستان کے ماحول میں جمہوریت پنپ نہیں سکتی تھی اور دوسرا یہ کہ یہ لوگوں کی اہلیت سے مطابقت نہیں رکھتی تھی۔اس خطرناک مفروضے کو کسی نے چیلنج نہیں کیا کیونکہ بہت سے لوگ ایوب خان کی آمریت سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔

جس شخص نے پارلیمانی نظام کو اپنے انتقام کا نشانہ بنایا وہ جنرل ضیاء الحق تھے۔شروع میں انہیں 1973 کے آئین سے کوئی مسئلہ نہیں تھا وہ صرف یہ سمجھتے تھے کہ اس میں کچھ اسلامی شقیں نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔اور 1979 تا 1984 کے دور میں وہ یہی کام کرتے رہے۔پھر انہیں لگا کہ صدر اور وزیراعظم کے اختیارات کے درمیان عدم توازن ہے اور انہوں نے اپنے اختیارات بڑھا کر اس توازن کو ٹھیک کر لیا اور اس کے ساتھ 58/2-B کی شکل میں منتخب حکومت کو برطرف کرنے کا اختیار بھی اپنے ہی پاس رکھا۔آخر کار، انہوں نے بھی صدارتی نظام حکومت کی ہی حمایت کی۔بدقسمتی سے، اصلاحات پر بنائی گئی شوریٰ کمیٹی نے بھی ان سے اتفاق نہیں کیا۔یہ اور بات ہے کہ پھر بھی یہ سارا نظام عملی طور پر صدارتی ہی بن کر رہ گیا تھا۔

اپنی مہم کے دوران جنرل ضیاء نے کچھ عرصے کیلئے ایک ڈائری پر بھی تکیہ کیا۔یہ ڈائری مبینہ طور پر قائداعظم کی تھی اور اس میں لکھا تھا کہ قائداعظم بھی صدارتی نظام کے حامی تھے۔تاہم اس سے انہیں کوئی مدد نہیں ملی کیونکہ 1938-1940 کے درمیان قائداعظم ہندوستان میں کسی نمائندہ حکومت کی اس بنیاد پر مخالف کر رہے تھے کیونکہ اس سے مسلمان ایک مستقل اقلیت بن کر رہ جاتے۔ان کی اس وقت کی سوچ ہندوستانی مسلمانوں کے جمہوریت کے حوالے سے تحفظات کی عکاسی کرتی تھی جو کہ سر سید احمد خان کے دور سے ہی چلی آ رہی تھی۔یوں قائداعظم کے اس وقت کے خیالات جو کہ زیادہ تر ہندوستانی تناظر میں کہے گئے تھے انہیں پاکستان پر لاگو نہیں کیا جا سکتا۔

جس شخص نے پارلیمانی نظام کو اپنے انتقام کا نشانہ بنایا وہ جنرل ضیاء الحق تھے۔شروع میں انہیں 1973 کے آئین سے کوئی مسئلہ نہیں تھا وہ صرف یہ سمجھتے تھے کہ اس میں کچھ اسلامی شقیں نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔

اس کے علاوہ جنرل ضیاء نے قائد کے افکار بھی پوری طرح نہیں اپنائے۔انہوں نے سیاست سے مذہب کو الگ کرنے کی جناح کی سوچ کو نہیں اپنایا، نا ہی غیر مسلموں کو برابری کے حقوق دینے اور پارلیمان کی خودمختاری پر زور دینے کے ان کے تصورات پر عمل کیا۔جنرل ضیاء قائد کے اس اعلان سے بھی ناواقف دکھائی دیئے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ آئین کی تیاری عوامی نمائندوں کا کام ہے (سوائے اس کے کہ پاکستان عوامی جمہوریہ ہو) ایسا شخص اگر صدارتی نظام کو فروغ دینے کیلئے قائد سے مدد چاہے گا تو اس کیلئے معلومات چھپانے میں انتہائی مہارت ہونی چاہیے جو صرف ضیاء کے پاس تھی۔

پارلیمانی نظام حکومت کے حق میں دلائل بہت سادہ ہیں۔یہ ایک ایسا نظام ہے جس سے عام شہری پوری طرح واقف ہو چکے ہیں کیونکہ وہ اسے ایک صدی سے زائد عرصے سے استعمال کر رہے ہیں۔اس کی بنیاد اختیارات کی تقسیم اور شفاف فیصلہ سازی پر ہے جو کہ کسی ایک شخص کے ہاتھوں میں اختیارات کی منتقلی یا کسی خفیہ حکومت سے بہتر ہے۔مزید یہ کہ منتخب نمائندے دوسرے کسی بھی نظام کے مقابلے میں اس نظام کے اندر ووٹروں کے سامنے زیادہ جوابدہ ہوتے ہیں۔کسی وفاق میں یہ بات بنیادی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ صرف صدر کے ہاتھ میں سارے اختیارات منتقل کرنے سے تباہ کن صورتحال پیش آ سکتی ہے۔یہ بات سچ ہے کہ پارلیمانی جمہوریت کی کارکردگی اس کے دعووں کے مطابق نہیں رہی تاہم اگر دیکھا جائے تو کوئی بھی نظام خواہ وہ پارلیمانی ہو یا صدارتی، اگر اس میں بار بار مداخلت ہوگی تو وہ کام نہیں کر سکے گا۔اور پاکستان میں ایسا ہی ہوا ہے۔

صدارتی نظام کے حامی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ زیادہ موثر لیکن آمریت کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے۔موثر ہونے کا ہمیشہ یہ مطلب نہیں ہوتا ہے کہ اس سے ادارے فعال ہوں گے یا عوام کو فائدہ ہوگا۔یہ دلیل کہ صدارتی نظام حکومت میں انتظام چلانے کیلئے ماہرین کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں جبکہ پارلیمانی نظام کے وزیر کم تعلیم یافتہ ہوتے ہیں بالکل غلط تصور ہے۔نظم ونسق کے دو حصے ہوتے ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ عوامی امنگوں کو پورا کرنے کیلئے درست فیصلے کیے جائیں (اور یہ صرف عوامی نمائندے ہی کر سکتے ہیں) دوسرا یہ کہ عوامی حمایت سے کچھ مقاصد کو طے کیا جائے اور ماہرین کی خدمات تو کسی بھی نظام میں حاصل کی جا سکتی ہیں۔

صدارتی نظام کے خلاف فیصلہ کن دلیل یہ ہے کہ اسے پہلے ہی آزمایا جا چکا ہے اور یہ پایا گیا ہے کہ یہ نظام نامناسب ہے۔سکندر مرزا سے لے کر ضیاء اور مشرف تک پاکستان کے ہر طاقتور صدر نے ملک کو اتنا نقصان پہنچایا ہے جتنا پارلیمانی نظام کے ملامت کردہ رہنما کبھی نہیں پہنچا سکے۔

پارلیمانی نظام بمقابلہ صدارتی نظام کی بحث میں جس بات کو نظر انداز کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ دونوں کو ہی پاکستان میں اپنی بقاء کیلئے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ دونوں اپنی جمہوریت نوعیت کی حد تک حکمرانوں یا رعایا کی ثقافت سے مطابقت نہیں رکھتے۔جمہوریت ایسے ملک میں نہیں پنپ سکتی جو مذہبی بنیادوں پر امتیازی سلوک کی اجازت دیتا ہو۔جہاں خواتین کو خطرناک قسم مردانہ حاکمیت کا سامنا ہو اور جہاں نام نہاد مذہبی رجحانات کو بھی خدا کا حکم سمجھا جاتا ہو، جہاں جاگیردارانہ نظام کی بالادستی ہو اور زمینی اصلاحات کو قانونی طور پر ممنوع قرار دے دیا جائے (اور سپریم کورٹ کئی برسوں سے اس صریح ناانصافی کے خلاف اپیل کا فیصلہ نہیں کر سکی) اور جہاں سویلین حکومت فوج کی خوشی سے حکومت چلا رہی ہو۔ان عوامل کی وجہ سے محدود جمہوریت کے ذریعے نظام کو بہتر کرنے کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکی۔خواہ وہ کوشش پارلیمنٹ میں ٹیکنوکریٹس شامل کر کے کی گئی،، خواہ رکنیت کیلئے گریجوایشن کی شرط رکھی گئی یا اخلاقیات پر زور دیا گیا۔تمام حکومتوں پر ایک بڑا الزام یہ رہا ہے کہ وہ جمہوری نظم ونسق کے راستے میں آنے والی رکاوٹیں ہٹانے میں ناکام رہیں۔مسئلہ یہ ہے کہ جمہوریت کو نزک نہیں کیا جا سکتا کیونکہ عوام کا بنیادی انسانی حقوق ہے کہ ان پر منتخب نمائندوں کے ذریعے حکومت کی جائے، اور پاکستان کے عوام نے ہر بار چند برسوں پر آمریت کو باہر نکال کر جمہوریت کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت پیش کیا ہے۔لوگوں کی اس رائے کا احترام پاکستان کا بنیادی مسئلہ ہے۔(انگریزی سے ترجمہ،بشکریہ ڈان)

بھائی جو بٹوارے میں بچھڑ گئے

عمر دراز ننگیانہ

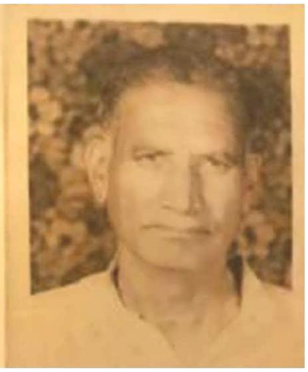

70 برس قبل گیبریئل جوزف 22 برس کے جوان تھے جب انھوں نے خوش پور چھوڑا تھا۔ نوکری تلاش کرنے کی مہم جوئی پر نکلنے والے گیبریئل پھر کبھی گھر نہیں لوٹ پائے۔ مرنے سے پہلے وہ صرف دو بار اپنے گھر والوں سے مل سکے حالانکہ وہ محض چند سو کلومیٹر دور امرتسر ہی میں مقیم تھے۔

یہی نہیں، اس دوران گیبریئل نے کم از کم دو جنگیں لڑیں اور ایک مرتبہ خود سے دو سال بڑے بھائی کے مدِ مقابل بھی آئے۔ دونوں بھائی دو مختلف ملکوں کی افواج میں تھے۔

متحدہ ہندوستان میں پنجاب کے شہر لائلپور اور موجودہ فیصل آباد میں واقع خوش پور ایک چھوٹا سا مسیحی گاؤں ہے جسے 20ویں صدی کے اوائل میں بیلجیئم سے آنے والے مشنریوں نے آباد کیا تھا۔

یہاں ایک شاندار قسم کا چرچ بنایا گیا تھا، جو آج بھی کھڑا ہے اور اس کے عقب میں واقع لڑکوں کا سکول بھی اسی طرح قائم ہے۔

گیبریئل جوزف کا خاندان بھی یہیں آ کر آباد ہو گیا تھا اور اسی سکول سے ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ اور چند دوست جو فارغ تھے، انھوں نے سوچا نوکری تلاش کی جائے۔ چلتے چلتے امرتسر پہنچے، وہاں چند رشتہ داروں کے مشورے پر ہندوستان کی فوج میں بھرتی حاصل کر لی۔

ادھر لائلپور میں گیبریئل سے دو سال بڑے ان کے بھائی رافیل جون پہلے ہی سے فوج میں کام کر رہے تھے۔ گیبریئل اور ان کے خاندان نے سوچا تھا کہ امرتسر گھر سے زیادہ دور نہیں، سو آرام سے آتے جاتے رہیں گے۔

مگر تب وہ ہوا جو انھوں نے کبھی سوچا نہیں تھا۔ اسی سال یعنی 1947 میں اگست کی 15 تاریخ کو ہندوستان کا بٹوارہ ہو گیا۔ دو نئے ملک بن گئے، پاکستان اور انڈیا۔ اس وقت کا لائلپور اور موجودہ فیصل آباد پاکستان کو مل گیا اور امرتسر انڈیا میں رہ گیا۔

رافیل اور خاندان پاکستان جبکہ گیبریئل انڈیا میں رہ گئے۔ بی بی سی سے بات کرتے ہوئے دونوں بھائیوں کی کہانی سناتی رافیل جان کی صاحبزادی اسٹیلا جان بتاتی ہیں کہ ابتدا میں گیبریئل کو اندازہ نہیں ہوا کہ بٹوارے کے ساتھ ہی وہ اپنے خاندان سے ہمیشہ کے لیے بچھڑ گئے تھے۔

64 سالہ اسٹیلا ان دنوں پاکستان کے صوبہ پنجاب کے شہر لاہور میں رہتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ان کے گھر والوں کا خیال تھا کہ گیبریئل کے لیے پاکستان آنا جانا کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔

شاید نہ بھی ہوتا مگر دونوں بھائیوں کی فوج کی نوکری آڑے آ گئی۔ 'میں نے ان سے پوچھا کہ آپ گھر واپس کیوں نہیں آ گئے تھے، تو انھوں نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم تھا کہ یہ دو علیحدہ ملک بن جائیں گے۔ ہمارا خیال تھا کہ افواہیں ہیں، کوئی بھی یقین نہیں کرتا تھا۔'

اسٹیلا کی اپنے چچا گیبریئل سے پہلی ملاقات 1978 میں ہوئی جب وہ ان سے ملنے انڈیا گئی تھیں۔ اس سے قبل وہ انھیں تصویروں، خطوط یا بڑوں کی کہانیوں سے جانتی تھیں۔

بٹوارے کے ایک سال بعد پاکستان اور انڈیا میں کشمیر پر پہلی جنگ چھڑ گئی۔ دونوں بھائی مخالف فوجوں میں آمنے سامنے تھے۔ سٹیلا بتاتی ہیں کہ اس وقت دونوں کے والدین بہت پریشان رہا کرتے تھے۔

1960 میں والد کے اصرار پر گیبریئل جوزف نے فوج سے استعفیٰ دے دیا۔ پانچ سال بعد پاکستان اور انڈیا میں دوسری جنگ چھڑی تو ان کو اس میں حصہ لینے کے لیے واپس بلا لیا گیا۔

' کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ دونوں میں سے کسی کی موت بھی ہو سکتی تھی، مجھے یاد ہے یہی سوچ کر میرے دادا دھاڑیں مار کر رویا کرتے تھے۔' تاہم خوش قسمتی سے رافیل کو جسمانی طور پر جنگ کے لیے موزوں نہ ہونے کے باعث گھر واپس بھیج دیا گیا۔ اسٹیلا کو صحیح طور پر معلوم نہیں کہ ان کے چچا نے انڈین آرمی میں رہتے ہوئے پاکستان کے خلاف 1971 میں ہونے والی تیسری جنگ بھی لڑی یا نہیں، کیونکہ نہ تو وہ اس بارے میں بات کرنا پسند کرتے تھے، نہ وہ پوچھنے کی ہمت کر پائیں۔

'جنگ کے بارے میں بات کرنا ہمارے خاندان کے لیے ایک بہت بڑا دکھ تھا۔' تاہم انھوں نے اسٹیلا کو بتایا تھا کہ 1947 میں پہلی مرتبہ جب کرسمس کا تہوار آیا اور ان کے باقی ساتھی اپنے گھروں کو جانے لگے تو ان کا بھی دل چاہا کہ وہ بھی اپنے گھر جائیں۔

' مگر اب دو ملک بن چکے تھے اور ان کا گھر سرحد کے اس پار تھا۔ پھر بھی انھوں نے کوشش کی مگر کامیابی نہیں ملی۔'

فوج میں رہتے ہوئے نہ گیبریئل پاکستان آ سکتے تھے، نہ رافیل انڈیا جا سکتے تھے۔ اس دوران دونوں بھائیوں کی شادیاں بھی ہوئیں۔ ان پر بھی وہ ایک دوسرے سے نہیں مل پائے۔ رافیل کی شادی 1949 میں ہوئی جس کے کچھ عرصہ بعد ان کے چھوٹے بھائی کی شادی انڈیا میں ہوئی۔

'میرے چچا کے علاقے میں سسٹرز کا ایک سکول تھا جہاں میری چچی استانی تھیں۔ سسٹرز چاہتی تھیں کہ ان کا رشتہ کسی اچھی جگہ ہو جائے تو انھوں نے میرے چچا کو شادی کی پیشکش کی جو انھوں نے قبول کر لی۔'

ان دنوں گیبریئل کا رافیل اور باقی بہن بھائیوں کے ساتھ رابطہ خطوط کی ذریعے رہتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد خوش پور اور امرتسر دونوں میں جب پبلک کال آفس کھلے تو پھر دونوں کو پہلی مرتبہ ایک دوسرے کی آواز سننے کو ملی۔

تاہم اسٹیلا کا کہنا ہے کہ وہ گیبریئل کو زیادہ ٹیلیفون بھی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ وہ فوج میں تھے۔ 'پھر ان سے پوچھ گچھ ہوتی تھی کہ پاکستان سے تمھارے اتنے ٹیلیفون کیوں آتے ہیں؟'

70 کی دہائی میں انڈین فوج سے مستقل فرصت لینے کی بعد پہلی مرتبہ گیبریئل پاکستان میں اپنے آبائی گھر آئے جسے انھوں نے 30 برس قبل چھوڑا تھا۔ 19 سالہ لڑکا اب 50 سالہ ادھیڑ عمر شخص تھا۔

اس کے والدین اس کو ایک مرتبہ پھر دیکھنے کی خواہش دل میں لیے چند سال قبل وفات پا چکے تھے۔ گیبریئل کی شادی کے بعد اس کے والدین صرف ایک مرتبہ اس سے ملنے انڈیا جا پائے تھے۔ 'اس کے بعد ان کے پاس ویزے کے انتظار میں قطاروں میں کھڑے ہونے کی ہمت نہیں تھی۔ بس اپنے بیٹے کو یاد کرتے کرتے چل بسے۔'

گیبریئل اپنے مرے باپ کا آخری دیدار کرنے بھی نہیں آ پایا تھا۔ اسٹیلا کا کہنا ہے جب گیبریئل پہلی مرتبہ خوش پور واپس اپنے گھر لوٹے تو وہاں میلے کا سماں تھا۔ گاؤں کو سجایا گیا اور ڈھول بجتے رہے۔ گیبریئل اپنے گھر کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

گیبریئل کی وفات 82 سال کی عمر میں اپنے بڑے بھائی کی موت کے دو سال بعد 2014 میں ہوئی۔ اسٹیلا کا کہنا ہے کہ انھیں ساری زندگی یہ دکھ رہا کہ وہ خاندان سے بچھڑ کر اکیلے رہ گئے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

نظام فعال ہے

بابر ستار

قوم بظاہر دو مختلف، لیکن درحقیقت ایک جیسی چیزوں کے درمیان انتخاب کی الجھن میں گرفتار ہے۔ ایک طرف کم کوش، اخلاقیات سے بوجھل مجسم اچھائی ہے جو احتساب اور قانون کی حکمرانی کے سنہرے دور کی نوید سنا رہی ہے۔ دوسری طرف انقلاب کا معرکہ گرم کرتے ہوئے ووٹ کے تقدس کو مبینہ سازشوں سے رہائی دلانے والے نعروں کی گونج ہے۔ ہمیں بتایا جارہا ہے کہ درمیانی راستہ اپنانا کم ظرفی کی علامت ہے، نیز اصولوں پر ڈٹ جانے کا وقت آ گیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ طرفین کے توشہ خانے میں بیک وقت اصول بھی ہیں اور دکھاوا بھی۔ سچ پوچھیں تو اعلیٰ وارفع اصولوں کے نام پر دہرے رویے اختیار کرنے سے ہمارے ''نظام'' کی منافقت کھل کر سامنے آ گئی ہے۔

نواز شریف کی پارلیمانی سیاست سے بے دخلی سے ہوسکتا ہے کہ ہماری جمہوریت کو کوئی نقصان نہ پہنچے، اور عین ممکن ہے کہ یہ پی ایم ایل (ن) کے ارتقا کے لئے بہترین تبدیلی ثابت ہو۔ سیاسی نظام کے تسلسل کے حق میں مضبوط ترین دلیل یہ نہیں کہ اس نے شہریوں کے لئے سازگار اور موثر نظم ونسق یقینی بنائی تھی، بلکہ یہ کہ اس کا کوئی موزوں متبادل موجود نہیں۔ اگر نواز شریف کی تیسری مدت کی کوئی قابلِ ذکر خوبی تلاش کی جائے تو وہ یہ ہے کہ اس دوران اُنھوں نے خود کو ہر قسم کے تخیلات اور تفکرات سے محفوظ رکھا۔ اُنھوں نے سوچنے کی زحمت صرف اُس وقت کی جب اُن کے اقتدار کو خطرہ لاحق ہوا یا پانی سر سے گزر گیا۔

موجودہ وزیرِ اعظم کے لیے پارٹی اور اداروں کی حمایت اشد ضروری ہے کیونکہ وہ اپنے طور پر فیصلے نہیں کرسکیں گے۔ اُنہیں اہم معاملات اور بہتر نظم ونسق کے لیے اتفاقِ رائے کی ضرورت ہوگی۔ اگر نواز شریف بادشاہ گر کا کردار ادا کریں لیکن خود بادشاہ نہ بن سکیں اور نہ ہی پارٹی اور اقتدار کو اپنے خاندان کے پسندیدہ وارث کے حوالے کریں تو اُنہیں اپنی سیاسی وراثت کی تلاش میں مفاد پرستی کی بجائے اصولوں کی سیاست کرنی پڑے گی۔ اور ہوسکتا ہے کہ اس طرح پی ایم ایل (ن) نواز شریف کی انا کے ترازو پر تُلنے کی بجائے ایک بہتر اور وسیع تر امکانات کی حامل جماعت بن کر ابھر سکے۔

لیکن انقلابی تبدیلیوں کی لگام باہر بیٹھے ہوئے ہاتھوں میں نہیں ہوتی۔ ہمارے نظام نے بارہا اس کا تجربہ کیا اور ہر بار ناکامی کو اپنا منتظر پایا۔ ہمارا نظام من مانی کرنے اور بے صبری دکھانے کے ساتھ ساتھ اپنی غلطیوں سے کوئی سبق نہیں سیکھتا۔ مانا کہ غیر منتخب شدہ ادارے اس پر غالب ہیں لیکن اسے بھی آزاد فضاؤں میں سانس لینے یا عوام پر بھروسہ کرنے کی عادت نہیں۔ نواز شریف کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں نظام نے انہیں ایک ''شجر ممنوعہ'' بنا ڈالا۔ جی ٹی روڈ ریلی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی اُن میں لڑنے کی سکت باقی ہے۔ اور یہ کہ اب وہ فاؤل کھیلنے سے بھی گریز نہیں کریں گے کیونکہ اُن کے پاس کھونے کے لیے اب کچھ نہیں۔ اُن کا جو نقصان ہونا تھا، ہو چکا۔

اگر نواز شریف کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا جاتا تو ہوسکتا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ سیاسی صفحات سے غائب ہوجاتے، لیکن اب ہم نے اُنہیں زخمی کرکے شیر بنا دیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ نظام نے اپنے تئیں اُن پر ہزاروں گھاؤ لگا دیے ہوں لیکن نواز شریف میں ابھی بھی سیاسی دم خم موجود ہے۔ اب آپ ہزار کہہ لیں کہ وہ صادق اور امین نہیں رہے، وہ جھوٹے اور بدعنوان ہیں لیکن ان کی سیاسی بنیاد اپنی جگہ پر موجود ہے، اور اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اُن کا ووٹ بنک محفوظ رہا اور 2018ء کے عام انتخابات میں جوش غالب آ گیا اور اُن کی جماعت کو قومی اسمبلی میں بھرپور اکثریت مل گئی تو کیا ہوگا؟ یہ عوامی اکثریت اُن کے بازوؤں کو وہ طاقت عطا کرے گی جس سے وہ نظام کے سامنے کھڑے ہونے کے قابل ہوجائیں گے۔ اور نواز شریف کو اسی وقت کا انتظار ہے۔

انیسویں صدی کے فرانسیسی سیاست دان اور مورخ، Tocqueville نے کہا تھا، ''امریکہ میں ایسا کوئی سیاسی معاملہ نہیں جو جلد یا بدیر عدالتی معاملہ نہ بن جاتا ہو'' سیاسی اکھاڑے کی رسہ کشی کا حصہ بننے سے بچنے کے لئے امریکی سپریم کورٹ نے سیاسی ڈاکٹرائن کا اصول وضع کرلیا، جیسا کہ اس نے ''Carr v. Baker'' کیس میں لکھا کہ اگر تنازع بنیادی طور پر سیاسی ہو تو اس کے حل کے لیے عدالت مناسب فورم نہیں۔ لیکن جس طریقے سے ہماری سپریم کورٹ نے پاناما کیس کو ڈیل کیا، یہ کیس قانونی سے زیادہ سیاسی بن گیا ہے۔ کاروبار (Car ve. Baker) کیس میں سیاسی تنازع کی مندرجہ ذیل شناخت کی گئی ''جب کسی ادارے کا تحریری معاہدہ موجود ہو، مسئلے کے حل کے لئے عدالتی معیار کا فقدان مانع ہو، کیس کو حل کرنے کی کوشش میں عدالت میں کسی اور ریاستی ادارے کی بے توقیری کا خدشہ موجود ہو، پالیسی سازی کے بغیر کیس کا حل موجود نہ ہو، عدالت کے دائرہ اختیار سے باہر ہو، کسی سیاسی فیصلے کی پیروی کی لازمی ضرورت، یا کسی ایک سوال پر مختلف ریاستی اداروں کی ممکنہ شرمندگی کا باعث بننے والے اعلانات کی ضرورت پائی جائے۔''

پاناما کیس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری سپریم کورٹ نے شاید اس اصول کو مسترد کردیا۔ اب، جیسا کہ ہم جانتے ہیں، فیصلے نے پہلے سے زیادہ قانونی اور سیاسی غیر یقینی پن میں اضافہ کردیا ہے۔ سپریم کورٹ نے اُس کیس کو ہاتھ میں لینے کا فیصلہ کیا، اور ایسا کرتے ہوئے اسے ایک ٹرائل کورٹ کا کردار ادا کرنا پڑا۔ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے کی وجہ یہی تھی کہ اُسے دیگر ریاستی اداروں پر اعتماد نہیں تھا۔ یہ فیصلہ ایسا کوئی عدالتی معیار طے نہیں کرتا جس کی مثال دیگر کیسز میں پیش کی جاسکے۔ اس میں اپنایا گیا قانونی استدلال بھی نہایت ناقص ہے۔ اس سے تاثر یہ ملتا ہے جیسے کسی پالیسی کے تحت فیصلے کے لیے ایک ناقص طریق کار روا رکھا گیا ہو۔

قانونی احتساب اور عوامی نمائندگی کے حق کے درمیان کوئی موازنہ نہیں، لیکن پاناما فیصلے میں احتساب اور قانون کی حکمرانی کے اصولوں کو کس طرح استعمال کیا گیا؟ عدلیہ کو حاصل قانونی طاقت کی جڑیں اس کی ساکھ اور غیر جانبداری میں پیوست ہیں، لیکن جب قانون کی حکمرانی کے معانی پر جج صاحبان کی داخلی ترجیحات کا رنگ غالب دکھائی دے تو پھر نظام انصاف کی آواز منقسم ہوجاتی ہے۔ جب فیصلوں کے سیاسی مضمرات بہت گہرے ہوں تو عدلیہ سیاسی کھلاڑی بن جاتی ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں اسے اپنی ساکھ کی قربانی دینا پڑتی ہے۔

اب پاناما فیصلہ حتمی ہے، اور پی ایم ایل (ن) کو اسے تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ لیکن فیصلے کے حتمی ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اس پر تنقید کے راستے بھی بند ہوجائیں گے۔ عدالتی فیصلوں کو اپنا قانونی استدلال تقویت دیتا ہے، انہیں توہین عدالت کی دھمکیوں سے مدلل نہیں بنایا جاسکتا۔ سچی بات یہ ہے کہ پاناما فیصلے نے ہم میں سے زیادہ تر کو مایوس کیا ہے کیونکہ یہ احتساب اور قانون کی حکمرانی کے اصولوں کو شفاف طریقے سے استعمال کرتے ہوئے قانونی نظام کو مستحکم کرنے میں ناکام رہا۔ کیا ہمارا نیا قانونی نظام تمام کیسز میں سپریم کورٹ کو تفتیش کار، استغاثہ، منصف اور جلاد کے تمام اختیارات تفویض کرتا ہے؟

رائے عامہ کو عدلیہ کے خلاف اکساتے ہوئے نواز شریف اُسی طرزِ عمل کا مظاہرہ کررہے ہیں جو ہمارے گلے سڑے نظام کا خاصہ ہے۔ وکلا کی تحریک نے ایسا سماں باندھا جس میں رائے عامہ ''پی سی او'' ججوں کے خلاف نفرت سے بھر گئی، حالانکہ بہت سے ''غیر پی سی او'' جج بھی کبھی پی سی او کے تحت حلف اٹھا چکے تھے۔ حال ہی میں ہم نے دیکھا کہ جب عدلیہ نے مشرف غداری کیس شروع کیا تو اس پر ہر طرف سے منظّم حملے شروع ہوگئے۔ مشرف کو کمر درد کے بہانے ملک سے فرار ہونے کی اجازت دے دی گئی۔ نظام نے دکھایا کہ اُس کے پاس طاقت ہے اور وہ بچا سکتا ہے۔ ہم نے دھرنا نمبر 1 کے دوران عدالت پر وحشیانہ حملے ہوتے دیکھے کیونکہ اس نے 2013ء کے عام انتخابات ''چرانے'' کی پاداش میں نواز شریف کے خلاف فیصلہ نہیں دیا تھا۔ ہماری نظروں کے سامنے پی ٹی آئی اور پاکستان عوامی تحریک نے شاہراہ دستور پر چیک پوسٹیں قائم کرلیں اور سپریم کورٹ میں داخلہ ناممکن بنا دیا۔ حتیٰ کہ محترم جج صاحبان کو کسی خفیہ راستے سے عدالت میں داخل ہونا پڑتا۔ اب آخر کار عدالت پر حملہ آور ہونے والے جیت گئے ہیں۔ اگرچہ اصول یہ ہے کہ ریاستی اداروں، جیسا کہ سپریم کورٹ، کو حتمی اور مقدم سمجھا جائے لیکن عملی طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ جو اس اصول کو پامال کرتے ہیں، وہی آخر کار انعام پاتے ہیں۔ اب نااہلی کے بعد نواز شریف کے پاس کیا راستے ہیں؟ پہلا چارہ تو یہ ہے کہ وہ مزید دلدل میں دھنستے چلے جائیں یہاں تک کہ اُن کا نام سیاست میں ایک بوجھ بن جائے اور وہ اپنی نظروں کے سامنے اپنی جماعت کو دم توڑتا دیکھیں۔ اس صورت میں یہ بات طے ہوجائے گی کہ جو بھی نظام کے خلاف چلے گا اُس کا حشر نواز شریف اور ان کی فیملی جیسا ہوگا۔ اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ نواز شریف کو چلتا کرنے کے بعد ہمارے ادارے راتوں رات ہر قسم کی خرابیوں سے پاک ہوجائیں گے۔

دوسرا چارہ یہ ہے کہ نواز شریف لڑائی جاری رکھیں، کیونکہ جب تک وہ ایسا کرتے رہیں گے، اُن کی واپسی کا امکان ختم نہیں ہوگا، اور یہ چیز اُن کی پارٹی کا شیرازہ بکھرنے سے بچائے گی۔ اگر وہ اپنی سیاسی بنیاد کو یہ سمجھانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں کہ اُن کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو پھر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ میڈیا رات دن اُن کی کتنی ہی کردار کشی کرلے، وہ 2018ء میں ایک سیاسی طاقت بن کر ابھر سکتے ہیں۔ حاصل ہونے والی سیاسی طاقت اُنہیں مستقبل میں نظام کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کا موقع دے گی۔ لیکن یہ ایک نازک کھیل ہے۔ اُنہیں نظام کو براہ راست چیلنج کرنے کی بجائے اپنی لڑائی عقل اور احتیاط سے لڑنی ہوگی۔ یہ جنگ جیتنے کے لیے نہیں، اپنی جگہ بنانے کے لیے ہے۔

(بشکریہ جنگ)

آزادی کا مطلب کیا ہے تھا

آئی۔اے۔رحمان

چندروز بعد لوگ اس امید پر ملک کی سترہویں سالگرہ منا رہے ہوں گے کہ شاید ستر برس گزرنے کے بعد یہ ریاست اب اس بالغ نظری اور ذمہ داری کا مظاہرہ کر پائے گی جو اس سے چھوٹے کئی ممالک نے بہت کم عرصے میں ہی حاصل کر لی تھی۔

اس سے پہلے کہ ہم آزادی کا جشن منانا شروع کریں، اقلیتی برادریوں کے لوگ گیارہ اگست کو اقلیتوں کا دن منا رہے ہیں۔ یہ دن قائداعظم کے اس خطاب کی یاد میں منایا جارہا ہے جو انہوں نے دستور ساز اسمبلی کے سامنے کیا تھا۔ اب یہ تقریر بار بار پڑھی اور سنائی جائے گی تاکہ قوم کو یاد دلایا جاسکے کہ ان کے بانی کے ذہن میں وہ کون سے نظریات تھے جن کی بنیاد پر انہوں نے اس ریاست کا راستہ متعین کیا تھا۔ وہ سپریم کورٹ کے جون کے جون 2014 کے اس فیصلے کا بھی ذکر کریں گے جس میں کہا گیا ہے کہ نا صرف یہ کہ اقلیتوں کے تحفظ کو یقینی بنانے کیلئے ایک ڈھانچہ وضع کیا جائے بلکہ برابر کا شہری ہونے کے ناطے انہیں وہ احترام بھی دیا جائے جس سے وہ اب تک محروم رہے ہیں۔

اس حوالے سے شاید سپریم کورٹ کے اس بینچ کا بھی حوالہ دیا جائے گا جو اس فیصلے کے نفاذ کیلئے قائم کیا گیا تھا۔ اگر اقلیتیں یہ سوچ رہی ہیں کہ ان کا کیس بھی دیگر کیسز کی طرح اہم ہے تو میرے خیال میں انہیں معاف کر دینا چاہیے۔

اگلے روز یعنی بارہ اگست کو حیدرآباد میں ایک چھوٹا سا ہجوم نذیر عباسی کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے جمع ہوگا جو ایک مختلف قسم کے شہید تھے۔ انہوں نے ایک طاقتور آمر کو للکارنے کی جرات کی تھی تاکہ ہم سر اٹھا کر جی سکیں، اس دھرتی کو اپنی دھرتی کہہ سکیں اور کسی سنائپر کی گولی کا نشانہ بننے کے خوف سے آزاد ہو کر زندگی گزار سکیں۔ چنانچہ ہمیں نذیر عباسی کی ہمت اور لگن کو بھی خراج عقیدت پیش کرنا چاہیے۔

ہمارے لیے اس دور حکومت کے جبر کو یاد رکھنا بھی ضروری ہے جس میں نذیر عباسی کو مارا گیا تھا۔ لیکن اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ ہم یہ بات یاد رکھیں کہ نذیر نے اس وقت بولنے کی ہمت کی جب زیادہ تر لوگ خاموش تھے۔ آزادی کا جشن مناتے وقت ہمیں ان تمام بہادروں کو خراج عقیدت پیش کرنا نہیں بھولنا چاہیے جو ملک کے مختلف حصوں سے تعلق رکھتے تھے اور جنہوں نے ہمیں آزادی کا درست مطلب سمجھانے کی کوشش کی۔

لیکن آخر اقلیتیں ہی گیارہ اگست کو قائد کی 70 سال پرانی تقریر کا دن کیوں منائیں؟ کیا اس تقریر میں باقی قوم کے خوش ہونے کی کوئی وجہ نہیں تھی؟ یہ سچ ہے کہ قائداعظم نے غیر مسلموں کو برابری کے حقوق دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن یہ اقلیتوں کیلئے رعایت نہیں تھی بلکہ مسلمانوں کے مفاد میں بھی یہی تھا۔ اقلیتوں کو ساتھ لیے بغیر مسلمان نا اس وقت کامیاب ہو سکتے تھے نا اب ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ قائد نے اپنی اس تقریر میں اور بھی بہت کچھ کہا تھا جس پر آج ساری قوم کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔

جب قائداعظم نے اعلان کیا کہ مذہب کا ریاست سے کوئی تعلق نہیں ہے تو کیا انہوں نے ایک مذہبی حکومت کے تصور کو مسترد نہیں کیا تھا۔؟ انہوں نے وفاقی قانون ساز ادارے کے طور پر اسمبلی کی بالادستی پر زور دینے کے بعد وضاحت کی کہ اس کا پہلا کام امن و امان کا قیام ہے تاکہ ریاست اپنے شہریوں کے جان و مال اور ان کے مذہبی اعتقادات کے تحفظ کو یقینی بنا سکے۔

ریاست کی دیگر اہم ذمہ داریوں میں کرپشن کا خاتمہ بھی

اس حوالے سے شاید سپریم کورٹ کے اس بینچ کا بھی حوالہ دیا جائے گا جو اس فیصلے کے نفاذ کیلئے قائم کیا گیا تھا۔ اگر اقلیتیں یہ سوچ رہی ہیں کہ ان کا کیس بھی دیگر کیسز کی طرح اہم ہے تو میرے خیال میں انہیں معاف کر دینا چاہیے۔

شامل تھا جو کہ رشوت، اقرباء پروری اور ناجائز طریقے سے سامان بیچنے کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن ایسا نہیں تھا کہ بہتر نظم و نسق کے یہ بنیادی تقاضے پاکستانی سیاستدانوں کو پہلی بار بتائے جا رہے تھے بلکہ یہ ان لوگوں کے آزادی کے خواب کا حصہ تھے جنہوں نے وطن کو غیر ملکی اقتدار سے چھڑانے کی جنگ لڑی اور ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے مسلم لیگ کے پرچم تلے پاکستان کے حق میں نعرے لگائے۔

اکثر یہ بات کہی جاتی ہے کہ آزادی کا اصل مطلب کبھی بیان ہی نہیں کیا گیا۔ لیکن یہ تصور سچائی سے کوسوں دور ہے۔ شاید ہمارے رہنماؤں نے عمومی طور پر اپنے ذہن کو اس طرف متوجہ نہیں کیا کہ پانی نکالنے والوں اور لکڑیاں کاٹ کر گزارہ کرنے والوں کی خواہشات کیا ہیں جنہیں علامہ اقبال نے غریب مسلمان کہا ہے۔ تاہم جو کچھ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے کہا گیا اسی سے ہمیں اس بات کا علم ہو جاتا ہے کہ آزادی کا مطلب کیا تھا۔ تاریخ کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ 1908 میں نوآبادیاتی نظام کے خلاف تحریک چلانے والوں کی خواہش تھی کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کر دیا جائے، بنیادی تعلیم کا حق دیا جائے، مقامی معاملات میں سرکاری مداخلت بند کر دی جائے، کم تر سطح کے دیوانی اور فوجداری مقدمات نمٹانے کیلئے دیہات کی سطح پر یونینز قائم کی جائیں۔

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ مسلم لیگ نے انیس سو اٹھارہ میں یہ مطالبہ کیا تھا کہ آئینی شقوں کے اندر حقوق کا ایک بل بھی رکھا جائے جس کے تحت تمام انسان قانون کی نظروں میں برابر ہوں، ان کے جان و مال، آزادی، اظہار رائے، اور وابستگی کی آزادی اور پریس کی آزادی کو تسلیم کیا جائے۔ دو دہائیوں کے بعد مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں صدر نے کہا کہ پارٹی اپنے فوری مقاصد میں چار نکاتی پروگرام کو شامل کرے۔ وہ نکات یہ تھے۔1۔ ایک جمہوری، ذمہ دار حکومت جس میں بالغ لوگوں کو ووٹ کا حق ہو 2۔ تمام سخت گیر قوانین کا خاتمہ اور عوام کے اظہار رائے، صحافت اور تنظیم سازی کی آزادی کو یقینی بنایا جائے۔ 3۔ مزارعوں کو فوری معاشی ریلیف دیا جائے، تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ بیروزگار افراد کو سرکاری امداد دی جائے۔ کارکنوں کیلئے آٹھ گھنٹے کام کو یقینی بنایا جائے اور اس کی اجرت مخصوص کی جائے۔ 4۔ ابتدائی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے اور یہ تعلیم مفت فراہم کی جائے۔

مسلم لیگ نے 1937 میں لکھنو میں ہونے والے اپنے اجلاس میں جو معاشی اور سماجی پروگرام اپنایا تھا اس پر بھی بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ اس میں مزدوروں اور مزارعین کے حقوق کا تحفظ بھی شامل تھا تاکہ دیہی سطح پر سودی قرضوں میں جکڑے لوگوں کو اس غلامی سے نجات دلائی جا سکے اور مسلمان معاشرے کو غیر اسلامی شعار سے نجات دلائی جائے۔

یہ سب کچھ اس بات کو ظاہر کرنے کیلئے کیا جا رہا ہے کہ پاکستان کا مطلب مختلف لوگوں کی نظروں میں مختلف ہونا ایک غیر متعلقہ حقیقت ہے۔ جاگیرداروں کو امید ہوگی کہ انہیں سود پر دی ہوئی اپنی جائیدادوں پر اختیار مل جائے گا۔ شاید سیکریٹریٹ میں بیٹھے لوگ چاہتے تھے کہ وہ ڈپٹی سیکرٹری بن جائیں اور اسسٹنٹ سب انسپکٹروں کی نظریں ڈی ایس پی کی وردی پر لگی ہوں گی۔ لیکن جس بات نے لاکھوں عام لوگوں کو تحریک پاکستان کی طرف متوجہ کیا وہ ان کی یہ خواہش تھی کہ انہیں زندگی اور آزادی کا تحفظ ملے اور غربت، بیماری اور پریشانیوں سے نجات حاصل ہو۔

قیام پاکستان کے 70 برس پورے ہونے پر جس سوال کا جواب دیئے جانے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ آخر حکمران کیسے ان خوابوں کو بھول سکتے ہیں جو ہم نے آزادی کی جدوجہد کے دوران دیکھے تھے۔ اور اس کے ساتھ انہوں نے ریاست کے بانی کی نصیحت بھی بھلا دی ہے، آخر ایسے کرنے کے باوجود وہ لوگوں کے احتساب سے کیسے بچ نکلے؟

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

مختار، مختاراں مائی اور مختار نامہ!

آمنہ مفتی

بہت برس پہلے کا ذکر ہے ہماری فزکس لیب میں ایک تجربہ ہو رہا تھا، جس میں روشنی کے انعکاس کے بارے میں کچھ معلوم کرنا تھا۔ اس مقصد کے لیے فی طالبہ تین کامن پین، ایک سادہ ورق اور ایک منشور (پرزم) دیا جا رہا تھا۔ ہم دو متوازی لائنوں میں کھڑی تھیں، ایک لائن جا رہی تھی اور دوسری تجربے کا سامان لے کر آ رہی تھی۔

سامان لانے والی لڑکیاں کچھ پریشان تھیں۔ ایک لڑکی نے جاتے جاتے میرے کان میں سرگوشی کی کہ لیب اسسٹنٹ مختار، قلم پکڑانے کے بہانے ہر لڑکی کی ہتھیلی پہ چٹکی لے رہا ہے۔

میں بہانے باز اور بزدل قسم کی انسان ہوں، فوراً بیماری کا بہانہ جڑ کے غائب ہوئی اور دوبارہ کبھی پلٹ کے لیب کا رخ نہ کیا جس کا نتیجہ میٹرک کے سالانہ نتائج میں سامنے تھا۔ میں نہیں جانتی اس 'مختار' سے خوفزدہ ہونے والیوں میں کتنی ایسی لڑکیاں ہوں گی جن کو شاید بڑا سائنس دان بننا تھا اور وہ مختار جو صرف ان کو 'تین قلم' پکڑانے پہ قادر تھا، کتنے ذہنوں کو داغدار کر گیا۔

آج اگر زندہ بھی ہوگا تو نماز کی گول ٹوپی پہن کر مسجد جاتا ہوگا، سجدوں میں خدا کو پکارتا ہوگا اور حیران ہوتا ہوگا کہ اتنے سال کی ایمان دار نوکری اور عمر بھر کی عبادت کے باوجود اس کے حالات کیوں نہیں بدلتے؟

مختاراں مائی کا واقعہ اس کے بہت بعد رونما ہوا۔ مختاراں کے ساتھ جو ظلم ہوا، وہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ اس روئے زمین پر انسان کی انسان پہ ظلم کی کہانی کوئی نئی نہیں۔ فرق صرف اتنا تھا کہ اس نے آواز اٹھائی، آواز اٹھانا بہت مشکل ہوتا ہے، یہ ان سے زیادہ کوئی نہیں جانتا جو آواز نہیں اٹھاتے۔

یہ واقعات آج اس لیے یاد آئے کہ ہندوستان میں ایک دس سالہ بچی جو اپنے ہی کسی رشتے دار کے ہاتھوں ریپ کا شکار ہوئی، اس بچی کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔

کچھ واقعات اتنے بھیانک ہوتے ہیں کہ ان سے نظر ہٹانے کی شدید خواہش کے باوجود نظر ہٹائی نہیں جا سکتی۔ یہ واقعہ بھی کوئی نیا نہیں، دنیا میں ہزاروں واقعات اس نوع کے رونما ہوتے رہتے ہیں۔

انسان کی درندگی سے انسان کب محفوظ رہا ہے۔ مجھے اپنے گاؤں کی وہ بچی بھی یاد ہے جسے اس کے سگے باپ نے جانے کتنے عرصے تک ہوس کا نشانہ بنایا اور اس سے پیدا ہونے والے اپنے بچے کو مار کے مٹکے میں ڈالا اور نہر میں بہا دیا تھا۔ کسی جگہ جل کھمبی کے کنج میں وہ مٹکا اٹک گیا اور یہ راز کھلا۔

جل کھمبی کے کاسنی پھولوں اور ہرے ڈنٹھلوں کے بیچ اٹکا وہ مٹکا اور اس میں سے جھانکتی اس بچے کی معصوم اور مردہ شکل، ننھے سیپوں جیسے بند پپوٹے اور چھوٹا سا گلابی دہانہ، ننھی سی گردن پہ موٹی موٹی انگلیوں کے نیلے نشان، جیسے کسی فرشتے کو زبردستی آسمان سے گھسیٹ کے زمین پہ لایا گیا ہو اور پھر مار کے پھینک دیا ہو۔ سالوں پرانی یہ زہریلی تصویریں ذہن کے پردے پہ ایک کے بعد ایک کر کے چلے جا رہی ہیں۔ پیدا ہونے والی بچی کو کوئی خاندان گود لے لے گا اور وہ زندگی بھر اپنی ماں سے نہ مل پائے گی۔ وہ بچی، جو اس سارے بھیانک عمل سے گزری، بڑی ہوگی، شاید ایک بہتر زندگی بھی گزار لے گی، کیونکہ اس کے لیے آواز اٹھائی گئی ہے۔

ان واقعات میں ایک ہی قدر مشترک ہے کہ ان میں ظلم کرنے والا ان لڑکیوں کا 'مختار' ہی تھا۔ اجنبی حملہ آور سے بچنے کے لیے تو انسان کافی حد تک ہوشیار ہوتا ہے مگر یہ اپنے، جو کبھی جسمانی، کبھی ذہنی، کبھی سماجی اور کبھی معاشی ریپ کرتے ہیں، شاید زیادہ بڑی سزا کے مستحق ہیں۔ ہمارے ہاں جسمانی ریپ کی سزا تو موجود ہے ذہنی اور سماجی ریپ جسے ہراسانی کہا گیا ہے، اس کے لیے بھی قانون بن گیا ہے لیکن کیا کبھی معاشی ریپ کے لیے بھی کوئی قانون بن پائے گا؟ اس معاشی ریپ میں، حق مہر معاف کرانے سے لے کر بھائی، بیٹے اور شوہر کو 'بعوض مہر و وفا' اپنی جائیداد دے دینا اور اسی طرح کے دیگر معاشی فوائد شامل ہیں۔ صاحبِ جائیداد اور تنخواہ دار، ہر دو طرح کی خواتین اس ظلم کا شکار ہوتی ہیں۔

اس معاشی ظلم کے لیے قانون میں ایک بہت بڑا جھول موجود ہے، 'مختار نامہ'۔ وہی مختار، جو لیب میں بچیوں کو چٹکیاں لے کر سہاتا تھا، کبھی، چچا کبھی سگے باپ اور کبھی بھائی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے اور اب کی بار اس کے ہاتھ میں معاشی ریپ کے لیے مختار نامہ ہوتا ہے۔ خواتین کے ساتھ جس قدر فراڈ مختار ناموں کے ذریعے کیے گئے ہیں اس کے اعداد و شمار اگر اکٹھے کیے جائیں تو وہ اجنبی لوگوں کے معاشی استحصال سے کہیں زیادہ ہوں گے۔

وہی عدالتی نظام، جس کے گورکھ دھندوں سے گھبرا کے لوگ پنچایت کا رخ کرتے ہیں مختار نامے بانٹتے ہوئے اتنی آسانی کیوں پیدا کر دیتا ہے؟ کیا مختار نامے کے لیے، کسی بیان، کسی بائیومیٹرک کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے؟ اور کیا کسی عورت کو اپنی جائیداد کے لیے کسی مختار کی ضرورت ہونی بھی چاہیے یا نہیں؟ حاکم خاندان اپنی مدتِ حکومت طویل کرنے کے لیے اور حزبِ اختلاف ان کی ٹانگ کھینچنے کے لیے تو سڑکوں پہ آ جاتے ہیں۔ عورت کی آزادی جتانے کو عائشہ گلالئی، عائشہ احد اور ماروی میمن کی مدد تو لے لیتے ہیں لیکن کیا کبھی، 'مختار، مختاراں مائی اور مختار نامے' کی اس ازلی اور ابدی تکون کو توڑنے کے لیے بھی کوئی باہر نکلے گا یا، برمودا ٹرائی اینگل کی سی نحوست لیے یہ تکون ہمیشہ ہم پہ مسلط رہے گی؟

(بشکریہ بی بی سی اردو)

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

☜ آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا۔
جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔

☜ آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کر کے بذریعہ ڈاک روانہ کر سکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کر کے لکھیں۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

HRCP کارکن متوجہ ہوں

'''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتہ تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تا کہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جا سکے۔

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

مجھ پر ایک آدمی نے خنجر کے 23 وار کیے لیکن میں نے ہمت نہیں ہاری

خدیجہ صدیقی

وہ عدالتی کارروائیوں کو 'سماعت' پکارتے ہیں اور وہ واقعی ایک سماعت ہی تھی۔ وہ سماعت نہ صرف اُس قانون کے لیے تھی جو میرے زخموں کا حساب لینے کا حق فراہم کرتا ہے، بلکہ یہ سماعت میری روح کی تھی، یہ سماعت میرے صبر کی تھی، اور سب سے بڑھ کہ یہ میری عزت، وقار اور کردار کی بھی سماعت تھی۔ 13 اور 14 جولائی کو، وکیلِ دفاع نے مجھ سے جرح کیا۔ میں جیسے ہی مردوں سے بھرے ہوئے کمرہ عدالت میں کھڑی ہوتی تو جی متلانے لگتا۔ وہ کارروائیاں تھکا دینے والے 6 طویل گھنٹوں تک چلیں۔ اس بات کی حقیقت، اس پر یقین کرنے جتنی ہی مشکل ہے کہ وکیلِ دفاع نے میرے پیچھے کرائے کے آدمی کھڑے کروائے تھے جو موقع ملنے پر دبی ہنسی ہنستے اور ہراساں کرتے۔ ان کی محدودترین ذہنیت اور بوسیدہ روحیں سب کے سامنے عیاں تھیں۔ میرے جسم کے اندر اس قدر بے چینی بڑھ جاتی تھی کہ وہاں سے بھاگ جاؤں۔ مگر وکیل لڑکوں کے اس کلب میں ان کی ایسی ہیبت ناک چالوں سے اور کچھ تو نہیں لیکن ڈٹے رہنے کا میرا عزم مزید پختہ ہوا، اور میرے ذہن میں صرف ایک ہی آواز گونجتی کہ سچ ضرور ثابت ہوگا۔

گزشتہ سال قانون کی ایک نوجوان طالبہ، خدیجہ پر انہی کے ہم جماعت نے خنجر سے حملہ کیا۔ یہ واقعہ 3 مئی 2016 کو لاہور کے ڈیوس روڈ، جہاں خدیجہ اپنی چھوٹی بہن کو اسکول سے لینے گئی ہوئی تھیں، پر دن دہاڑے پیش آیا۔ گلے سمیت جسم پر خنجر کے 23 حملوں کے باوجود وہ معجزانہ طور پر زندہ بچ گئیں۔ خدیجہ نے بڑی دلیری کے ساتھ انصاف کے حصول کی جدوجہد کا آغاز کیا اور گزشتہ ماہ لاہور کی ایک عدالت نے حملہ آور، جو کہ ایک ایڈووکیٹ کا بیٹا ہے، کو 7 سال قید کی سزا سنائی۔ وہ اپنی زندگی کی جیت اور اپنی قانونی فتح کو، ایک زیادہ معنی خیز زندگی گزارنے کے ایک موقعے کے طور پر تصور کرتی ہیں۔

وہ عدالتی کارروائیوں کو 'سماعت' پکارتے ہیں اور وہ واقعی ایک سماعت ہی تھی۔ وہ سماعت نہ صرف اُس قانون کے لیے تھی جو میرے زخموں کا حساب لینے کا حق فراہم کرتا ہے، بلکہ یہ سماعت میری روح کی تھی، یہ سماعت میرے صبر کی تھی، اور سب سے بڑھ کہ یہ میری عزت، وقار اور کردار کی بھی سماعت تھی۔

13 اور 14 جولائی کو، وکیلِ دفاع نے مجھ سے جرح کیا۔ میں جیسے ہی مردوں سے بھرے ہوئے کمرہ عدالت میں کھڑی ہوتی تو جی متلانے لگتا۔ وہ کارروائیاں تھکا دینے والے 6 طویل گھنٹوں تک چلیں۔

اس بات کی حقیقت، اس پر یقین کرنے جتنی ہی مشکل ہے کہ وکیلِ دفاع نے میرے پیچھے کرائے کے آدمی کھڑے کروائے تھے جو موقع ملنے پر دبی ہنسی ہنستے اور ہراساں کرتے۔ ان کی محدودترین ذہنیت اور بوسیدہ روحیں سب کے سامنے عیاں تھیں۔ میرے جسم کے اندر اس قدر بے چینی بڑھ جاتی تھی کہ وہاں سے بھاگ جاؤں۔

مگر وکیل لڑکوں کے اس کلب میں ان کی ایسی ہیبت ناک چالوں سے اور کچھ تو نہیں لیکن ڈٹے رہنے کا میرا عزم مزید پختہ ہوا، اور میرے ذہن میں صرف ایک ہی آواز گونجتی کہ سچ ضرور ثابت ہوگا۔

میں ان پاکستانی لڑکیوں اور خواتین کی لڑائی لڑنے کے لیے پرعزم تھی جو سخت گیر اور بے حس مردوں اور انہیں درست کہنے والی خواتین کے آگے اپنی تکلیف ظاہر کرنے کے بجائے خاموشی کے ساتھ جھیلتی ہیں۔ لیکن میرے ساتھ صورتحال شروع سے ہی ایسی نہیں تھی۔

ابتدا میں تو میں صرف خود کو پھر سے محفوظ محسوس کرنا چاہتی تھی — کہ وہ شخص جس نے مجھے زخمی کیا، مجھے جان سے مارنے کی کوشش کی، وہ سلاخوں کے پیچھے ہو، تا کہ میں گھر سے باہر بے خوف ہو کر چل سکوں۔ جب سماعت شروع ہوئی تو میری سوچ میں بڑی حد تک تبدیلی آئی۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ صرف میرے بارے میں نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق میری ذات سے بڑھ کر ہے۔ یہ ہر اس پاکستانی خاتون کے بارے میں ہے جو روزانہ کی بنیاد پر کسی نہ کسی قسم کے تشدد کا شکار بنتی ہے، لیکن انصاف سے محروم رہتی ہے اور ان کی روح ہمیشہ خوف کے سائے میں رہتی ہے۔

اور یوں میں نے سخت جان ہو کر اپنے اندر یہ تہیہ کر لیا کہ وہ شخص خود کو یہاں سے بچا نہیں سکتا، اس نے جو کیا ہے اسے اس کی سزا ضرور بھگتنی پڑے گی۔

مجھے نہیں لگتا کہ مخالف وکیل تھوڑی سی بھی اخلاقی اقدار کے مالک ہوں گے۔ انہوں نے اپنے مؤکل کو بچانے کی خاطر مجھ پر جو کیچڑ اچھالا، کیا وہ اس لیے تھا کہ سماعت میں گہرائی تک پیوستہ زہریلی مردانگی آشکار ہوئی تھی؟ مقدمہ جیتنے کی خاطر انہوں نے اپنے ضمیر کی ایک بھی آواز نہ سنی، جبکہ انہیں معلوم تھا کہ وہ مجرم ہے اور اس کی جیت سے اخلاقیات پامال ہوگی۔ میں جج صاحب کے سامنے کھڑی ہوتی اور مخالف وکیل کے بے بنیاد الزامات اور مکارانہ چالوں کا سامنا کرتی رہی۔ مجھے اس بات کا اندازہ تھا کیوں کہ ان کے پاس کوئی ٹھوس دلائل نہیں لہٰذا انہیں میری ذاتیات پر حملے تو کرنے ہی تھے۔

وکیلِ دفاع نے تمام حدیں پار کر دی تھیں، انہوں نے اپنی ذات میں موجود ناشائستگی کے تمام روپ دکھائے۔ ہر وہ خاتون جو پاکستان کی عدالتوں میں اپنی التجائیں لے کر پہنچتی ہے، اسے اسی صورتحال کی ہی توقع ہوتی ہے۔

لہٰذا وکیلِ دفاع نے مجھے ایک 'مشکوک کردار کی حامل خاتون' کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی، کہ جو کئی 'ناجائز' تعلقات رکھتی ہے۔ میں نے تو تھوڑی دیر کے لیے اس بہتان بازی کے خلاف مقدمہ دائر کرنے کا بھی سوچا۔

ان کے سوالات میری ذاتی زندگی کے گرد ہی گھومتے:

" کیا یہ سچ ہے کہ آپ لاہور کے خوش پوش علاقے میں رہتی ہیں؟ کیا سچ ہے کہ آپ ایک ماڈرن لڑکی ہیں؟"

تو کیا خوش پوش علاقے میں رہنے والی 'ماڈرن لڑکی' کا قتل کوئی جرم نہیں یا وہ اپنے اوپر حملہ کرنے والے کو انصاف کے کٹہرے میں نہیں لا سکتی؟

اور ہاں لڑکیو، خبردار رہیں، اگر آپ کی اپنے مرد کزنز، اداکاروں یا ماڈلز کے ساتھ تصاویر ہیں تو عین ممکن ہے کہ آپ کو ایک 'ڈھیلے کردار' والی لڑکی کے طور پر پیش کیا جائے۔

میں خود کو ایک متاثرہ یا بچ جانے والے کے طور پر دیکھنا نہیں چاہتی، بلکہ ایک ایسی مضبوط خاتون کے طور پر نظر آنا چاہتی ہوں جو اپنی زندگی اور آگے بڑھنے کی راہ میں حائل تمام رکاوٹوں کو عبور کرنے کا حوصلہ رکھتی ہے۔ نہ صرف میں خود چیلنجز پر سبقت پا رہی ہوں بلکہ مجھ جیسی صورتحال میں پھنسی دیگر خواتین کی مدد کا ارادہ رکھتی ہوں۔

میری کہانی، ایسی دیگر کہانیوں کی طرح، ہمیشہ ان لوگوں کو متاثر کرنے کا باعث بنے گی، جو کبھی ہار نہیں مانتے اور اپنے عزم پر ڈٹے رہتے ہیں۔

ہر گزرتے دن کے ساتھ میرے نوجوان سوالات کے جواب ملتے جا رہے ہیں۔ میں بطور ایک عورت، اپنے وجود کا مقصد دیکھ سکتی ہوں۔ مجھے سمجھ آ گیا ہے کہ بطور ایک ذمہ دار پاکستانی شہری میرا فرض کیا ہے: کہ ظلم کا شکار بننے والوں کی مدد کرنا اور ان کے لیے آواز اٹھانا، جو کہیں کھو گئی یا پھر کبھی اٹھائی ہی نہیں گئی۔

میں کبھی انتہائی عاجز اور تکلیف سے دوچار تھی، لیکن پھر اپنے اعتماد میں پختگی کو پایا اور فولادی عزم کے ساتھ 'جوں کی توں حالت' (Status quo) کو چیلنج کرنے اٹھی۔ میں فتح یاب ہوئی اور ہر جگہ میری آواز سنی گئی۔

14 تکلیف دہ مہینوں بعد 29 جولائی 2017 کو عدالتی فیصلے میں مجھ پر حملہ کرنے والے کو سزا سنائی گئی۔

اس تاریخی دن تک کا سفر کٹھن ضرور تھا لیکن ضائع نہیں ہوا کیونکہ وہ آدمی جس نے ایک معصوم جسم پر خنجر کے 23 وار کیے تھے، اب ایک عرصے تک چین کی نیند نہیں سو پائے گا۔ اس کے والد، جو لوگوں کو قید سے بچانے کی خاطر لڑائیاں لڑتے ہیں، اب جیل میں قید ایک مجرم بیٹے کے باپ ہیں۔

تو، زندگی میں ملنے والے اس دوسرے موقعے کو میں نے تبدیلی لانے کے لیے وقف کر دیا۔ اور اس کی میں نے ابھی صرف شروعات ہی کی ہے۔

(بشکریہ ڈان)

7افراد کے لیے ایک چھت دستیاب

ساگر سہندڑو

ملک میں 19 برس بعد رواں سال 15 مارچ سے 24 مئی تک ہونے والی چھٹی مردم شماری کے ابتدائی مگر نامکمل نتائج قریباً 4 ماہ بعد 25 اگست کو جاری کردیے گئے۔

مردم شماری کے ان نتائج میں آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کے نتائج کو شامل نہیں کیا گیا، جن کی ممکنہ اندازوں کے مطابق آبادی 2 کروڑ کے قریب ہوسکتی ہے۔

پاکستان کے وفاقی ادارے محکمہ شماریات (پی بی ایس) کی جانب سے چھٹی مردم شماری کے ابتدائی اور نامکمل نتائج سب سے پہلے وزیر اعظم شاہد خاقان عباسی کی صدارت میں ہونے والے مشترکہ مفادات کونسل (سی سی آئی) کے اجلاس میں پیش کیے گئے۔

مشترکہ مفادات کونسل کی جانب سے منظوری کے بعد محکمہ شماریات نے ان نتائج کو اپنی ویب سائٹ پر جاری کیا۔

حکومت کی جانب سے جاری کردہ عبوری نتائج میں آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کے نتائج کو شامل نہ کیے جانے کے حوالے سے وزارت سیفران نے اپنے بیان میں کہا کہ ان علاقوں کے نتائج محکمہ شماریات جاری نہیں کرسکتا، اس لیے ان کے نتائج وزارت بعد میں جاری کرے گی۔ علاوہ ازیں مردم شماری میں شمار ہونے والی دیگر چیزیں جیسے قوم، مذہب، زبان اور ازدواجی حیثیت سمیت متعدد چیزوں کا ڈیٹا بھی جاری نہیں کیا گیا، اور نہ ہی اس حوالے سے بتایا گیا ہے کہ مزید ڈیٹا کب جاری کیا جائے گا؟

ڈیٹا سے پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ 19 برس میں پاکستان کی آبادی (آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کے علاوہ) میں 7 کروڑ 54 لاکھ 22 ہزار 241 افراد کا اضافہ ہوا۔

1998 میں ہونے والی مردم شماری میں جو آبادی 13 کروڑ، 23 لاکھ، 52 ہزار، 270 تھی، وہ 2017 میں بڑھ کر 20 کروڑ 77 لاکھ 74 ہزار 520 تک پہنچ گئی۔

1981 میں پاکستان کی آبادی 8 کروڑ، 42 لاکھ، 50 ہزار تھی، اور یوں صرف 36 برس میں پاکستانی آبادی میں 12 کروڑ سے بھی زائد افراد کا اضافہ ہوا۔

ملک میں مجموعی طور پر مردوں کی تعداد زیادہ ہے، جس وجہ سے اب یہ کہنا غلط ہوگا کہ خواتین کی آبادی 51 فیصد ہے۔

ملک میں مردوں کی تعداد 10 کروڑ، 64 لاکھ، 49 ہزار، 322، جب کہ خواتین کی تعداد 10 کروڑ، 13 لاکھ، 14 ہزار، 780 ہے۔

پاکستان میں خواتین کے مقابلے 51 لاکھ 34 ہزار، 542 مرد زیادہ ہیں۔

دستاویزات سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان کی آبادی میں 1998 کے بعد سالانہ 2.40 فیصد اضافہ ہوا۔

ملک کی چھٹی مردم شماری کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس میں پہلی بار ملک میں موجود مخنث افراد کا ڈیٹا بھی جاری کیا گیا، جن کی مجموعی آبادی 10 ہزار 418 ہے۔

مردم شماری کے ابتدائی نتائج میں ملک بھر کے گھرانوں کی تعداد بھی جاری کی گئی۔

ملک کے پونے 21 کروڑ افراد کے لیے صرف 3 کروڑ، 22 لاکھ، 5 ہزار، ایک سو 11 گھر دستیاب ہیں، جو آبادی کے تناسب سے انتہائی کم ہیں۔

اگر ان مکانات کا تناسب دیکھا جائے تو 7 افراد کے لیے ایک گھر دستیاب ہے۔

ڈیٹا کے مطابق سب سے زیادہ آبادی صوبہ پنجاب کی ہے، جہاں بسنے والے افراد کی تعداد 11 کروڑ 12 ہزار 442 ہے، یعنی یہ صوبہ باقی تین صوبوں سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخوا کی مجموعی آبادی سے بھی بہت بڑا ہے۔

ملک کے باقی تین صوبوں کی اگر مجموعی آبادی کو بھی ملایا جائے تو وہ 9 کروڑ 77 لاکھ 62 ہزار، 87 بنتی ہے۔

ڈیٹا سے پتہ چلتا ہے کہ پنجاب میں مردوں کی تعداد 5 کروڑ، 95 لاکھ، 58 ہزار، 974، جب کہ خواتین کی تعداد 5 کروڑ، 4 لاکھ، 40 ہزار، 759 ہے۔

صوبہ پنجاب جو مرد و خواتین کی آبادی میں پہلے نمبر پر ہے، وہیں وہ مخنث افراد کے حوالے سے بھی بڑا صوبہ ہے، جہاں 6 ہزار، 709 مخنث افراد بستے ہیں۔

پنجاب کے 11 کروڑ 18 ہزار سے زائد افراد (بشمول مخنث) کے لیے 1 کروڑ، 71 لاکھ، 3 ہزار، 835 گھر موجود ہیں۔

اگر صوبہ پنجاب کو سب سے بڑے صوبے کا اعزاز حاصل ہے تو وہیں صوبہ سندھ کو سب سے بڑے شہری آبادی والے صوبے کا درجہ حاصل ہے۔

سندھ کی مجموعی آبادی 4 کروڑ، 78 لاکھ، 86 ہزار، 51 ہے، جن میں سے مردوں کی تعداد 2 کروڑ، 49 لاکھ، 27 ہزار، 46، جب کہ خواتین کی تعداد 2 کروڑ، 29 لاکھ، 56 ہزار، 478 ہے۔

صوبہ سندھ میں گھروں کی تعداد 85 لاکھ، 85 ہزار، 610 ہے، جب کہ سندھ میں صرف 2 ہزار، 527 مخنث افراد بستے ہیں۔

آبادی کے لحاظ سے ملک کا تیسرا بڑا صوبہ خیبر پختونخوا ہے، جہاں کی مجموعی آبادی 3 کروڑ، 52 لاکھ، 3 ہزار، 371 ہے، جن میں سے ایک کروڑ، 54 لاکھ، 67 ہزار، 645 مرد، جب کہ ایک کروڑ، 5 لاکھ، 54 ہزار، 813 خواتین ہیں۔

خیبر پختونخوا میں گھروں کی تعداد 36 لاکھ، 45 ہزار، 168 ہے، جب کہ اس صوبے میں 913 مخنث افراد ہیں۔

اراضی کے حساب سے ملک کا سب سے بڑا صوبہ بلوچستان آبادی کے حوالے سے پاکستان کا سب سے چھوٹا صوبہ ہے۔

بلوچستان کی آبادی صرف ایک کروڑ 23 لاکھ، 44 ہزار، 408 ہے، یعنی بلوچستان کی آبادی خیبر پختونخوا کی نصف آبادی سے بھی کم ہے۔ بلوچستان میں مردوں کی تعداد 64 لاکھ، 83 ہزار، 653، جب کہ خواتین کی تعداد 58 لاکھ، 60 ہزار، 646 ہے۔

بلوچستان میں گھروں کی تعداد 17 لاکھ، 75 ہزار، 937 ہے، اور یہاں صرف اور صرف 109 مخنث افراد بستے ہیں۔

وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقے فاٹا کی مجموعی آبادی 50 لاکھ، ایک ہزار، 676 ہے، جن میں سے 25 لاکھ، 56 ہزار، 292 مرد، جب کہ 24 لاکھ، 45 ہزار، 357 خواتین ہیں۔

فاٹا میں گھروں کی تعداد 5 لاکھ، 58 ہزار 379 ہے، جب کہ یہاں صرف 27 مخنث افراد رہتے ہیں۔

وفاقی دارالحکومت اسلام آباد اور اس کے مضافات (آئی سی ٹی) کی مجموعی آبادی 20 لاکھ، 6 ہزار، 572 ہے، جن میں سے 10 لاکھ، 5 ہزار، 712 مرد، جب کہ 9 لاکھ، 50 ہزار، 727 خواتین ہیں۔

اسلام آباد میں گھروں کی تعداد 3 لاکھ، 36 ہزار، 182 ہے، مگر یہاں فاٹا اور بلوچستان کے مقابلے مخنث افراد کی تعداد زیادہ یعنی 133 ہے۔

مجموعی طور پر پاکستان کی زیادہ تر آبادی دیہی علاقوں میں رہتی ہے، تاہم صوبہ سندھ وہ واحد صوبہ ہے، جہاں کے زیادہ لوگ شہروں میں بستے ہیں۔

پاکستان کے 13 کروڑ، 21 لاکھ، 89 ہزار، 531 افراد دیہی علاقوں، جب کہ 7 کروڑ، 55 لاکھ، 84 ہزار، 989 لوگ شہروں میں رہتے ہیں۔

صوبہ سندھ کے پونے پانچ کروڑ افراد میں سے 2 کروڑ، 49 لاکھ، 10 ہزار، 458 افراد شہروں، جب کہ 2 کروڑ، 29 لاکھ 75 ہزار، 593 لوگ دیہات میں رہتے ہیں۔ مجموعی طور پر سندھ کے شہروں میں دیہات کے مقابلے 19 لاکھ، 34 ہزار، 865 افراد زیادہ بستے ہیں۔ ملک کے سب سے بڑے صوبے پنجاب میں بھی زیادہ تر لوگ دیہات میں رہتے ہیں، وہاں دیہی آبادی کی تعداد 6 کروڑ، 95 لاکھ، 25 ہزار، 144 ہے۔

پنجاب کی شہری آبادی کی تعداد 4 کروڑ 38 لاکھ، 7 ہزار، 298 ہے۔ سلسلہ وار خیبر پختونخوا، بلوچستان اور فاٹا میں شہری علاقوں کے مقابلے دیہی علاقوں کی آبادی زیادہ ہے۔

تاہم اسلام آباد میں بھی شہری آبادی زیادہ ہے، وہاں 10 لاکھ، 14 ہزار، 825 افراد شہروں، جب کہ 9 لاکھ، 91 ہزار 747 افراد دیہی علاقوں میں بستے ہیں۔

چھٹی مردم شماری کے نتائج جاری ہونے پر ملک میں سیاسی و سماجی تنظیموں اور شخصیات کی جانب سے فوری طور پر ملے جلے ردعمل کا اظہار کیا جارہا ہے۔

تاہم کہیں کہیں سے دبے الفاظ میں مردم شماری کے اعداد و شمار پر اعتراضات کیے جارہے ہیں۔

(بشکریہ ڈان)

ملبے سے برآمد شدہ نظم!

عطاء الحق قاسمی

ان دنوں ہی نہیں بلکہ کافی عرصے سے وکیلوں کے ہاتھوں ججوں کی پٹائی اور گالی گلوچ کا سلسلہ جاری تھا، فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے یہ تماشا ''ادنیٰ'' عدالتوں میں لگتا تھا۔ اب اعلیٰ عدالتوں میں بھی یہ سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ ان شور شرابا کرنے والوں میں سینئر وکیل بھی شامل ہی نہیں بلکہ میڈیا پر آ کر وہ اس بدتہذیبی کی وکالت بھی کرتے ہیں۔ اب کل کلاں انہی سینئر وکیلوں میں سے کسی نے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کا جج بھی بننا ہے اور ہمیں ان فاضل جج صاحبان کے فیصلے بھی ماننا پڑیں گے اور اگر نہیں مانیں گے تو یہ لوگ ہمیں اندر کر دیں گے جبکہ اس وقت کوئی فاضل عدالت انہیں اندر کرنے یا ان کے خلاف کسی سخت اقدام کا حکم نہیں دے رہی۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہماری عدالتیں صرف سیاست دانوں کو سزائیں دینے کے لئے بنی ہیں۔ آپ ان دنوں سوشل میڈیا پر جائیں اور دیکھیں وہاں اس صورتحال پر کیسی کیسی ''توہین عدالت'' ہو رہی ہے۔ ایک پوسٹ کا مضمون یہ ہے کہ ہمارے ہاں سر پھرے سیاست دانوں کا علاج بذریعہ عمران خان، طاہر القادری اور شیخ رشید کیا جاتا ہے۔ الٹرا ساؤنڈ کے لئے سپریم کورٹ کی قائم کردہ جے آئی ٹی، صحافی اور تجزیہ کار بھی دستیاب ہیں۔ ایک پوسٹ اور بھی ہے ''وکیلوں نے عدالت کے دروازوں پر ٹھڈے مارے، گالیاں دیں، دروازے توڑے اور دھمکیاں دیں لیکن شکر ہے کسی نے توہین عدالت نہیں کی!''

آپ ان دنوں سوشل میڈیا پر جائیں اور دیکھیں وہاں اس صورتحال پر کیسی کیسی ''توہین عدالت'' ہو رہی ہے۔ ایک پوسٹ کا مضمون یہ ہے کہ ہمارے ہاں سر پھرے سیاست دانوں کا علاج بذریعہ عمران خان، طاہر القادری اور شیخ رشید کیا جاتا ہے۔ الٹرا ساؤنڈ کے لئے سپریم کورٹ کی قائم کردہ جے آئی ٹی، صحافی اور تجزیہ کار بھی دستیاب ہیں۔ ایک پوسٹ اور بھی ہے ''وکیلوں نے عدالت کے دروازوں پر ٹھڈے مارے، گالیاں دیں، دروازے توڑے اور دھمکیاں دیں لیکن شکر ہے کسی نے توہین عدالت نہیں کی!''

میں نے سوچا جب ساری قوم سیاست کے گڑھے میں گری ہوئی ہے اور ہمارے شعراء بھی ایک گھسے پٹے راستے پر چل رہے ہیں، انہیں کچھ فکر نہیں کہ عالمی صورتحال کیا ہے، اندر کیا ہو رہا ہے، باہر کیا ہو رہا ہے، ملت کس دردناک صورت حال سے گزر رہی ہے، مگر ایک شاعر، جس کے نام سے میں واقف نہیں ہوں، ہمارے درمیان میں سے اٹھا ہے اور اس کی شاعرانہ فکر نے یہ دردناک صورتحال پوری شاعرانہ نزاکتوں کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کر دی ہے۔

میں آج یہ کالم آپ کو صرف دو غزلیں سنانے کے لئے لکھنا چاہتا تھا مگر درمیان میں خواہ مخواہ عدالت آ گئی۔ جیسے فیس بک پر ابھی نظر پڑی تو ایک پوسٹ طاہر القادری صاحب کے حوالے سے خواہ مخواہ درمیان میں آ گئی، چلتے چلتے وہ بھی پڑھ لیں: ''جب تک شہدائے ماڈل ٹاؤن کا کوئی فیصلہ نہیں ہو جاتا طاہر القادری صاحب کا نام ای سی ایل پر ڈال دیا جائے''۔

تو چلیں اب آئیں، ایک نظم اور ایک غزل کی طرف، یہ شاعری میں بلاوجہ اپنے کالم میں نہیں دے رہا، ان میں سے پہلی غزل ایک دوست نے مجھے ارسال کی تو یقین کریں، میں ایک عجیب وغریب کیفیت سے دوچار ہوا۔ میں نے سوچا جب ساری قوم سیاست کے گڑھے میں گری ہوئی ہے اور ہمارے شعراء بھی ایک گھسے پٹے راستے پر چل رہے ہیں، انہیں کچھ فکر نہیں کہ عالمی صورتحال کیا ہے، اندر کیا ہو رہا ہے، باہر کیا ہو رہا ہے، ملت کس دردناک صورت حال سے گزر رہی ہے، مگر ایک شاعر، جس کے نام سے میں واقف نہیں ہوں، ہمارے درمیان میں سے اٹھا ہے اور اس کی شاعرانہ فکر نے یہ دردناک صورتحال پوری شاعرانہ نزاکتوں کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کر دی ہے۔ میں زیادہ تمہید نہیں باندھنا چاہتا، آپ یہ نظم پڑھیں

ملبے سے برآمد شدہ نظم

کسی تہران کی نیندیں نہ ٹوٹیں
کسی کابل نے انگڑائی نہیں لی
کسی شیراز سے دعوت نہ آئی
کسی بغداد سے پرسا نہ پہنچا
کسی اسپین سے رحمت نہ آئی
امیران حرم پٹرول پی کر
نواح شام کو جھلسا رہے تھے
اخیری ساعتوں کا حال یہ تھا
کہ فتوے آدمی کو کھا رہے تھے

......

کئی باجوڑ اور لاہور اجڑے
ہرے پتے شجر سے جھڑ رہے تھے
کئی فجریں مقفل ہو رہی تھیں
عشاؤں کی ردائیں چھن رہی تھیں
کہیں گنگا کا پانی جل رہا تھا
کہیں پر بوٹ بھاری پڑ رہے تھے
تباہی تو گلی میں گھومتی تھی
مگر سب فیس بک پر لڑ رہے تھے

......

براؤزر ہسٹری میں جا کے دیکھا
کوئی تاریخ سی تاریخ نکلی
''یہودی سازشوں'' کی تہتوں میں
بدیسی عورتوں کی بھیک نکلی
یہ غربت بھوک کے ماروں کی غربت
سہولت؟ اے پراڈو کی سہولت
نواح ایشیا! معتوب آ دم

......

بہت بیکار تھا جو سوچتا تھا
وہی ''غدار'' تھا جو بولتا تھا

میں نے جب یہ عظیم شاعری پڑھی تو مجھے اسی قبیلے کے ایک تخلیقی شاعر عامر سہیل کی ایک دعائیہ نظم یاد آ گئی، جو اوپر دی گئی نظم سے ملا کر پڑھی جائے تو شاید کچھ سکون آ جائے۔

نگاہ بد ہو کہ دست حسد پرے رکھے
خدا وہ تیل کے چشمے سدا بھرے رکھے
سدا بلند کھجوروں کے نخل اور باغات
وہ پھول پات ثمر پیڑ سب ہرے رکھے
ریال و درہم و دینار پر نہ آنچ آئے
ہو کوئی عہد یہ سکے سدا کھرے رکھے
غزا کی پٹی کی اردن کے پانیوں کی خیر
سویز نہر پہ سایہ سدا فلک رکھے
دمشق و کابل و مشہد کا رزق تا ابد
کہیں پہ کم ہو تو اسباب دوسرے رکھے
ہو ربع خالی کہ بولان کے پہاڑ عامر
زمانہ اپنی جبیں خاک پہ دھرے رکھے

(بشکریہ جنگ)

ڈاکٹر رُتھ فاؤ کا پاکستانیوں کے نام آخری پیغام

ڈاکٹر رمیش کمار

جرمنی کی عظیم ڈاکٹر رتھ فاؤ نے بلاشبہ اپنی زندگی کا بہترین وقت پاکستان سے کوڑھ جیسا موذی مرض جڑ سے ختم کرنے میں صرف کردیا، شہرِ قائد کراچی میں منعقدہ سرکاری اعزاز کے ساتھ آخری رسومات کی تقریب میں صدرِ مملکت ممنون حسین، آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ، ایئر چیف مارشل سہیل امان، چیف جسٹس سندھ ہائی کورٹ احمد علی ایم شیخ، گورنر اور وزیرِاعلیٰ سندھ سمیت سیاسی اور عسکری قیادت کی موجودگی قومی یکجہتی کا شاندار مظاہرہ کرتے ہوئے اس آہنی عزم کا اعادہ کررہی تھی کہ خدمتِ انسانیت سرحدوں اور قومیت کی محتاج نہیں ہوا کرتی اور عظیم انسان وہ ہے جو اپنی زندگی دکھی انسانیت کی بھلائی کیلئے تیاگ دے۔ پاکستانی پرچم میں لپٹے جسدِ خاکی کا آخری نظارہ کرنے والوں میں انسانیت کا درد رکھنے والے مسلمان، مسیحی، ہندو تمام مذاہب کے ماننے والے موجود تھے، سینٹ پیٹرک چرچ جہاں آخری رسومات ادا کی گئیں وہاں پاکستان اور مقدس ویٹی کن کے پرچم سرنگوں تھے، مسلح افواج کی جانب سے عظیم ڈاکٹر کو انیس توپوں کی سلامی پیش کی گئی جبکہ سرکاری ٹیلی وژن نے تقریب کی براہِ راست کوریج کرکے دنیا بھر کے ناظرین کو یہ مثبت پیغام دیا کہ اگر پاکستان کی مدرٹریسا کا درجہ رکھنے والی جرمن ڈاکٹر رتھ فاؤ پاکستان کو اپنے دل کا ملک قرار دیتی تھیں تو پاکستانی قوم بھی ان کی لازوال خدمات کو شایانِ شان طریقے سے خراجِ تحسین پیش کرنے میں پیچھے نہیں ہے، اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ایک غیرمسلم کو سرکاری اعزاز سے سفرِ آخرت پر روانہ کرنا بذاتِ خود اپنی نوعیت کا ایک منفرد واقعہ ہے۔ پچاس ساٹھ کے عشرے میں کوڑھ کا مرض پاکستان کو تیزی سے اپنی لپیٹ میں لیتا جارہا تھا، یہ ایک ایسا موذی لاعلاج مرض سمجھا جاتا تھا جو چھوت چھات سے پھیلتا تھا اور گوشت گلنے سڑنے کی وجہ سے مریض کے جسم سے شدید بدبو آنے لگ جاتی، سب سے زیادہ تکلیف دہ رویہ مریض کے اپنے رشتہ داروں اور معاشرے کا ہوتا تھا کہ وہ علاج معالجے کی بجائے مرض کو گناہوں کی سزا قرار دیکر مریض کو سسک سسک کر مرنے کیلئے آبادی سے دور پھینک آتے، کچھ انسانیت کا درد رکھنے والوں نے ان کوڑھی مریضوں کیلئے شہروں سے باہر کوڑھی احاطے تعمیر کروادیئے تھے جہاں لوگ منہ اور سر لپیٹ کر خوراک دیواروں کے اوپر سے اندر پھینکتے اور یوں بے چارے کوڑھی مٹی کیچڑ میں لتھڑی خوراک سے زندگی کی تکلیف دہ ڈور باندھنے کی کوشش کرتے جبکہ کوڑھی احاطوں میں ان کی آسمان سے بلند ہوتی چیخ و پکار کو سماج کی جانب سے عذابِ الٰہی قرار دیا جاتا۔ پاکستان میں کوڑھ کا مرض ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم کرنے والی ڈاکٹر رتھ فاؤ 9 ستمبر 1929ء کو جرمنی میں پیدا ہوئیں جہاں انہوں نے اپنی آنکھوں سے جنگِ عظیم دوئم کی تباہ کاریاں دیکھیں، جنگی جہازوں کی ہولناک بمباری میں اپنے اکلوتے بھائی کو جان کی بازی ہارتے دیکھا، عالمی سامراجی قوتوں نے جرمنی کو تقسیم کیا تو وہ مذہب بیزار کمیونسٹ مشرقی جرمنی سے مغربی جرمنی ہجرت کرگئیں، انہوں نے دورانِ تعلیم طب ڈاٹرز آف ہارٹ آف میری (دختران قلب مریم) نامی فلاحی مذہبی تنظیم سے وابستہ ہوکر اپنی زندگی دکھی انسانیت کے نام کردی، ڈاکٹر رتھ کا کہنا تھا کہ ہم اگر جنگ نہیں روک سکتے تو جنگ کی تباہ کاریوں سے متاثرہ افراد کا جسمانی اور روحانی طور پر علاج تو کرسکتے ہیں، اس سلسلے میں انہوں نے میٹھے بول، اعلیٰ اخلاق اور انکساری کو اپنایا۔ انہیں اپنی فلاحی تنظیم کی طرف سے بھارت میں مقیم ایک اور عظیم نامور خاتون مدرٹریسا سے ملاقات کیلئے بھیجا گیا، ڈاکٹر رتھ بھارت کی سخت ویزا پالیسی کی وجہ سے وہاں تو نہ جاسکیں لیکن پاکستان نے ان کا خوشدلی سے خیر مقدم کیا، اس زمانے میں ڈاٹرز آف ہارٹ آف میری کے تحت کراچی میں

> پاکستانی پرچم میں لپٹے جسدِ خاکی کا آخری نظارہ کرنے والوں میں انسانیت کا درد رکھنے والے مسلمان، مسیحی، ہندو تمام مذاہب کے ماننے والے موجود تھے، سینٹ پیٹرک چرچ جہاں آخری رسومات ادا کی گئیں وہاں پاکستان اور مقدس ویٹی کن کے پرچم سرنگوں تھے۔

میکلورڈ روڈ پر جھونپڑ پٹی میں ایک محدود وسائل کی چھوٹی سی ڈسپنسری قائم تھی جہاں وہ کوڑھیوں کی دردناک حالت دیکھ کر اپنے آنسوؤں پر قابو نہ پاسکیں، ڈاکٹر رتھ نے دل میں ٹھان لی کہ وہ اب پاکستان سے کوڑھ کا مرض ختم کرکے ہی سکون کا سانس لیں گی۔ اس کے بعد پاکستان میں ان کے قیام کی 57 سالہ داستان عظیم انتھک محنت، ہمت اور ولولے سے بھرپور ہے کہ کیسے ایک نوجوان مغربی خاتون ڈاکٹر نے زبان، مذہب اور سماجی طور پر مختلف ہوتے ہوئے بھی ایک اجنبی ملک میں لاعلاج سمجھے جانے والے مرض کوڑھ کو شکستِ فاش دی، انہوں نے کراچی ریلوے اسٹیشن کے پیچھے میکلورڈ روڈ پر طبی سینٹر قائم کرکے کوڑھیوں کا مفت علاج معالجہ شروع کردیا، مریض کے لواحقین جب انہیں کوڑھیوں کا چیک اپ کرتے دیکھتے تو حیرت زدہ رہ جاتے، وہ مریضوں کی مرہم پٹی بھی کرتیں اور اپنے ہاتھوں سے انہیں کھانا بھی کھلاتیں، انہوں نے موذی مرض کے خاتمے کیلئے ملک گیر حکمتِ عملی وضع کی، ڈاکٹر رتھ نے لوگوں کے رویوں میں تبدیلی لانے کیلئے آگاہی مہم شروع کی کہ خداوندِ تعالیٰ اپنے تمام بندوں سے پیار کرتا ہے اور کوڑھ کے مریضوں کو عذابِ الٰہی میں مبتلا سمجھ کر نفرت کا نشانہ بنانے کی بجائے مرض کا خاتمہ کیا جانا چاہیے، اسی دوران ڈاکٹر آئی کے گل نے بھی انہیں جوائن کرلیا اور یوں ایک اور ایک گیارہ ہوگئے، ان دونوں کا قائم کردہ لیپروسی سینٹر 1965ء میں اسپتال بن گیا۔ انہوں نے چندے کے حصول کیلئے ہر ایک کا دروازہ کھٹکھٹایا، وہ چندہ اکٹھا کرنے اپنے آبائی وطن جرمنی بھی گئیں جہاں کے شہریوں نے انہیں ستر لاکھ کی خطیر رقم فراہم کردی اور پھر دنیا نے دیکھا کہ نیک نیتی سے شروع کی جانے والی نوجوان ڈاکٹر رتھ فاؤ کی جدوجہد کامیابی سے ہمکنار ہونے لگی، پاکستان بھر میں لگ بھگ 156 کوڑھ کے علاج کے مراکز قائم ہوگئے جہاں ساٹھ ہزار سے زائد مریضوں کو نئی زندگی ملی، کوڑھ کے مریض نہ صرف شفایاب ہوئے بلکہ عام شہریوں کی طرح بھرپور زندگی گزارنے کے بھی قابل ہوگئے، خدا نے انکے ہاتھ میں ایسی شفا رکھی کہ پڑوسی ممالک سے بھی کوڑھ کے مرض میں مبتلا کراچی پہنچنا شروع ہوگئے۔ پھر 1996ء میں وہ وقت بھی آگیا کہ عالمی ادارہ صحت نے پاکستان کو کوڑھ سے مکمل پاک ملک قرار دیا اور ڈاکٹر رتھ کی شبانہ روز انتھک جدوجہد کی بدولت کوڑھ کا مرض ہمیشہ ہمیشہ کیلئے پاکستان سے ختم ہوگیا، اس حوالے سے وطنِ عزیز کو ایشیا کے پہلے ملک کا اعزاز بھی حاصل ہوگیا۔ دوسری طرف حکومتِ پاکستان نے بھی ڈاکٹر رتھ کی خدمات کے اعتراف میں انہیں پاکستان کی شہریت سے نوازا، انہیں مختلف مواقعوں پر ہلال پاکستان، ستارۂ قائداعظم، ہلال امتیاز، جناح ایوارڈ اور نشان قائداعظم جیسے اعلیٰ اعزازات عطا کیے گئے، حکومت نے ان کی مدرٹریسا سے ملاقات کی خواہش پوری کرنے کیلئے مدرٹریسا کو پاکستان مدعو کیا، اسی طرح آغا خان یونیورسٹی کی طرف سے انہیں ڈاکٹر آف سائنس کا ایوارڈ بھی دیا گیا، ڈاکٹر رتھ فاؤ کو ان کے آبائی وطن جرمنی سمیت دیگر ممالک نے بھی مختلف اعزازات دیئے۔ ڈاکٹر رتھ کا دِل پاکستان میں جاری مذہبی کشیدگی پر خون کے آنسو روتا تھا، ان کا اپنے پاکستانی ہم وطنوں کے نام اپیل میں کہنا تھا کہ مذہب کے نام پر قتل و غارت بند کی جائے ورنہ خوشی کا حصول ممکن نہیں بنایا جاسکتا۔ آج ڈاکٹر رتھ فاؤ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں لیکن ان کی روح کو سکون پہنچانے کیلئے ضروری ہے کہ انکے آخری پیغام پر دل و جان سے عمل کرتے ہوئے ملک بھر میں قومی ہم آہنگی اور خدمتِ انسانیت کو عبادت سمجھ کر فروغ دیا جائے، ہمیں ڈاکٹر رتھ کی زندگی کے بارے میں مواد نصابِ تعلیم میں شامل کرنا چاہیے کہ انسانیت کا درد رکھنے والے جب عملی جدوجہد شروع کرتے ہیں تو ہمتِ مرداں مددِ خدا کے تحت خداوندتعالیٰ بھی انہیں لازمی طور پر کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر رتھ نے تو پاکستان میں موجود نظر آنے والی جسمانی کوڑھ کی بیماری ہمیشہ کیلئے ختم کرڈالی لیکن تعصب، ناانصافی، حسد، شدت پسندی، عدمِ برداشت جیسی دیگر نادیدہ مہلک روحانی بیماریوں کو ہمیں خود ہی اپنے اندر سے ختم کرنے کیلئے باہمی جدوجہد کرنی ہوگی جو کوڑھ کی طرح ہمارے قومی وجود کو دھیرے دھیرے ختم کرتی جارہی ہیں۔ (بشکریہ جنگ)

انٹری ٹیسٹ اور اکیڈمی مافیا

عابد تہامی

معلوم نہیں کہ ہماری یہ نفسیات کیوں بن چکی ہے کہ ملک کے اندر ہونیوالی سیاسی ہلچل یا سرگرمیوں کو ملک کا کل حصہ سمجھ بیٹھتے ہیں اور دیگر تمام ادارے نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں۔اسکی وجہ شاید یہ ہے کہ ہم نے ہر ادارے کو سیاست کی نظر کر دیا ہے اور ان میں سیاسی مداخلت ہمارے سیاستداں اور حکمراں اپنا ''بنیادی حق'' سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان اداروں میں کوئی ٹھوس نظام نہیں بنا سکے، سونے پہ سہاگہ ہمارا میڈیا جلتی پہ تیل کا کام کر رہا ہے، جسکی وجہ سے ہر ادارہ نہ صرف اپنا اعتماد کھو چکا بلکہ اسکے نتیجے میں ہر وقت بے یقینی کی کیفیت ہے اور ہر کوئی یہ سوال کرتا ہے کہ اب کیا ہوگا۔ جہاں کہیں اگر کوئی تھوڑا بہت نظام موجود ہے ہم اسکو ختم کرنے کے درپہ ہیں اور ایک مافیا اس نظام کو کرپٹ بنانے کیلئے شہد کی مکھی کی طرح مصروف عمل ہے۔آج آپ کو ایک ایسے نظام کو زمین بوس ہوتے دکھاتے ہیں جسکے حوالے سے حکمرانوں کا کہنا ہے یہ اُنکا ''پہلا پیار'' ہے۔یہ پہلا پیار تعلیم ہے، جس کو تباہ کرنے کیلئے آئے روز ہم نئے نئے تجربات کرتے رہتے ہیں، ان میں سے ایک تجربہ انٹری ٹیسٹ کا ہے۔

ایک وقت تھا جب پنجاب بھر کے میٹرک کے امتحانات بھی پنجاب یونیورسٹی کے زیر انتظام ہوتے پھر آبادی اور تعلیم کا رجحان بڑھا تو ایجوکیشن لاہور بورڈ بنا دیا گیا اور کرتے کرتے پنجاب بھر میں 9 بورڈز آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن قائم ہوگئے۔لیکن ان میں اضافے کیساتھ ساتھ شکایات کے انبار لگ گئے۔ بوٹی اور نقل مافیا باقاعدہ ایک شعبہ بن گیا۔ایک سابق وزیر تعلیم مرحوم چوہدری ممتاز حسین نے اس کو ختم کرنے کیلئے سر توڑ کوشش کی اور کالجوں میں میرٹ کے نظام کو متعارف کروایا اسکے بعد اُسوقت کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف کے سامنے 1998ء کو رکھی گئی تجویز پر کہ نقل مافیا سے چھٹکارا حاصل کرنے اور مختلف بورڈز کی مارکنگ کے فرق کو ختم کرنے کیلئے ایم بی بی ایس اور ڈینٹل کالجز میں داخلہ کیلئے انٹری ٹیسٹ کو متعارف کروایا گیا، جسکی ذمہ داری انسٹیٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن کراچی کو سونپی گئی یہ سلسلہ 2007ء تک جاری رہا جب تک یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کا قیام عمل میں نہ آیا۔پھر 2008ء سے یہ انٹری ٹیسٹ اس یونیورسٹی کے زیر انتظام ہو رہا ہے لیکن افسوسناک صورتحال یہ ہے کہ اب اس پورے نظام کو اکیڈمی مافیا نے اپنے کنٹرول میں لے لیا ہے۔یہ اکیڈمی مافیا ہزاروں خاندانوں کا نہ صرف خون چوس رہا ہے بلکہ چند ٹکوں کے لالچ میں آئندہ نسلوں کو کرپٹ کرنے اور تباہ کرنے میں لگا ہوا ہے۔ ویسے تو انٹری ٹیسٹ کے آغاز سے ہی اس کی ساکھ کے حوالے سے سوالات اٹھائے جانے لگے، جب یہ سلسلہ بڑھا تو ایک مرتبہ پھر اس سسٹم کو ختم کرنے کیلئے موجودہ وزیر اعلیٰ شہباز شریف نے دوبارہ اوپن میرٹ پر داخلے کی یقین دہانی کرائی اور انٹری ٹیسٹ ختم کرنے کیلئے اُن کے پاس سمری بھی بھیجی گئی لیکن طاقتور اکیڈمی مافیا اتنا مضبوط ہے کہ ایک سال سے سمری پر وزیر اعلیٰ کے دستخط نہیں ہو سکے اگر اس مافیا کو چلانے والوں پر پاناما کیس کی طرح جے آئی ٹی بنائی جائے تو لوگ پاناما کیس کو بھول جائیں گے۔

گزشتہ برسوں کی طرح اس سال بھی 20 اگست کو پنجاب بھر کے 13 شہروں میں بنائے گئے مختلف سینٹرز میں 65 ہزار سے زائد طلبہ و طالبات نے یہ ٹیسٹ دیا۔ جن میں سے 6766 طلبہ و طالبات کو پنجاب بھر کے 17 سرکاری اور 21 نجی میڈیکل کالجوں میں جبکہ تین سرکاری اور 9 نجی ڈینٹل کالجز میں داخلہ مل سکے گا۔سرکاری کالجوں کی کل نشستیں 3405 اور نجی کالجوں میں 2590 ہیں۔اس سال انٹری ٹیسٹ کے فوراً بعد پرچہ آؤٹ ہونے کی بازگشت اتنی اونچی ہوئی کہ وزیر اعلیٰ کو فوری طور پر ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی سربراہی میں چھ رکنی اعلیٰ سطحی

ایک وقت تھا جب پنجاب بھر کے میٹرک کے امتحانات بھی پنجاب یونیورسٹی کے زیر انتظام ہوتے پھر آبادی اور تعلیم کا رجحان بڑھا تو ایجوکیشن لاہور بورڈ بنا دیا گیا اور کرتے کرتے پنجاب بھر میں 9 بورڈز آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن قائم ہوگئے۔

انکوائری کمیٹی بنانی پڑی جبکہ لاہور ہائیکورٹ نے اسکے نتائج کو فوری طور پر روکنے کا حکم دے دیا ہے، انکوائری کمیٹی کی رپورٹ کیا آتی ہے اور پھر عدالت عالیہ کیا فیصلہ دیتی ہے یا اس کی روشنی میں حکومت پنجاب نظام تعلیم کو تباہی سے بچانے کیلئے کیا اقدامات کرتی ہے وہ انشاءاللہ ہمارے سامنے آ جائے گا۔مختصراً یہ جائزہ لیتے ہیں کہ اکیڈمی مافیا کس طرح لوگوں کو لوٹ رہا ہے۔

پنجاب میں ہم نے انٹری ٹیسٹ شروع کر کے اپنے بنائے گئے نظام امتحانات کو رد کر دیا۔ چونکہ انٹری ٹیسٹ کا مقصد اُسوقت بوٹی، نقل اور امتحانی مافیا کا توڑ تھا تا کہ اہل طلبہ کو میرٹ کی بنیاد پر داخلے مل سکیں۔لیکن یہ مافیا ختم کرتے کرتے ہم نے اُس سے بھی بڑا اکیڈمی مافیا پورے پنجاب میں پھیلا دیا کیونکہ جن ممالک یا ملک برطانیہ کے اس نظام انٹری ٹیسٹ کے ماڈل کو لیا گیا وہاں اسکو شروع کرنیکی وجہ یہ تھی کہ لوگ اپنی مرضی سے مختلف مضامین کی تعلیم حاصل کر لیتے ہیں پھر جب کسی ڈسپلن میں اسپیشلائزیشن کرنا چاہتے ہیں تو وہ انٹری ٹیسٹ کلیئر کر کے اپنی پسند کے شعبے داخلہ لے سکتے ہیں۔مگر ہمارے ہاں مافیا نے اکیڈمیاں بنا کر لوگوں کو لوٹنے کا ایک ذریعہ بنا لیا ہے چونکہ اسوقت صرف پنجاب میں سرکاری اور نجی میڈیکل کالجز میں ساڑھے چھ ہزار کے قریب امیدواروں کو داخلہ ملتا ہے جس کیلئے ہر سال 60 ہزار سے زیادہ امیدوار انٹری ٹیسٹ دیتے ہیں تقریباً 95 فیصد طالبعلم مقابلے میں آگے آنے کیلئے کسی نہ کسی اکیڈمی میں داخلہ لینے پر مجبور ہیں۔والدین کے مالی حالات جیسے بھی ہوں وہ اپنے بچوں کو ڈاکٹر بنانے کیلئے اثاثے تک داؤ پر لگا دیتے ہیں۔دوسری طرف اکیڈمی مافیا اور یو ایچ ایس کے اہل کار مبینہ ملی بھگت سے لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں اکیڈمیاں اپنی کتابیں، نوٹس اور سوالات دیتی ہیں جو کہ کاپی بھی نہیں کیا جا سکتا، انٹری ٹیسٹ کیلئے ماہانہ پچاس ہزار روپے سے لیکر ایک لاکھ روپیہ تک فی طالبعلم خرچ کرنے پر مجبور ہے اور اگر ایک مہینے کا صرف ایم کیٹ کا حساب لگایا جائے تو اکیڈمی مافیا ماہانہ 70 کروڑ روپے کے قریب اکٹھا کرتی ہے۔یہ اربوں روپے کی ڈکیتی کا سوال ہے؟ یہ سوال وزیر اعلیٰ کے سامنے رکھنا ہے کہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز نے صرف ساڑھے چھ ہزار لوگوں کو داخلہ دینا ہوتا ہے لیکن وہ کونسے فارمولے کے تحت 65 ہزار لوگوں کا ایم کیٹ کا ٹیسٹ لیتی ہے۔ یونیورسٹی کو انٹری ٹیسٹ لیتے ہوئے دس سال ہونیوالے ہیں کیا اس نے آج تک یہ تحقیق کروائی ہے کہ میرٹ تو 90 فیصد سے زیادہ ہوتا ہے لیکن انٹری ٹیسٹ کیلئے 45 فیصد والا بھی اہل ہے۔گزشتہ دس برسوں میں 45 سے 60، ساٹھ سے 75 اور پھر 75 سے 90 فیصد نمبر حاصل کرنیوالے طلبہ کا تناسب کیا ہے جو انٹری ٹیسٹ میں مطلوبہ معیار کے مطابق نمبر حاصل کر پاتے ہیں۔ ہم صرف اکیڈمی مافیا کے فروغ کیلئے اندھیرے میں تیر چلا رہے ہیں۔اگر یہ تحقیق ہمارے سامنے ہو تو ممکن ہے کہ 40 ہزار کے قریب طلبہ ایسے ہوں جو ایم کیٹ دینے سے پہلے سوچ لیں۔ایک اور سوال قابل غور ہے کہ ایک بچہ 12 سال تک محنت کرتا ہے اور محنت کرنے کے بعد وہ 1050 میں سے ایک ہزار نمبر لیتا ہے مگر وہ انٹری ٹیسٹ کلیئر نہیں کر پاتا یا اسے داخلہ نہیں ملتا اُس کی ایک بہت بڑی خرابی یہ ہے کہ میرٹ بنانے کیلئے 50 فیصد نمبر 12 سال کی محنت کے ہیں جبکہ 50 فیصد نمبر ڈھائی گھنٹے کے امتحان میں دے دیئے جاتے ہیں اور یہ نمبر زیادہ تر وہ طالبعلم حاصل کر پاتے ہیں جو اکیڈمی مافیا کو لاکھوں روپے دیتے ہیں۔جبکہ چھوٹے شہروں سے تعلق رکھنے والے یا اکیڈمیوں میں داخلہ نہ لینے والوں کیلئے داخلے کے دروازے بند کئے جا رہے ہیں۔ جو انسانی بنیادی حقوق کے خلاف ہے۔ وزیر اعلیٰ کو اگر انٹری ٹیسٹ جاری رکھنا ہے تو پھر یہ اعتراف کرنا ہوگا کہ پنجاب حکومت کے تحت چلائے جانیوالا امتحانی نظام ناکام ہو چکا ہے لیکن اگر وہ سمجھتے ہیں کہ یہ نظام امتحان قابل اعتماد ہے تو پھر انٹری ٹیسٹ ختم کر کے اوپن میرٹ پر داخلے دینے چاہئیں لیکن پھر بھی وہ انٹری ٹیسٹ کو ضروری سمجھتے ہیں تو میرٹ میں انٹری ٹیسٹ کا 20 فیصد سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

(بشکریہ جنگ)

بچے کو ابتدائی تعلیم انگریزی میں کیوں نہیں دینی چاہیے

انجم الطاف

چند دن پہلے میں مقامی زبانوں پر ایک مضمون پڑھ رہا تھا۔ مضمون ویسے لکھا تو خوب تھا مگر زبان اور سیکھنے کے حوالے سے صاحبِ تحریر کی منطق نے مجھے بڑا حیران کیا۔

مضمون کے مطابق خیبر پختونخوا میں 17 زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن مردم شماری میں صرف دو، پشتو اور ہندکو، کو ہی باقاعدہ طور پر شمار کیا جائے گا۔ جبکہ دیگر زبانوں کو 'دیگر' کے خانے میں شامل کر دیا گیا ہے۔

مضمون کے لکھاری نے ان زبانوں کے مٹ جانے کا خدشہ ظاہر کیا اور حکومت سے ان کی بقا کے لیے ان کے تحفظ کا پر زور مطالبہ کیا۔ یہاں تک تو ٹھیک ہے، کیوں کہ چھوٹی زبانوں کا مستقبل اب ایک عالمی خدشہ بن چکا ہے۔ مگر ایک پیراگراف کو مکمل طور پر پڑھنے کی ضرورت ہے:

"کچھ ایسے بھی ماہرین ہیں جن کے مطابق بچے کو ابتدائی جماعتوں میں مادری زبان میں تعلیم دینی چاہیے، جس کے بعد ہی وہ اگلی جماعتوں میں کسی اور زبان کا انتخاب کرے۔ یہ دلیل درست نہیں کیونکہ عمر کے ساتھ زبان سیکھنے کا عمل مشکل ہوتا جاتا ہے۔ لہٰذا آپ کے بچے کو بچپن سے ہی کسی ایک زبان کا انتخاب کر کے اس پر مکمل عبور حاصل کرنا چاہیے — پھر چاہے وہ مقامی زبان ہو جس کی ملازمت کی منڈی میں کوئی اہمیت نہیں، یا پھر وہ زبان ہو جو آپ کے مستقبل کی ترقی میں آپ کی مدد کر سکتی ہے۔"

یہی خیال پاکستان کی لسانی پالیسی اور والدین کی سمجھ بوجھ کی ترجمانی بھی کرتا ہے، وقت آ گیا ہے کہ اب یہ بات بتائی جائے کہ کیوں یہ ایک گمراہ کن خیال ہے۔ لیکن اس طرح لکھاری کے اصل مقصد کو ٹھیس پہنچنے کا ایک چھوٹا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ صرف زندہ زبانیں ہی آگے بڑھتی ہیں — میوزیم کے نوادرات کی طرح زبانوں کا تحفظ نہیں کیا جا سکتا۔ ملازمت کے لیے بے فائدہ قرار دے کر ترک کر دی جانے والی زبانیں آہستہ آہستہ اپنا وجود کھوتی جائیں گی۔

بڑا مسئلہ یہ ہے کہ مذکورہ دلیل لسانیات اور سیکھنے کی ایک اہم منطق کو بھی رد کر دیتی ہے۔ پہلی بات، ابتدائی عمر میں زبان کے انتخاب اور اس پر عبور حاصل کرنے کا فیصلہ مستقبل کو ذہن میں رکھتے ہوئے نہیں کرنا ہوتا۔ بلکہ ایسی زبان کا انتخاب کرنا ضروری ہوتا ہے جو بچوں کے سیکھنے کی صلاحیت بڑھانے میں مدد کر سکے۔

اس بات کے کثیر ثبوت موجود ہیں کہ بچے اپنی زبان میں بہتر انداز میں سیکھتے اور سمجھتے ہیں — اگر ریاضی جیسے مضامین بچوں کی اپنی زبانوں میں پڑھائے جائیں تو انہیں ایسے مضامین سمجھنے میں کافی زیادہ آسانی ہو جاتی ہے۔

دوسری بات، یہ بات غلط ہے کہ کیونکہ عمر کے ساتھ زبان سیکھنے کا عمل کافی مشکل ہو جاتا ہے، اس لیے بچہ صرف ایک ہی زبان پر بہتر انداز میں عبور حاصل کر سکتا ہے۔

دراصل ایسی کئی مثالیں موجود ہیں جن میں ہم نے دیکھا ہے کہ وہ بچے جو اپنی زبان میں پڑھنا شروع کرتے ہیں وہ دوسری نامانوس زبان کو زیادہ بہتر انداز میں سیکھتے ہیں، بہ نسبت ان بچوں کے جو شروع سے ہی دوسری نامانوس زبان میں پڑھنا شروع کرتے ہیں۔

کافی تحقیق کرنے کے بعد یورپ نے اب 'مادری زبان پلس ٹو' فارمولہ اختیار کیا ہے جس کے تحت بچوں کو اسکول کی ابتدائی تعلیم مادری زبان میں دی جاتی ہے جبکہ ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کرنے سے پہلے وہ مزید دو زبانوں پر عبور حاصل کر لیتے ہیں۔ تیسری بات، یہ خیال بھی غلط ہے کہ ایک زبان پر عبور حاصل کرنے کے لیے اسے روز اول سے سیکھنا ضروری ہے، یہ خیال سیکھنے کے عمل کے بارے میں غلط فہمی کی وجہ سے ہے۔

بچے اپنی پہلی زبان بغیر کسی محنت کے سیکھتے ہیں کیونکہ وہ اس زبان سے گھرے ہوتے ہیں اور زندہ رہنے کے لیے اپنی ضروریات دوسروں کو بتانے کے لیے بھی اسی زبان کا سہارا لیتے ہیں۔ اس 'ضرورت کے تحت زبان سیکھنے کے عمل' کو دیگر غیر زبانوں میں منتقل نہیں کیا جا سکتا۔

مثلاً، اگر کسی سرائیکی محلے میں بچوں کو چینی زبان میں تعلیم دی جائے تو بچے چینی زبان اتنی روانی سے نہیں بولیں گے جتنی روانی سے سرائیکی زبان بول پائیں گے۔ بلکہ ایک انجان زبان میں سیکھنے کی کوشش کرنے سے ان کی سیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں کافی متاثر ہوں گی۔

چوتھی بات، بالغ افراد غیر زبانیں کافی آسانی کے ساتھ سیکھ جاتے ہیں۔ اگرچہ ان کا تلفظ اتنا صاف نہ بھی ہو لیکن پھر بھی وہ اس زبان پر عبور حاصل کر لیتے ہیں۔ ذرا مغربی یونیورسٹیوں میں اردو کے ان دانشوروں کی تعداد دیکھیے جن کی اپنی زبان اردو نہیں تھی لیکن آج بہترین کام کر رہے ہیں — این میری شمل نے بچپن میں تو چار مشرقی زبانوں پر عبور حاصل نہیں کیا تھا۔ فرانس اور جرمنی میں بالغ پاکستانی طلبہ بھی تو وہاں کی زبانیں بعد میں سیکھتے ہیں۔ پانچویں بات، مستقبل کے فیصلے نرسری اور کے جی میں نہیں کیے جاتے۔ بلکہ ایسے فیصلے اپنی قابلیت کو مدنظر رکھ کر کیے جاتے ہیں جن کا پتہ بچپن کے بعد ہی چلتا ہے اور قابلیت بہتر تعلیم سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام اور علامہ اقبال کو اپنی ابتدائی تعلیم کے دوران اپنے مستقبل کے کریئر کا پتہ نہیں تھا، اور نہ ہی انہوں نے ابتدائی تعلیم انگریزی میں حاصل کی تھی۔ اگر انہوں نے انگریزی زبان میں تعلیم حاصل کی ہوتی تو شاید کسی برطانوی دفتر میں بڑے بابو بن جاتے۔

ابتدائی تعلیم میں زبان کی اہمیت کو تو بہت پہلے بھی کئی بار تسلیم کیا جا چکا ہے۔ لارڈ میکالے نے 1835 میں ہندوستانی اشرافیہ کے لیے درس و تدریس کے لیے انگریزی کو بحیثیت ذریعۂ تعلیم متعارف کروایا، ملازمت کے لیے اس کی اہمیت کی وجہ سے انگریزی میڈیم کی طلب میں زبردست اضافہ ہوا۔

مگر 1904 میں اس پالیسی پر خود جب برطانیہ نے نظر ثانی کی تو مندرجہ ذیل نتیجہ حاصل ہوا: "یہ سچ ہے کہ انگریزی زبان تجارتی اہمیت رکھتی ہے اور یہ کہ ہائی اسکول کے فائنل امتحانات انگریزی میں ہی لیے جاتے ہیں، لہٰذا سیکنڈری اسکولوں پر قبل از وقت انگریزی پڑھانے اور اسی میں تعلیم دینے کے لیے تھوڑا دباؤ ہوتا ہے۔ مگر اس رجحان کو اب تعلیم کی بہتری کے لیے درست کرنا ضروری ہے۔ ایک عام اصول کے تحت، بچے کو انگریزی زبان کے طور پر سیکھنے کی اس وقت تک اجازت نہیں ہونی چاہیے جب تک کہ وہ ابتدائی تعلیم میں بہتری نہیں لاتا اور اپنی مادری زبان پر مکمل عبور حاصل نہیں کر لیتا۔"

اس کے 100 برس سے زائد عرصہ بعد، جب برطانوی کونسل نے پاکستان میں تحقیق کی تو پایا کہ، "مقامی زبانوں کی جانب منفی رویوں اور اردو و انگریزی کو درس و تدریس کی زبان بنانے سے انتہائی بدتر نتائج برآمد ہو سکتے ہیں، جن میں بچوں کے اسکول چھوڑنے کی شرح میں اضافہ، تعلیمی کامیابیوں میں کمی، لسانی استحصال اور زبانوں کے وجود مٹنے کا خطرہ شامل ہے۔" تحقیق اس نتیجے پر پہنچی کہ، "ابتدائی تعلیم میں مادری زبان کی اہمیت اجاگر کرنے کی فوری ضرورت ہے۔"

اس پیغام کی سب سے زیادہ ضرورت ان والدین کو ہے، جن کے بچوں کے ساتھ ابتدائی تعلیم خراب انگریزی میں دینے کا دھوکہ کیا جاتا ہے، وہ ایسی تحقیقیں نہیں پڑھتے۔ تعلیم دانوں کو چاہیے کہ وہ اس بارے میں آگاہی پھیلائیں اور حکام کو بھی اس بارے میں قائل کریں۔

یہ بھی دیکھیں کہ چینیوں نے ابتدائی تعلیم میں انگریزی کے استعمال کے بغیر کس طرح زبردست ترقی حاصل کی ہے جبکہ ہم انگریزی کو ابتدائی زبان کے طور پر استعمال کر کے بھی ان سے کافی پیچھے رہ گئے ہیں۔ جبکہ جن چینی افراد کو اپنے مستقبل میں ترقی کے لیے انگریزی زبان درکار ہوتی ہے، وہ بھی انگریزی پر عبور حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

دراصل پیغام صرف اتنا سا ہے کہ انگریزی پر عبور حاصل کرنے کے لیے ضروری نہیں کہ ابتدائی تعلیم انگریزی میں ہی حاصل کی جائے، کیونکہ ایسا کرنے سے سیکھنے اور سمجھنے کا عمل متاثر ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ والدین کو یہ بات سمجھنے میں تھوڑی پریشانی ہو لیکن اگر فیصلہ سازوں کو بھی بات سمجھ نہیں آتی تو یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ اگر آپ کو انگریزی آتی ہے تو ضروری نہیں کہ آپ ذہین بھی ہوں۔

یہ مضمون 10 جولائی 2017 کو ڈان اخبار میں شائع ہوا۔ (بشکریہ ڈان)

بلوچستان میں خواتین ڈاکٹرز کی کمی کیوں ہے؟

محمد اکبر نوتزئی

کوئٹہ کے گنجان علاقے وحدت کالونی میں بریوری روڈ پر واقع بلوچستان کباب ہاؤس کے سامنے اپنے دو دوستوں کے ہمراہ بیٹھے ایک بوڑھے شخص حاجی عبدالزمان زہری بتاتے ہیں کہ حال ہی میں ان کی بیٹی کو سرجری کے بعد زچگی کے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔

عبدالزمان زہری کا تعلق ضلع خضدار کی تحصیل زہری میں واقع نورگاما نامی قصبے سے ہے۔

وہ بتاتے ہیں کہ ان کے علاقے کی آبادی تقریباً 5 ہزار ہے لیکن وہاں ایک بھی گائنا کولوجسٹ موجود نہیں، انہیں اپنی بیٹی کو آپریشن کے لیے بولان میڈیکل کمپلیکس کوئٹہ لانا پڑا۔

بلوچستان کے دارالخلافہ میں لوگوں سے اکثر خواتین ڈاکٹرز کی کمی کی شکایت سننے کو ملتی ہے۔ لیکن صوبے کے ایسے علاقے جہاں قبائلی ضابطے سماجی تعلقات پر غالب ہیں وہاں سماجی ڈھانچہ انتہائی قدامت پسندانہ ہے لہٰذا خواتین کو علاج وطبی مشورے کے لیے مرد ڈاکٹرز کے پاس لے جانے کا زیادہ رواج نہیں۔ کچھ گھرانے تو قطعاً اپنی خواتین کو علاج معالجے کے لیے مرد ڈاکٹرز کے پاس نہیں لے جاتے۔

ایک شخص نے اپنا نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ، "حال ہی میں اپنی کزن کو کوئٹہ کے کڈنی سینٹر ہسپتال لے گیا کیونکہ انہیں گردے میں تکلیف تھی۔ اس وقت وہاں ایک بھی خاتون ڈاکٹر موجود نہیں تھی لہٰذا ہمیں انہیں مرد ڈاکٹر کو دکھانا پڑا۔ ڈاکٹر میری کزن کو گھور رہا تھا اور ذاتی نوعیت کے سوالات پوچھنے لگا جس پر مجھے کافی غصہ آیا۔ اس کے بعد سے میں کبھی اپنی کزن کو وہاں نہیں لے کر گیا۔"

یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ بلوچستان کے پدرشاہی سماج میں خواتین کی موجودگی بہت ہی محدود ہے۔ زیادہ تر لڑکیوں کی کم عمری اور اکثر تو اپنی مرضی کے خلاف شادی کروادی جاتی ہے، جبکہ چند ایک خواتین کو ہی اپنا مستقبل بنانے اور ذاتی خواہشوں کے مطابق زندگی گزارنے کا موقع فراہم ہو پاتا ہے۔ بلوچستان کے واحد میڈیکل کالج، بولان میڈیکل کالج (بی ایم سی) میں خواتین میڈیکل طالبات کی ایک اچھی خاصی تعداد ہونے کے باوجود کوئٹہ میں بمشکل 100 گائناکولوجسٹس موجود ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ بلوچستان میں خواتین ڈاکٹرز کی قلت کیوں ہے؟

کوئٹہ کے سینئر ڈاکٹر اور بی ایم سی کے سابق پرنسپل نعمت گچکی اتفاق کرتے ہیں کہ شہر میں خواتین ڈاکٹرز کی کمی نہ صرف شہر میں ہے بلکہ باقی صوبے کی صورتحال تو اس سے بھی زیادہ سنگین ہے۔

وہ بتاتے ہیں کہ، "یہ سچ ہے کہ ماضی میں خواتین طالبات کی تعداد مٹھی بھر تھی کیونکہ بی ایم سی میں زیرتعلیم طلبہ کا 10 فیصد خواتین طالبات پر مشتمل تھا۔ آہستہ آہستہ اس تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔"

ان کے نزدیک خواتین کو شعبہ طب میں اپنا مستقبل بنانا چاہیے کیونکہ مردوں کے مقابلے میں تو وہ زیادہ پڑھتی ہیں لیکن باہر نہیں نکلتیں۔ مگران کے مطابق یہ بھی ایک بدقسمتی ہے کہ زیادہ تر خواتین تعلیم مکمل کرنے کے بعد جلدی شادی کر لیتی ہیں، یوں اپنی پیشہ ورانہ اور گھریلو ذمہ داریوں کے درمیان توازن قائم رکھنے کی خاطر وہ شہر تک ہی محدود رہتی ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ، "وہ بلوچستان کے دیہی علاقے میں پوسٹنگ نہیں چاہتیں۔ کیونکہ دیہی علاقوں میں سماجی حالات بہتر نہیں ہیں اور وہ خود کو عدم تحفظ کا شکار محسوس کرتی ہیں جبکہ وہاں ہسپتال بھی ویران ہوتے ہیں۔" وہ بتاتے ہیں کہ بی ایم سی میں جب وہ بطور ڈائریکٹر فرائض انجام دے رہے تھے ان دنوں خواتین ڈاکٹرز کی دیہی علاقوں میں پوسٹنگ کو ایک مشکل سے ایک ماہ گزرنے کے بعد ان خواتین ڈاکٹرز کے والدان کے پاس آتے اور شکایت کرتے کہ "آپ کو کیا صرف ہماری ہی بیٹی نظر آتی ہے؟"

تاہم چند ایسے بھی ہیں جو صوبائی حکومت پر شعبہ طب میں خواتین کی کمی کے حوالے سے اقدامات نہ کرنے کا الزام لگاتے ہیں۔

مواقع کی کمی

کوئٹہ میں مقیم ڈاکٹر سکینہ بتاتی ہیں کہ، "500 سے زائد خواتین ڈاکٹرز بے روزگار ہیں۔ ہمیں گزشتہ 9 ماہ سے معاوضہ ادا نہیں کیا گیا۔ اس کے ساتھ، پوسٹنگ کا اعلان یا تو دیر سے کیا جاتا ہے یا پھر مٹھی بھر جگہیں خواتین کے لیے مختص کی جاتی ہیں۔ یہی وہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے بلوچستان میں ہزاروں مریضوں کے لیے بمشکل ہی کوئی ایک خاتون ڈاکٹر مل پاتی ہے۔"

بلوچستان کے وزیرصحت رحمت صالح بلوچ سے خواتین ڈاکٹرز کی کمی کے حوالے سے پوچھے گئے سوال کے جواب میں کہا کہ، "آپ کوئٹہ کے کسی بھی ہسپتال میں جا کر دیکھیں وہاں خواتین ڈاکٹرز کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔" ان کے مطابق ایسا نہیں ہے کہ خواتین ڈاکٹرز کی کمی ہے بلکہ دراصل اسپیشلسٹ معیار کی خواتین ڈاکٹرز کی کمی ہے۔

وہ تسلیم کرتے ہیں کہ 400 سے زائد آسامیاں خالی پڑی ہیں لیکن ماہر ڈاکٹروں کی کمی کی وجہ یہ ہے کہ بلوچستان میں صرف ایک ہی میڈیکل کالج موجود ہے۔ انہوں نے بتایا کہ، "کئی ایسی خواتین ڈاکٹرز ہیں جو (جلد ہی) تعلیم مکمل کرنے والی ہیں، اسپیشلائزنگ کر رہی ہیں اور ایم سی پی ایس اور ایف سی پی ایس کر رہی ہیں۔ اس مرحلے کو پورا ہونے میں ایک طویل عرصہ لگتا ہے۔"

وزیرصحت اتفاق کرتے ہیں کہ ماضی میں خواتین ڈاکٹرز کی کمی رہی ہے لیکن انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ان کی حکومت ضرورت کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ مثلاً جس طرح انہوں نے بتایا کہ ایف سی پی ایس مکمل ہونے کے بعد وہ خواتین ڈاکٹرز کو گائناکولوجسٹس کے طور پر آگے بھیجے جاتے ہیں۔

سکیورٹی صورتحال

جبکہ بلوچستان میں امن وامان کی خستہ صورتحال بھی اس میں ایک رکاوٹ رہی ہے۔ وزیرصحت تسلیم کرتے ہیں کہ، "کئی ایسی بھی خواتین ڈاکٹرز ہیں جو اپنی اسپیشلائزیشن مکمل کرنے کے بعد اپنا کام چھوڑ دیتی ہیں، اور بیرون ملک چلی جاتی ہیں، اور کبھی کبھار تو واجبات وصول کیے بغیر ملک چھوڑ دیتی ہیں۔ میں نے ذاتی طور پر ایسی کئی خواتین ڈاکٹرز کا پتہ لگوایا اور انہیں ملازمتوں سے برطرف کیا جو بیرون ملک رہائش پذیر تھیں اور اپنے فرائض انجام نہیں دے رہی تھیں۔

وہ بتاتے ہیں کہ اس پیشے میں خواتین کی تعداد بڑھانے کی خاطر حکومت صوبے میں تین نئے میڈیکل کالجز قائم کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ "یہاں پر افرادی قوت ایک بڑا چیلنج ہے، اور اسپیشلسٹ معیار کی خواتین ڈاکٹرز کا خلا پر کرنے میں ہمیں مزید 10 برس درکار ہوں گے۔

کوئٹہ میں موجود زیادہ تر خواتین ڈاکٹرز کوئٹہ سے باہر پوسٹنگ کیوں نہیں چاہتیں، اس کی وہ تین وجوہات بتاتی ہیں، تحفظ، حکومت کی جانب سے سہولیات کا فقدان، اور ان کے بچوں کی تعلیم کا مسئلہ؛ کیونکہ بلوچستان کے دیہی علاقوں میں تعلیمی سہولیات کی صورتحال انتہائی خراب ہے۔ ڈاکٹر زینت شاہوانی بتاتی ہیں کہ، "میں بلوچستان کے سات اضلاع کے مریضوں کو سنبھال رہی ہوں۔ جہاں ایک بھی خاتون ڈاکٹر موجود نہیں ہے اور نہ ہی صحت کی سہولیات دستیاب ہیں۔ اسی وجہ سے دوران زچگی اموات کی شرح اتنی زیادہ ہے۔ بچوں کی پیدائش کے لیے دائیوں کے مقابلے خواتین میڈیکل افسران بہتر طور پر آلات سے لیس ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر زینت نے ڈویژن کوٹا میں سیٹوں کی کمی کا شکوہ بھی کیا، اور مزید یہ کہ جب کمیشن امتحان کے ذریعے ملازمتوں کا اعلان کیا جاتا ہے تو خواتین کے لیے 100 میں سے صرف 20 پوسٹ ہی مختص ہوتی ہیں۔ وزیرصحت اس بات سے اتفاق نہیں کرتے، انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ حکومت مساوی بنیادوں پر ملازمتوں کے مواقع فراہم کرتی ہے۔" جبکہ کئی لوگ ایسا مانتے ہیں کہ جب خواتین ڈاکٹرز کی امیر گھرانوں میں شادی ہو جاتی ہے تو وہ اپنا کام چھوڑ دیتی ہیں، ڈاکٹر سعدیہ علی بلوچ، جو کہ حقوق نسواں کی کارکن بھی ہیں، اس بات سے اتفاق نہیں کرتیں، ان کا کہنا ہے کہ، "مجھے کبھی بھی ایسی کسی خاتون ڈاکٹر سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا جس نے شادی کرنے کے بعد اپنا کام چھوڑ دیا ہو، میں خود بھی شادی شدہ ہوں اور میرے بچے ہیں۔ اس کے باوجود میں بطور ایک ڈاکٹر اپنے فرائض انجام دے رہی ہوں۔"

2014 میں جب ان کی پوسٹنگ خاران میں کی گئی تھی، وہ بتاتی ہیں "چونکہ میرا تعلق بھی اسی علاقے سے ہے اس لیے میں اپنے لوگوں کی خدمت کرنے خوشی خوشی وہاں گئی۔ بدقسمتی سے جب میں وہاں تھی تب وہاں کسی قسم کی خاطر خواہ سہولیات میسر نہیں تھیں۔ مجھے وہاں آپریشن کے ذریعے اور بغیر آپریشن کے بچہ پیدا ہونے جیسے کیسز سے نبٹنے کے لیے بھیجا گیا تھا لیکن وہاں ان کاموں کو انجام دینے کے لیے سہولیات میسر ہی نہیں تھیں۔ وہاں کوئی مریضوں کو بے حس کرنے والی دوا دینے والا ڈاکٹر نہ ہی رہائش یا ضروری آلات کا بندوبست تھا۔ اسی لیے میں نے وہاں کام کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ ان حالات میں میرے لیے کام کرنا ممکن نہ تھا، بنیادی طبی سہولیات کی عدم دستیابی میں کس طرح اپنے لوگوں کی خدمت کر پاتی۔"

وہ مزید کہتی ہیں کہ، "اگر حکومت نے کوئٹہ اور صوبے میں طبی سہولیات فراہم کی ہوتیں تو بلاشبہ خواتین ڈاکٹرز اور گائناکولوجسٹ بڑے شوق سے اپنے فرائض انجام دیتیں اور یوں بلوچستان میں کبھی خواتین ڈاکٹرز کی کمی واقع نہیں ہوتی۔"

(بشکریہ ڈان)

قبائلی صحافی پر تشدد، پشاور کی صحافی برادری سراپا احتجاج

پشاور 18 اگست کو خیبر ایجنسی میں پولیٹیکل انتظامیہ کی جانب سے قبائلی صحافی کو تشدد بنانے کے خلاف پشاور کی صحافی برادری بھی سراپا احتجاج بن گئی، اس سلسلے میں پشاور پریس کلب اور خیبر یونین آف جرنلسٹس نے خیبر ایجنسی کے انتظامیہ کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا پریس کلب کے باہر ہونے والے احتجاجی مظاہرے کی قیادت پریس کلب کے جنرل سیکریٹری شہاب الدین فنانس سیکرٹری عزیز بونیری کر رہے تھے جبکہ مظاہرے میں کثیر تعداد میں صحافیوں نے شرکت کی۔انہوں نے خیبر ایجنسی سے تعلق رکھنے والے صحافی شاہین آفریدی پر پولیٹیکل انتظامیہ کے اہلکاروں کی جانب سے بلاوجہ تشدد کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ آئے روز صحافیوں کے ساتھ اس قسم کے واقعات رونما ہو رہے ہیں لیکن حکومت نے تاحال کسی بھی واقعے میں ملوث افراد کے خلاف کاروائی نہیں کی جو قابل افسوس ہے۔ (روزنامہ آج)

تھر سے مزید تین سماجی کارکن 'لاپتہ'

حیدرآباد سندھ کے مختلف علاقوں مٹھی اور تھرپارکر کے تین معروف سماجی رہنماؤں کو رات گئے مبینہ 'کارروائیوں' کے ذریعے ان کے گھروں سے 'اغوا' کرلیا گیا۔مبینہ طور پر اغوا ہونے والے سماجی رہنماؤں کے اہل خانہ نے میڈیا سے بات کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ تعلیم اور انسانی حقوق کے کارکن پرتاب شیوانی، مصنف سرکاری اسکول کے ٹیچر نصیر کُمبھار اور جئے سندھ قومی محاذ (جسقم) کے مقامی رہنما محمد عمر اُنڑ کو قانون نافذ کرنے والے اور پولیس اہلکاروں نے گزشتہ روز اٹھالیا ہے۔پرتاب شیوانی اور نصیر کُمبھار کے اہل خانہ کے مطابق دونوں سماجی کارکن 'کبھی بھی کسی قوم پرست یا کسی سیاسی جماعت کا حصہ نہیں رہے'۔ان کا کہنا تھا کہ کمبھار اور شیوانی نظر انداز ہونے والے صحرائی علاقے میں صرف تعلیم اور دیگر سماجی معاملات کی بہتری کے لیے کام کرتے تھے۔خیال رہے کہ رواں ماہ 5 اگست کو کالعدم جئے سندھ متحدہ محاذ کے خودساختہ جلاوطن رہنما شفیع برفت کے خاندان کے چند اراکین کو ان کے گھر سے اٹھالیا گیا تھا۔عینی شاہدین کے مطابق پولیس کمانڈوز کی وردی میں ایک درجن کے قریب افراد نے حال ہی میں بنائی جانے والی تنظیم وائس آف مسنگ پرسنز آف سندھ کے رہنما پنھل ساریو کو حیدرآباد سے 3 اگست کو اٹھالیا تھا۔

(بشکریہ ڈان)

تقسیم کے 70 برس: نہنگ سکھوں کی زیرِ حفاظت 'گرو کی مسجد'

محرابوں پر لکھی آیات مدھم ہوگئی ہیں، ٹائل پر قلم آری سے بنے بیل بوٹوں کے رنگ جگہ جگہ سے اڑ گئے ہیں، مگر آس پاس پلستر اور بنا پلستر والے مکانات اور درختوں کے درمیان سے نظر آتے گنبد اس کے مسجد ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔انڈین پنجاب کے علاقے ہرگوبندپور میں موجود اس مسجد کا تقسیم کے وقت پھیلی وحشت کے باوجود بال بھی بیکا نہ ہوا اور اس کی حفاظت نہنگ سکھ نصف صدی سے زیادہ عرصے سے کر رہے ہیں۔1940 کی دہائی کے آخری برسوں میں جب ہندو، مسلمان، سکھ مذہب کے نام پر ایک دوسرے کے دشمن بن بیٹھے تھے، جب مندر، گردوارے اور مسجدیں ڈھائی جا رہی تھیں، نہنگ سکھوں کے سردار نے کہا، 'گرو کی بنائی مسیت کو اگر کوئی نقصان پہنچائے گا تو ہم اسے قتل کر دیں گے'۔وہ دن اور آج کا دن یہ مسجد ان کی نگرانی میں ہے۔مسجد کے احاطے میں نیلے کپڑے میں بندھا 50 فٹ لمبا ڈنڈا ایستادہ ہے جس پر دودھاری تلوار لٹک رہی ہے، اس بات کا اعلان ہے کہ مسجد کی حفاظت اب نہنگوں کے ہاتھ میں ہے۔

سکھوں کے چھٹے گرو ہرگوبند سنگھ نے جب 17 ویں صدی میں ہرگوبندپور بسایا تو شہر کے مسلمانوں کے لیے یہ مسجد تعمیر کروائی تھی۔وہ محض 11 سال کی عمر میں اس وقت سکھوں کے چھٹے گرو بنائے گئے تھے جب ان کے والد اور سکھوں کے پانچویں گرو ارجن دیو کو مغل بادشاہ جہانگیر کے حکم پر قتل کر دیا گیا تھا۔گذشتہ 35 برس سے مسجد کی دیکھ بھال کرنے والے بابا بلونت سنگھ کہتے ہیں کہ 'یہاں کا چودھری گرو صاحب کو بہت برا بھلا کہتا تھا۔ایسا کتابوں میں لکھا ہے۔جنگ ہوئی جس میں وہ ہار گیا اور مارا گیا۔گرو نے کہا یہاں مندر نہیں بنے گا، گردوارہ نہیں بنے گا اور اس جگہ پر مسجد کی تعمیر کروائی۔'بابا بلونت سنگھ کے ساتھ موجود رجوت سنگھ کہتے ہیں، 'گرو ہرگوبند ظلم کے خلاف لڑے. مذہب کے لیے نہیں۔اس لیے انھوں نے لوگوں کے لیے یہ مسیت بنوائی۔'بلونت سنگھ مسجد کے احاطے میں تعمیر شدہ نئے حصے کے ایک کمرے میں رہتے ہیں۔ان کا کل اثاثہ ایک پرانا ریفریجریٹر، غلّے کی ایک بوری اور کچھ برتن ہیں۔ان کا زیادہ تر وقت گرنتھ صاحب پڑھنے، 'مسیت کی خدمت' اور مسجد دیکھنے کے لیے آنے والوں کی نگرانی میں صرف ہوتا ہے۔گرو کی مسیت (مسجد) دیکھنے کے لیے آنے والوں کا سلسلہ گذشتہ کچھ سالوں سے ہی شروع ہوا ہے۔سنہ 2000 تک تو ہرگوبندپور میں ہی پیدا ہونے والے اور یہیں پلنے بڑھنے والے پرکاش نندا جیسے لوگوں تک کو نہیں معلوم تھا کہ وہاں کوئی مسجد بھی ہے اور وہ بھی اتنی تاریخی! پرکاش نندا کہتے ہیں کہ جب یونیسکو نے اس خستہ حال مسجد کی بحالی کا کام شروع کروایا تب جا کر شہر والوں کو علم ہوا کہ وہاں کسی سکھ گرو کی بنائی ہوئی مسجد بھی موجود ہے۔اگرچہ مسجد کی بحالی کے کام کے بعد کچھ شہری بھی اس کی دیکھ بھال کے لیے متوجہ ہوئے ہیں، لیکن حالات پھر بھی بہت بہتر نہیں ہوئے ہیں۔بابا بلونت کہتے ہیں کہ کم از کم مسیت میں پانی کا نلکا تو لگ جائے ورنہ چھوٹے چھوٹے کاموں میں بھی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔گرو کی یہ مسجد ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب کا اہم حصہ ہے اور آج کل کے دور میں اس کی بحالی کے ساتھ ساتھ اس کی حفاظت بھی ضروری ہوتی جا رہی ہے۔

فیصل محمد علیبی بی بی سی ہندی، ہرگوبندہ پورہ

(بشکریہ بی بی سی اردو)

مسجد میں مبلغ کا قتل

چنیوٹ چنیوٹ کے علاقے موضع آسیاں کی مسجد میں 22 اگست کو تبلیغی جماعت کے ایک رکن کے قتل کی خبر سامنے آنے کے بعد سے سوشل میڈیا سمیت مختلف حلقوں میں نہ صرف مسلک کی بنیاد پر تقسیم کے مضمرات بلکہ توہینِ مذہب کے حوالے سے بھی نئی بحث چھڑ گئی ہے۔ یاد رہے کہ کراچی سے تعلق رکھنے والی یہ تبلیغی جماعت ایک ہفتہ قبل سیالکوٹ سے ہوتی ہوئی اس مسجد میں پہنچی تھی۔ قتل ہونے والے ولی الرحمان اور ان کے مضروب ساتھی عبداللہ سمیت اس جماعت میں شامل زیادہ تر ارکان کا تعلق کراچی کے مختلف علاقوں سے ہے جبکہ ملزم محمد اکرام موضع آسیاں کا رہائشی ہے۔ پولیس کو درج کروائی گئی ایف آئی آر کے مطابق ملزم نے اتوار کی شام کو مسجد میں آ کر جماعت میں شامل افراد کے ساتھ بحث و مباحثہ شروع کیا کہ 'تم لوگ گستاخ رسول اور منکر ہو'۔ بعدازاں اس نے پیر اور منگل کی درمیانی شب دوبارہ مسجد میں آ کر یہی تکرار شروع کر دی اور جب سب لوگ سو گئے تو کسی کے وار کر کے ولی الرحمان کو قتل اور عبداللہ کو شدید زخمی کر دیا۔ اس دوران لوگ موقع پر اکٹھے ہو گئے اور ملزم کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔ پولیس کے مطابق مقتول کی نعش کو تدفین کے لئے کراچی بھیج دیا گیا ہے جبکہ مضروب شخص الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں زیر علاج ہے۔ موضع آسیاں کے رہائشی اور یونین کونسل 14 سے چیئرمین کے سابق امیدوار غلام علی نے بتایا کہ 'اس رات تبلیغی جماعت کے ایک آدمی نے سپیکر پر تین بار اعلان کیا کہ گاؤں کے ایک نوجوان نے ان کے ایک ساتھی کو قتل کر دیا ہے۔ جس پر دیگر گاؤں والوں کی طرح میں بھی بھاگم بھاگ مسجد پہنچ گیا۔' انہوں نے بتایا کہ اکرام گزشتہ ہفتے چھٹی پر گھر آیا تھا اور اس نے عیدالضحیٰ کے بعد واپس جانا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ اکرام گاؤں کی مسجد میں با جماعت نماز ادا کرنے کی بجائے الگ عبادت کرتا تھا اور اس کا کہنا تھا کہ وہ مذہب کے متعلق امام مسجد سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ گاؤں کے نمبردار چوہدری محمد یار کہتے ہیں کہ اکرام جس مدرسے میں دینی تعلیم حاصل کر رہا تھا وہاں بریلوی مسلک کی تعلیم دی جاتی ہے جبکہ تبلیغی جماعت کے زیادہ تر لوگ دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ مقتول ولی الرحمٰن کے ایک ساتھی محمد حفیظ نے کہ 'اس رات اکرام ہمارے ساتھ مسجد میں ہی موجود تھا کہ اسے کسی کا فون آیا اور وہ بات کرتے ہوئے مسجد سے باہر چلا گیا۔ اس کے بعد وہ کب واپس آیا کسی کو پتہ نہیں چلا۔' ان کا کہنا تھا کہ انہیں کسی کے مسلک سے متعلق بحث مباحثہ کرنے سے گریز کا درس دیا جاتا ہے اور وہ صرف اسلام کی تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر مستنصر فیروز کہتے ہیں کہ 'اس میں کوئی شک نہیں کہ مختلف مدارس میں مختلف مسالک کے علماء جس طریقے سے تعلیم دے رہے ہیں اس سے فرقہ وارانہ منافرت بڑھ رہی ہے۔' ان کا کہنا تھا کہ اس حوالے سے علماء نے ذمہ داری کا مظاہرہ نہ کیا تو اس طرح کے مزید واقعات ہونے کے خدشات کو رد نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مذہبی شدت پسندی اور فرقہ وارانہ فسادات نے پہلے ہی ملک کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔ اس لیے مدارس اور تعلیمی اداروں میں باہمی بھائی چارے اور انسانیت کے احترام کو فروغ دینا انتہائی ضروری ہے۔ اس بارے میں لوگوں کی عمومی رائے یہ ہے کہ امن عامہ کو قائم رکھنے اور آئندہ ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے گرفتار ملزم کے خلاف قانونی کارروائی کے ساتھ ساتھ دیگر عوامل کی نشاندہی اور تدارک بھی ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو ہمارے معاشرے میں شیعہ سنی اختلاف کے بعد مختلف مسالک کے مابین تقسیم مزید گہری ہونے کا امکان ہے۔ (بشکریہ پنجاب لوک سجاگ)

(رپورٹ مرتب کردہ؛ اعجاز اقبال)

مشعال قتل کیس: 4 ماہ بعد بھی قاتل آزاد

مردان مردان کی عبدالولی خان یونیورسٹی کے طالب علم مشعال خان کے قتل کو 4 ماہ سے زائد کا عرصہ گزر چکا، لیکن حکومتی عدم توجہ کے باعث واقعے کے ذمہ داران اب تک آزاد ہیں، جبکہ مشعال کے والد نے حکومت سے ایک مرتبہ پھر انصاف کا مطالبہ کیا ہے۔ ڈان نیوز کے پروگرام 'ذرا ہٹ کے' میں گفتگو کرتے ہوئے مشعال خان کے والد اقبال خان نے کا کہنا تھا کہ اگرچہ یہ کیس مردان سے ہری پور کی انسدادِ دہشت گردی کی عدالت منتقل کر دیا گیا ہے، لیکن وہاں بھی اب تک کوئی سماعت نہیں ہوسکی۔ انھوں نے کہا کہ 'حکومت نے اب تک قاتلوں کو سزا دلوانے کی کوئی کوشش ہی نہیں کی اور جو وعدے کیے تھے وہ بھی اب وہ بھول چکی ہے'۔ ان کا کہنا تھا کہ جو افراد ابھی تک اس کیس میں گرفتار ہوئے ہیں وہ اصل ملزمان نہیں، بلکہ حکومت کو چاہیے کہ ان لوگوں کو پکڑے جنہوں نے مرکزی کردار ادا کیا۔ اقبال خان نے کہا کہ کیس پر بننے والی مشترکہ تحقیقاتی ٹیم (جے آئی ٹی) کی رپورٹ میں بھی واضح ہو چکا ہے کہ مشعال خان توہین مذہب کا مرتکب نہیں ہوا تھا، بلکہ اسے اس وجہ سے قتل کیا گیا کہ اُس نے یونیورسٹی میں کرپشن پر بات کی تھی۔ انھوں نے کہا کہ 'میرا بار بار یہی مطالبہ ہے کہ یونیورسٹی انتظامیہ سے جے آئی ٹی رپورٹ کی روشنی میں تحقیقات کی جائیں تاکہ اصل ذمہ داروں کو سزا مل سکے'۔ مشعال کے والد نے کہا کہ سپریم کورٹ نے اس واقعے کا ازخود نوٹس لیا، مگر وہاں بھی اس کی سماعت اُس طرح سے نہیں ہوسکی جس سے ہمیں انصاف مل سکے۔ ان کا کہنا تھا کہ تحریک انصاف کے سربراہ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ان کی صوبائی حکومت مردان یونیورسٹی کا نام مشعال خان یونیورسٹی رکھے گی، لیکن وہ بھی اب تک نہیں ہوسکا۔ اقبال خان نے بتایا کہ 'کیس میں انصاف ملنا تو دور کی بات ہے، آج ساڑھے چار ماہ ہونے والے ہیں لیکن کسی نے شہید پیکج تک ہمیں نہیں دیا اور نہ ہی ہم سے پوچھا کہ ہم کس حال میں رہ رہے ہیں، لہٰذا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کو ہماری کوئی فکر نہیں'۔ پروگرام میں مشعال خان کی بہنیں بھی موجود تھیں جن کا کہنا تھا کہ مشعال کے قتل کے بعد سے ان کی پڑھائی کا سلسلہ رک چکا ہے، کیونکہ سکیورٹی خدشات کے باعث وہ پڑھنے کے لیے نہیں جا سکتیں۔ مشعال خان کی بڑی بہن نے بتایا کہ 'میں مردان بورڈ میں اب تک پوزیشن حاصل کرتی آئی ہوں، لیکن اس واقعے کے بعد سے ایک خوف پیدا ہو گیا ہے اور یہاں تک کہ میں اپنا امتحان تک نہیں دینے گئی'۔ انھوں نے کہا کہ 'اب تک کسی نے نہیں بتایا کہ ہماری تعلیم اب کیسے مکمل ہوگی، کوئی کہتا ہے کہ اسلام آباد منتقل کیا جائے گا اور کبھی یہاں پر ہی تحفظ فراہم کرنے کی باتیں ہوتی ہیں، مجھے نہیں سمجھ آ رہا کہ ہمارا مستقبل اب کیا ہوگا'۔ واضح رہے مشعال خان کے والد محمد اقبال خان نے کیس کی مردان سے دوسرے ضلع میں منتقلی کے حوالے سے ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی تھی۔ درخواست میں موقف اختیار کیا گیا تھا کہ مردان یونیورسٹی میں مشعال خان کے ہولناک قتل کے بعد اسی علاقے میں یہ کیس چلانا علاقے کی امن و امان کی صورتحال کو خراب کر سکتا ہے۔ درخواست میں کہا گیا کہ تقریباً 57 ملزمان کو مشعال خان کے قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے جبکہ کچھ ملزمان مفرور ہیں، لہٰذا کیس میں ملزمان کی اتنی بڑی تعداد اور دونوں جانب سے گواہان اور حامیوں کی وجہ سے محاذ آرائی ہوسکتی ہے اور علاقہ امن و امان کی خراب صورتحال سے دوچار ہوسکتا ہے۔ درخواست میں مزید کہا گیا کہ درخواست گزار ایک متوسط طبقے کے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں سیکیورٹی کے حوالے سے مسائل کا سامنا ہے اور چونکہ ملزمان با اثر افراد ہیں، لہٰذا انہیں ملزمان کے گھر والوں اور حامیوں کی جانب سے خطرہ ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ ملزمان کے دوستوں کی بڑی تعداد اور چند مذہبی جماعتیں گرفتار طالب علموں اور دیگر ملزمان کی رہائی کا مطالبہ کرتے ہوئے سڑکوں پر احتجاج کر رہے ہیں۔

(بشکریہ ڈان)

کراچی کا 99 فیصد پانی مضرصحت: کے ایم سی رپورٹ

کراچی کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن (کے ایم سی) کی فوڈ لیبارٹری کا کہنا ہے کہ شہر کو فراہم کیا جانے والا پینے کا پانی مضرصحت ہے۔میئر کراچی وسیم اختر کو اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کے ایم سی فوڈ لیبارٹری نے بتایا کہ انہوں نے شہر بھر سے پانی کے 204 نمونے جمع کیے جنہیں لیبارٹری میں ٹیسٹ کیا گیا اور حیران کن طور پر ان نمونوں میں سے 202 نمونے پینے کے لیے مضر قرار دیے گئے۔کے ایم سی فوڈ لیبارٹری کی رپورٹ دیکھنے کے بعد وسیم اختر نے کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ (کے ڈبلیو ایس بی) کو پانی کی فراہمی کے نظام کو بہتر کرنے اور انسانی زندگی کو درپیش ممکنہ خطرے کا سدِ باب کرنے کی ہدایت جاری کردی۔کے ایم سی ترجمان نے اس حوالے سے بتایا کہ کراچی کی 24 یونین کمیٹیوں سے پانی کے نمونے جمع کیے گئے، جنہیں فوڈ لیبارٹری میں معیاری طریقہ کار کے تحت ٹیسٹ کیا گیا۔حکام نے بتایا کہ میئر کراچی کی ہدایت پر پاکستان پیور فوڈز آرڈیننس 1960 کے تحت پانی کے نمونے کا ٹیسٹ کیا گیا۔فوڈ لیبارٹری کی رپورٹ کے مطابق 85 نمونوں کو کلورین کی موجودگی جاننے کے لیے ٹیسٹ کیا گیا جن میں سے صرف 2 ہی نمونے ایسے تھے جن میں کلورین شامل تھا۔اس کے علاوہ 119 نمونوں میں بیکٹیریا کی تشخیص کے لیے ٹیسٹ کیا گیا اور تمام ہی نمونوں میں 'ای کولی' نامی بیکٹیریا کی تشخیص ہوئی۔ماہرین کا ماننا ہے کہ پانی میں پائے جانے والے اس ای کولی بیکٹیریا سے مہلک بیماریاں لاحق ہوسکتی ہیں۔جن علاقوں سے پانی کے نمونے لیے گئے ان میں سخی حسن، نارتھ ناظم آباد، نارتھ کراچی، فیڈرل بی ایریا، عامل کالونی، بلدیہ ٹاؤن، گلشن غازی، اختر کالونی، محمود آباد، منظور کالونی، اعظم بستی، اورنگی ٹاؤن، گلشن اقبال، میٹروویل، عثمان آباد اور کورنگی کے علاقوں کے علاوہ بہادر آباد میں عالمگیر مسجد بھی شامل ہے۔یہ خبر 8 اگست 2017 کے ڈان اخبار میں شائع ہوئی۔ (بشکریہ ڈان)

3 افراد کا 'پراسرار' قتل

کراچی ناردرن بائی پاس پر ایک پولیس رضا کار کی ٹارگٹ کلنگ کے صرف 4 روز بعد ہی گذشتہ روز اسی مقام پر تین نامعلوم افراد کی لاشیں برآمد ہوئیں۔پولیس کے مطابق ان تینوں افراد کو گولی مار کرقتل کیا گیا تھا۔ڈان اخبار کی ایک رپورٹ کے مطابق جائے وقوع سے ملنے والے ایک پمفلٹ میں ان تینوں افراد کے قتل کو پولیس قومی رضا کار کے قتل کا 'بدلہ' قرار دیا گیا۔جائے وقوع سے ملنے والے پمفلٹ پر ایک نئی جہادی تنظیم 'انصار الشریعہ پاکستان' (اے ایس پی) کا نام درج ہے جبکہ اس میں 'دہشت گردوں' کو خبردار کیا گیا ہے کہ اگر وہ پاکستان مخالف ممالک کی خفیہ ایجنسیوں کی ایماء پر پولیس اہلکاروں اور رضا کاروں کے قتل سے باز نہیں آتے تو نہ صرف 'دہشت گردوں' بلکہ ان کے اہل خانہ کو بھی نشانہ بنایا جائے گا۔پمفلٹ میں مزید کہا گیا کہ پولیس اہلکاروں اور رضا کاروں کو ٹارگٹ کرنے والوں نے دشمنوں اور غیر ملکی فورسز کو اپنا 'ایمان' بیچ دیا ہے جو اپنے 'غیر اسلامی مقاصد' کو پورا کرنے کے لیے 'جہادی تنظیموں' کے نام کا غلط استعمال کررہے ہیں۔واضح رہے کہ اے ایس پی نامی یہ تنظیم ماضی میں خود بھی سیکیورٹی اہلکاروں کے قتل کی ذمہ داری قبول کرچکی ہے جبکہ مبینہ طور پر اس تنظیم کے پمفلٹس میں یہ کہا گیا تھا کہ شہر میں قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں کا قتل 'ان کاؤنٹرز' (پولیس مقابلوں) میں مارے جانے والے جہادیوں کے قتل کا 'بدلہ' ہے۔سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس (ایس ایس پی) ملیر راؤ انوار احمد کے مطابق اس واقعے میں اے ایس پی تنظیم نے تینوں نامعلوم افراد کے قتل کی ذمہ داری قبول کی ہے۔انہوں نے بتایا کہ 'نامعلوم افراد کی جانب سے پھینکی جانے والی تینوں لاشیں ناردرن بائی پاس پولیس چیک پوائنٹ کے نزدیک سے برآمد ہوئیں'۔ان کا کہنا تھا کہ لاشوں کی تلاش کے دوران ہی پولیس کو انصار الشریعہ پاکستان کا پمفلٹ ملا۔سائٹ سپر ہائی وے انڈسٹریل پولیس کے اسٹیشن ہاؤس آفیسر (ایس ایچ او) انار خان نے ڈان کو بتایا کہ یہ تینوں لاشیں اُسی مقام سے ملیں جہاں چار روز قبل پولیس رضا کار رانا جمشید کو گولی مار کرقتل کیا گیا تھا۔ایس ایچ او کے مطابق اب تک تینوں افراد کی شناخت نہیں کی جاسکی ہے تاہم قتل ہونے والے تینوں افراد کی لمبی داڑھیاں تھیں۔پیر (21 اگست) کی شام پولیس نے پاکستان پینل کوڈ کی دفعات 302 اور 34 کے تحت ریاست کی مدعیت میں تینوں افراد کے قتل کا مقدمہ نامعلوم افراد کے خلاف درج کرلیا۔ایف آئی آر کے مطابق ان افراد کی لاشیں قتل کیے جانے کے چند گھنٹوں بعد صبح 7 بجے برآمد ہوئیں، قتل ہونے والے افراد کی عمریں 30 سے 40 سال کے درمیان ہیں۔پولیس کا کہنا تھا کہ ان افراد کو مارنے سے قبل اغواء کرکے کسی اور جگہ قتل کیا گیا جس کے بعد لاشیں ناردرن بائی پاس کے نزدیک پھینک دی گئیں۔ایف آئی آر میں ان افراد کے قتل کی وجہ 'نامعلوم دشمنی یا جھگڑا' درج کی گئی۔واضح رہے کہ تینوں افراد کی لاشوں کو پوسٹ مارٹم کے لیے عباسی شہید ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں پولیس سرجن ڈاکٹر اعجاز کھوکھر نے ڈان کو بتایا کہ ہلاک افراد کو سر اور سینے میں متعدد گولیاں ماری گئیں۔

جہادی تنظیموں میں تقسیم؟

اس سوال کے جواب میں کہ کیا لاشوں کے قریب سے ملنے والا پمفلٹ اے ایس پی کے جہادیوں میں اختلاف کی نشاندہی کرتا ہے، ایس ایچ او انار خان کا کہنا تھا کہ اس حوالے سے تفتیش کا سلسلہ جاری ہے۔ان کا کہنا تھا کہ اس مرحلے پر پولیس یہ نہیں بتا سکتی کہ ہلاک ہونے والے 'جہادی' تھے جنہیں دوسرے 'جہادیوں' نے قتل کیا کیونکہ ابھی ان افراد کی شناخت کی کوششیں جاری ہیں۔واضح رہے کہ حالیہ چند ہفتوں میں اسی جہادی تنظیم کی جانب سے کئی مقامات پر پمفلٹس کے ذریعے پولیس اہلکاروں کے قتل کی ذمہ داری قبول کی جاچکی ہیں، جن میں سائٹ پر 4 پولیس اہلکاروں کا قتل، عزیز آباد میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ٹریفک پولیس اور ان کے ڈرائیور کا قتل جبکہ نادرن بائی پاس پر پولیس رضا کار کے قتل کے واقعات شامل ہیں۔یہ خبر 22 اگست 2017 کو ڈان اخبار میں شائع ہوئی۔ (بشکریہ ڈان)

توہین رسالت کے الزام پر 'ذہنی معذور' شخص قتل

کراچی سندھ کے شہر ٹنڈو آدم خان میں توہین رسالت کے الزام کے تحت جیل میں سزا کاٹنے کے بعد رہا ہونے والے 'ذہنی معذور' شخص کو فائرنگ کرکے قتل کردیا گیا۔32 سالہ عطا محمد برڑو کو ٹنڈو آدم خان کے قریب گاؤں کمال برڑو میں دو افراد نے فائرنگ کرکے قتل کیا۔بعدازاں دونوں حملہ آوروں نے پولیس کو گرفتاری پیش کردی اور یہ کہتے ہوئے اعتراف جرم کیا کہ 'عطا محمد توہین رسالت کا مرتکب ہوا تھا'۔پولیس حکام نے خود کو قاتل کہنے والے دونوں افراد کی گرفتاری کی تصدیق کی، تاہم انہوں نے مقامی صحافیوں کو بتایا کہ وہ قتل کے واقعے کی مختلف زاویوں سے تحقیقات کررہے ہیں۔واقعے کی تفصیلات بتاتے ہوئے پولیس حکام نے کہا کہ عطا محمد برڑو، جسے چند روز قبل ہی جیل سے رہا کیا گیا تھا، نہر کنارے غسل کررہا تھا کہ اس دوران موٹر سائیکل پر سوار دو افراد نے اس پر فائرنگ کردی جس سے وہ موقع پر ہی ہلاک ہوگیا۔مقتول کی لاش کو ٹنڈو آدم کے تعلقہ ہسپتال لایا گیا جہاں پوسٹ مارٹم کے بعد لاش ورثا کے حوالے کردی گئی۔ایس ایس پی ڈاکٹر فرخ لنجھار نے میڈیا سے بات کرتے ہوئے کہا کہ عطا محمد کا توہین رسالت کے الزام کے تحت ٹرائل چل رہا تھا اور اسے میڈیکل رپورٹ کی روشنی میں ضمانت پر رہا کیا گیا تھا جس میں اسے ذہنی معذور بتایا گیا۔مقتول کے خلاف نومبر 2012 میں مقامی وکیل الطاف حسین جونیجو کی شکایت پر مقدمہ درج کیا گیا تھا۔ٹنڈو آدم کے ایس ایچ او غازی راجڑ کا کہنا تھا کہ عطا محمد کو حیدرآباد کی سینٹرل جیل سے تقریباً 15 روز قبل رہا کیا گیا تھا۔(بشکریہ ڈان)

مین سوئچ آف اور تقریر ختم!

ارشاد بھٹی

قائداعظم خراب ایمبولینس کی نذر، قائدِ ملت قتل، قائدعوام کو پھانسی، دخترِ مشرق کو دن دیہاڑے مار دیا گیا اور کسی قتل کا کچھ پتا نہ چلا!

یہی نہیں بابائے اُردو مولوی عبدالحق سب کے سامنے فاقوں سے مر گئے، ہمدردِ پاکستان حکیم سعید اندھی گولی کا نشانہ بنے اور محسنِ پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر کو جیتے جی بھلا دیا گیا، ہم نے کسی کو نہ بخشا، وہ فاطمہ جناح جنہیں ہم مادرِ ملت کہتے ہیں، مطلب قوم کی ماں، جو 7 بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹی اور جو قائدِاعظم کی لاڈلی، جنہوں نے بیگم جناح کی وفات کے بعد اپنے بھائی کیلئے زندگی وقف کر دی، جو بابائے قوم کی سیاسی مشیر اور صلاح کار اور جو اعلیٰ پائے کی مقرر، زیرک سیاستدان اور جن کا قیامِ پاکستان میں اہم کردار، اسی مادرِ ملت یعنی فاطمہ جناح کے ساتھ کیا سلوک ہوا، سنیے۔

یہ سننے لائق، قائداعظم کی وفات کے بعد 2 سال تک تو انہیں اجازت ہی نہ دی گئی کہ وہ قوم سے خطاب یا عوام سے مخاطب ہو سکیں، کچھ اہم لوگوں کے دباؤ پر قائداعظم کی تیسری برسی پر جب تقریر کی اجازت ملی اور ریڈیو پاکستان پر تقریر کرتے ہوئے انہوں نے جیسے ہی یہ کہا کہ ''میرے بھائی کو خراب ایمبولینس دی گئی''، تو مین سوئچ آف اور تقریر ختم، پھر اسی مادرِ ملت کے ہوتے ہوئے اگلے 15 سال گمنامی میں یوں گزارے کہ کسی حکومت نے حال تک نہ پوچھا، کسی حکومتی عہدیدار نے خیریت دریافت نہ کی اور تو اور عوام نے بھی پلٹ کر خبر نہ لی، خیر وقت گزرا، 1965 کے صدارتی انتخابات آئے اور قوم کے پرزور اصرار پر اس وقت جب آئین معطل اور ڈکٹیٹر جوبن پر تھا، جب سیاسی جماعتوں پر پابندی اور میڈیا مکمل حکومتی کنٹرول میں تھا، جب کشمیر کے معاملے پر گھٹنے ٹیکے بیٹھی ایوب حکومت سندھ طاس معاملے پر بھی بھارت کے سامنے ہتھیار ڈال چکی تھی، تب فاطمہ جناح نہ صرف جنرل ایوب کے خلاف الیکشن میں کھڑی ہوئیں اور انہوں نے عوامی جلسوں میں ایوب خان کو ڈکٹیٹر کہہ کر للکارنا شروع کیا بلکہ مشرقی اور مغربی پاکستان میں سینکڑوں جلسے جلوسوں سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے قوم کو بڑے واضح انداز میں کہا کہ ''قائد کے پاکستان کی طرف لوٹ آؤ ورنہ نقصان اُٹھاؤ گے''۔

2 جنوری 1965 کو انتخابات ہوئے اور ابتدائی نتائج کے مطابق مشرقی پاکستان میں ہر جگہ جبکہ مغربی پاکستان کے آدھے شہروں میں مادرِ ملت کو واضح برتری حاصل تھی لیکن پھر نتائج تبدیل ہونا شروع ہوئے اور حیرت انگیز طور پر رات گئے تک ہارے ہوئے ایوب خان جیت گئے، گو کہ سقوطِ ڈھاکہ تک پہنچتے پہنچتے وقت نے ثابت کیا کہ ایک تو وہ ٹھیک کہتی تھیں کہ ''قائد کے پاکستان کی طرف لوٹ آؤ ورنہ نقصان اُٹھاؤ گے''، اور دوسرا یہ انتخابی دھاندلی بھی پاکستان ٹوٹنے کی ایک بڑی وجہ بنی، لیکن یہاں دُکھ کی بات تو یہ کہ دن دیہاڑے دھاندلی ہوتے دیکھ کر اور فاطمہ جناح کو ایوبی مشینری کی طرف سے دیئے گئے بھارتی و امریکی ایجنٹ کے القاب اور سرکاری علماء سے کفر کے فتوے سن کر بھی مادرِ ملت ٹس سے مس تک نہ ہوئی، یہی نہیں، جب قصرِ فاطمہ کراچی میں رہائش پذیر محترمہ جناح کی زندگی یوں جہنم بنا دی گئی کہ کبھی گھر پر چھاپے تو کبھی مین گیٹ پر ہوائی فائرنگ، کبھی پانی بند تو کبھی بجلی کاٹ دی گئی تب بھی مادرِ ملت نہ جاگی ہاں البتہ 9 جولائی 1967 کی رات جبری گوشہ نشینی کے دوران جب فاطمہ جناح کا انتقال ہوا تو ایک روز قبل میر لائق علی کی بیٹی کی شادی میں شرکت کرنے والی ہشاش بشاش مس جناح کی اس پُراسرار موت پر پہلی بار ملت بس اتنی ہی ہلی جلی کہ جنازے میں لاکھوں افراد آ گئے، یہ علیحدہ بات کہ اگر ان میں سے آدھے ہی فاطمہ جناح کی زندگی میں ان کے ساتھ کھڑے ہو جاتے تو ملک میں انقلاب آ جاتا اور ان میں سے اگر تین چوتھائی ہی جنازے کے بعد مادرِ ملت کی موت کی تحقیق کے مطالبے پر ڈٹ جاتے تو کم از کم ایک سیاسی قتل کا معمہ حل ہو جاتا، مگر نہ ایسا پہلے ہوا اور نہ اُس وقت ہوا کیونکہ مردہ پرست معاشروں میں ایسا نہیں ہوتا۔

اب ذرا فاطمہ جناح کی موت کی روداد بھی سن لیں، 14 جنوری 1972 کو روزنامہ جنگ میں شائع خبر کے مطابق ''کراچی کے ایڈیشنل سٹی مجسٹریٹ ممتاز محمد بیگ ایک شہری غلام سرور ملک کی درخواست سماعت کیلئے منظور کر لیتے ہیں، اس درخواست میں غلام سرور ملک کہتے ہیں کہ '' میں پاکستان کا ایک شہری ہوں اور مجھے فاطمہ جناح سے بے انتہا عقیدت ہے، مرحومہ قوم کی معمار اور عظیم قائد تھیں، انہوں نے تمام زندگی بحالی جمہوریت اور قانون کی سربلندی کیلئے جدوجہد کی، 1965 میں انہوں نے صدارتی الیکشن میں حصہ لیا تو جہاں وہ عوامی امیدوں کا مرکز بن گئیں وہاں وہ اُس ٹولے کیلئے جو ہر صورت اقتدار سے چمٹا رہنا چاہتا تھا سب سے بڑی رکاوٹ بنیں، لہٰذا اس ٹولے کے ہاتھوں دھاندلی سے انتخابات ہارنے کے بعد بھی جب مادرِ ملت ڈٹی رہیں تو یہ ٹولہ ان کی جان کا دشمن ہوا اور پھر ایک دن پتا چلا کہ فاطمہ جناح دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئیں، گو کہ ان کی اچانک موت پر پہلے لمحے سے ہی قوم شکوک وشبہات کا شکار تھی لیکن جب تجہیز و تکفین کے وقت عوام کو ان کے جنازے کے قریب نہ جانے دیا گیا، جب ان کے آخری دیدار کی اجازت نہ دی گئی اور جب کچھ لوگوں نے آخری دیدار کی کوشش کی تو ان پر لاٹھی چارج کیا گیا اور آنسو گیس پھینکی گئی، تب مادرِ ملت کی موت کے حوالے سے شکوک وشبہات کو مزید تقویت ملی، بعد ازاں حسن اے شیخ اور دیگر رہنماؤں نے اپنے اخباری بیانوں میں اس حوالے سے بات بھی کی اور اخبارات نے اس بارے میں مضامین اور اداریئے بھی لکھے'' آگے چل کر غلام سرور ملک اپنی درخواست میں لکھتے ہیں کہ '' پھر سب کچھ سامنے آ گیا اور ایک مقامی اُردو روزنامے میں فاطمہ جناح کو غسل دینے والوں کے انٹرویوز شائع ہوئے، جس میں سب نے یہی کہا کہ مادرِ ملت کو قتل کیا گیا، ہدایت علی عرف کلّو غسال نے تو یہاں تک بتایا کہ ''فاطمہ جناح کے جسم پر زخموں کے گہرے نشانات اور پیٹ میں سوراخ تھا، جس سے مسلسل خون بہہ رہا تھا، اسی غسال کا یہ بھی کہنا تھا کہ ''محترمہ جناح کے خون آلود کپڑے آج بھی اس کے پاس موجود ہیں''، یہ انٹرویو شائع ہونے کے باوجود نہ تو حکومت نے اس کی تردید کی اور نہ ہی اس معاملے پر کسی نے کوئی انکوائری کروائی، غلام سرور ملک نے اپنی درخواست کے ساتھ اخبارات کی کاپیاں ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہوئے عدالت سے درخواست کی کہ وہ معاملے کی مکمل تحقیق کرے''۔

مگر حیرت انگیز طور پر مادرِ ملت قتل کیس کی ایک سماعت بھی نہ ہو سکی اور کسی انجانے دباؤ پر یہ معاملہ بھی سرد خانے کی نذر ہو گیا، لیکن دوستو! سچی بات تو یہ کہ وہاں مادرِ ملت کیس کا اور کیا انجام ہونا تھا کہ جہاں قائداعظم خراب ایمبولینس کی نذر، قائدِ ملت قتل، قائدعوام کو پھانسی، دخترِ مشرق کو دن دیہاڑے مار دیا گیا اور کسی قتل کا کچھ پتا نہ چلا۔

(بشکریہ جنگ)

مگر حیرت انگیز طور پر مادرِ ملت قتل کیس کی ایک سماعت بھی نہ ہو سکی اور کسی انجانے دباؤ پر یہ معاملہ بھی سرد خانے کی نذر ہو گیا، لیکن دوستو! سچی بات تو یہ کہ وہاں مادرِ ملت کیس کا اور کیا انجام ہونا تھا کہ جہاں قائداعظم خراب ایمبولینس کی نذر، قائدِ ملت قتل، قائدعوام کو پھانسی، دخترِ مشرق کو دن دیہاڑے مار دیا گیا اور کسی قتل کا کچھ پتا نہ چلا۔

خیبر پختونخوا اسمبلی، خواتین اراکین کی متاثر کن کارکردگی

پشاور صوبہ خیبر پختونخوا کی آبادی کا نصف حصہ خواتین پر مشتمل ہے جن کی نمائندگی ایوان میں موجود 22 خواتین کر رہی ہیں، آبادی کے تناسب سے ایوان میں موجود ایک خاتون پانچ لاکھ چھیانوے ہزار چھ سو باون خواتین کی نمائندہ ہے جبکہ ایک مرد رکن اسمبلی ایوان میں ایک لاکھ تیس ہزار چونسٹھ افراد کی نمائندگی کر رہا ہے، مئی 2013ء سے فروری 2017ء تک خیبر پختونخوا اسمبلی کے ریکارڈ کے مطابق خواتین اراکین اسمبلی مردوں کی نسبت زیادہ باقاعدگی سے اسمبلی اجلاس میں شریک ہو کر قانون سازی میں اپنا کردار ادا کرتی رہیں، حاضری کی مطابق خواتین اراکین اسمبلی اوسطاً 167 اجلاسوں میں شریک ہوئیں جو کل حاضری کا 76 فیصد ہے جبکہ مرد اراکین اسمبلی اوسطاً 133 اجلاسوں میں شریک ہوئے جو کل حاضری کا تقریباً 64 فیصد ہے، بیشتر خواتین اراکین اسمبلی کی حاضری ستر فیصد سے زائد ہے۔ موجودہ دور حکومت میں خواتین اراکین پارلیمنٹ نے ایوان میں 693 سوالات اُٹھائے جو کل سوالات کا بیس فیصد ہیں، سولہ فیصد تحریک التواء پیش کیں اور سترہ فیصد یعنی 47 توجہ دلاؤ نوٹسز پیش کیے، خیبر پختونخوا اسمبلی کی خواتین اراکین نے قانون سازی کر کے یا قرارداد کے ذریعے حکومت کو اپنی تجاویز پیش کر کے خواتین کے مسائل کیلیے اپنا کردار ادا کیا ہے، لیڈی ہیلتھ ورکر کے پروگرام کو مستقل کیا گیا جبکہ کام کرنے والی جگہوں پر خواتین کو تحفظ دینے اور بچے کو ماں کا دودھ لینے کے حوالے سے بھی قانون سازی کی گئی ہے۔ خواتین اراکین پارلیمنٹ نے خواتین پارلیمانی کاکس اور ویمن ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے قیام کی ضرورت کو بھی محسوس کیا۔ خواتین کی آبادی کے لحاظ سے صوبائی اسمبلی میں ان کی نمائندگی بہت کم ہے، وہ کل آبادی کا صرف سترہ فیصد ہیں جبکہ صوبائی کابینہ اور اسمبلی کی کمیٹیوں میں بھی ان کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے۔ چودہ وزراء کی کابینہ میں صرف ایک خاتون وزیر، اٹھارہ پارلیمانی سیکرٹریز میں صرف ساتھ خواتین سیکرٹریز اور 38 پارلیمانی کمیٹیوں میں صرف چار کمیٹیوں کی چیئرمین کا منصب خواتین کے پاس ہے۔ اسمبلی میں 17 فیصد نشستیں خواتین کیلیے مخصوص کی گئیں ہیں جو خیبر پختونخوا اسمبلی میں 22 نشستیں ہیں، تاہم کسی بھی خاتون پر جنرل سیٹ پر الیکشن لڑنے پر کوئی پابندی نہیں تاہم خیبر پختونخوا ملک کی واحد اسمبلی ہے جہاں 2013ء کے انتخابات میں کوئی بھی خاتون رکن اسمبلی جنرل سیٹ پر الیکشن جیت کر منتخب نہیں ہوئیں۔ حکمران جماعت یا ان کے اتحادیوں کی کل خواتین اراکین اسمبلی کی تعداد 14 ہے جس میں تحریک انصاف کی دس، عوامی جمہوری اتحاد پارٹی (جو تحریک انصاف میں ضم ہو چکی ہے) کی ایک، قومی وطن پارٹی کی دو اور جماعت اسلامی کی ایک خاتون رکن اسمبلی شامل ہیں، جبکہ اپوزیشن بینچوں پر موجود خواتین اراکین اسمبلی کی تعداد آٹھ ہے، جن میں پاکستان مسلم لیگ ن کی تین، جمعیت علماء اسلام کی تین، عوامی نیشنل پارٹی اور پاکستان پیپلز پارٹی کی ایک ایک خاتون رکن اسمبلی شامل ہیں۔ عوام کے مسائل کی نشاندہی کرنے کے لیے ایوان میں سوالات پوچھنے کا عمل انتہائی اہمیت کا حامل ہے، خیبر پختونخوا کی 22 اراکین اسمبلی میں صرف دس خواتین نے اس عوام کے مسائل کو اجاگر کرنے کیلیے اس آپشن کا استعمال کیا، مسلم لیگ ن کی خاتون رکن اسمبلی صوبیہ شاہد نے سب سے زیادہ 195 سوالات پوچھے، جے یو آئی ایف کی نجمہ شاہین نے 193 اور عظمہ خان نے 120، قومی وطن پارٹی کی معراج ہمایوں نے 101 اور مسلم لیگ ن کی آمنہ سردار نے 21 سوالات پوچھے۔

خیبر پختونخوا اسمبلی کی خواتین اراکین نے 168 میں سے 78 قراردادوں کی حمایت کی، خواتین پارلیمنٹرین نے انفرادی طور پر بیس اور مرد اراکین اسمبلی کے ساتھ ملکر مجموعی طور پر 56 قراردادیں پیش کیں جبکہ دو قراردادیں ایک سے زائد خواتین پارلیمنٹرین کی جانب سے مشترکہ طور پر پیش کی گئیں۔ صحت، تعلیم اور روزگار سمیت مختلف شعبوں کے مسائل کو اجاگر کرنے کیلیے 277 توجہ دلاؤ نوٹسز میں 47 نوٹسز خواتین اراکین اسمبلی نے پیش کیے، جمعیت علماء اسلام کی خواتین پارلیمنٹرین نے 14، مسلم لیگ ن کی کی دو خواتین پارلیمنٹرین نے 13، جماعت اسلامی اور قومی وطن پارٹی کی خواتین نے سات، پاکستان پیپلز پارٹی کی خواتین پارلیمنٹرین نے چار جبکہ تحریک انصاف کی خواتین پارلیمنٹرین نے صرف دو توجہ دلاؤ نوٹسز پیش کیے۔ خیبر پختونخوا اسمبلی میں کی جانے والی قانون سازی میں پانچ قوانین ایسے ہیں جو خواتین سے متعلق ہیں اور ان کا فائدہ بھی صوبے کی خواتین کو ہوگا، مذکورہ پانچ قوانین کی تفصیل درج ذیل ہے۔ خیبر پختونخوا مستحق بیواؤں وخصوصی افراد فاؤنڈیشن ایکٹ (دی خیبر پختونخوا ڈیزرونگ ویڈوز اینڈ اسپیشل پرسنز ویلفیئر فاؤنڈیشن ایکٹ 2014ء)، مذکورہ قانون اداروں میں کام کرنے والی مستحق بیواؤں کی فلاح و بہبود کے حوالے سے ہے۔ لیڈی ہیلتھ ورکرز پروگرام اور ملازمین کی مستقلی ایکٹ 2014ء، مذکورہ قانون نیشنل پروگرام برائے فیملی پلاننگ اور ہیلتھ کیئر کو صوبائی لیڈی ہیلتھ ورکرز پروگرام کے طور پر اختیار کرنے اور 2012 سے 2014 کے درمیان بھرتی ہونے والی لیڈی ہیلتھ ورکرز کی مستقلی سے متعلق ہے۔ بچوں کی خوراک اور ماں کا دودھ پلانے سے متعلق قانون سازی کو دی خیبر پختونخوا پروٹیکشن آف بریسٹ فیڈنگ اینڈ چائلڈ نیوٹریشن ایکٹ 2015ء کا نام دیا گیا۔ دی خیبر پختونخوا میٹرنٹی بینیفٹس ایکٹ 2015ء، مذکورہ قانون میں خواتین ملازمین کو زچگی سے پہلے یا بعد میں کوئی مخصوص کام کرانے جس میں جسمانی مشقت درکار ہو کی ممانعت کی گئی ہے۔ دی خیبر پختونخوا کمیشن آن وویمن اسٹیٹس بل 2016ء، مذکورہ قانون خواتین کے تحفظ اور اسے بااختیار بنانے کیلیے کمیشن کے قیام سے متعلق ہے۔ خیبر پختونخوا اسمبلی نے خواتین سے متعلق آٹھ قراردادیں منظور کی ہیں جبکہ خواتین پر تشدد کی مذمت کرتے ہوئے وویمن ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ اور وویمن پارلیمنٹری کاکس کے قیام کا بھی مطالبہ کیا ہے۔ صوبائی اسمبلی نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کیلیے بھی دو قراردادیں پاس کی ہیں، مرد رکن اسمبلی کی جانب سے لکی مروت میں نادرا کی برانچ میں خاتون اسٹاف کی تقرری کا مطالبہ کیا گیا ہے، ایوان میں خواتین کو ووٹ دینے کے حق سے روکنے اور خواتین کی سیاسی عمل میں حوصلہ آفزائی کیلیے قانون سازی کا بھی مطالبہ کیا گیا ہے۔ مندرجہ بالا اعداد و شمار کے مطابق مخصوص نشستوں پر منتخب ہونے والی خواتین اراکین اسمبلی کی کارکردگی تسلی بخش ہے لیکن وفاقی و صوبائی حکومت کو چاہیے کہ قانون سازی میں خواتین کے کردار کو مزید موثر بنانے کیلیے عملی سیاست میں خواتین کے کردار کی حوصلہ افزائی کی جائے اور انہیں عملی اقدامات کرنے کے مواقع فراہم کیے جائیں تاکہ وہ معاشرے میں خواتین کے مسائل کو حل کرنے کیلیے اپنا کردار ادا کرسکیں۔

(بشکریہ تجزیات آن لائن)

قائدِ اعظم کا تصورِ پاکستان نفرت اور بگاڑ کا شکار کیوں ہوا؟

اسلام آباد یہ ایک عظیم ترین رہنما کی ایک عظیم ترین تقریر ہے۔ آج سے 70 برس قبل، قائد اعظم محمد علی جناح نے بطور دستور ساز اسمبلی کے پہلے منتخب صدر اسمبلی فلور پر کھڑے ہو کر تاریخی الفاظ کہے۔ "آپ آزاد ہیں؛ آپ آزاد ہیں اپنے مندروں میں جانے کے لیے؛ آپ آزاد ہیں اپنی مسجدوں یا پاکستان کی اس ریاست میں واقع کسی بھی دوسری عبادت گاہ میں جانے کے لیے۔ آپ کا تعلق بھلے ہی کسی بھی مذہب، ذات یا عقیدے سے ہو، ریاست کے معاملات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔" انہوں نے مزید فرمایا کہ، "ہم، ایک ایسے دور کی ابتدا کر رہے ہیں جہاں کوئی امتیازی سلوک نہیں ہوگا، جہاں برادریوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوگا، جہاں ذاتوں اور عقیدوں کے درمیان امتیاز نہیں ہوگا۔ جہاں ہمارا ایک ہی بنیادی اصول ہوگا کہ ہم سب شہری ہیں اور ایک ریاست کے برابر شہری ہیں۔" 70 برس گزر جانے کے بعد بھی ملکی تخلیق کے بارے میں قائدِ اعظم کا وژن اور متعین کردہ سمت حقیقت کا روپ نہیں لے سکی ہے۔ بلاشبہ، یہ کہنے میں بھی کوئی حرج نہیں کہ یہ قوم ان کے اس نظریے سے کہیں زیادہ دور بھٹک چکی ہے۔ بابائے قوم نے خبردار کیا تھا کہ، "حکومت کی پہلی ذمہ داری امن وامان قائم کرنا ہے، تاکہ ریاست کی جانب سے عوام کی زندگیوں، ملکیت اور مذہبی عقائد کو مکمل تحفظ حاصل ہو۔" لیکن سماج نے خود کو انتہا پسندی اور نفرتوں کے جال میں پھنسا دیا۔ سب سے غلط بات یہ ہوئی کہ لوگوں کی فلاح و بہبود پر توجہ مرکوز رکھنے والی سیکولر، آئینی جمہوری ریاست کا قائد اعظم کا تصور بھی نفرت اور بگاڑ کا شکار بنا۔ سیاست میں موجود بڑے حلقے 'سیکولر' کو شجرِ ممنوعہ تصور کرتے ہیں۔ جبکہ جمہوریت، کو بھی معنی خیز انداز میں قبول کرنا باقی ہے، اس کے ساتھ ان منتخب حکومتوں کو بھی جو ہمیشہ غیر جمہوری دباؤ اور حملے کی زد میں رہتی ہیں۔ آج اگر قائد اعظم ایک دوسرے سبکدوش وزیر اعظم کو ایک بار پھر سیاسی منظر نامے میں پیدا ہونے والی سیاسی غیر یقینی اور افراتفری کی فضا کے درمیان جی ٹی روڈ پر رواں دواں دیکھتے تو کیا سوچتے؟ یقیناً، جس طرح قائد اعظم نے اپنی 11 اگست کی تقریر میں زور دیا تھا، ملک کے اپنے بنیادی نظریات سے ہٹ جانے اور ہنگامہ خیزی کی ذمہ داری سیاسی طبقے پر بھی عائد ہوتی ہے۔ رشوت خوری اور بدعنوانی، کالا دھندا، اقرباء پروری اور بے ایمانی — وہ تمام برائیاں ہیں جنہیں قائد اعظم نے سویلین اختیار کے زیر انتظام جمہوری، مساوی اور منصفانہ معاشرے کی راہ میں بنیادی رکاوٹیں قرار دیا تھا۔ بنیادی سماجی عدم مساوات کو ختم نہ کرنے میں ناکامی جمہوریت کے خلاف جرائم کے برابر ہے جس کا سامنا اس ملک نے کیا ہے۔ شاید ملک کو قائد اعظم محمد علی جناح کی خواہشات کے مطابق قائم ہونے میں ابھی مزید کئی دہائیاں لگیں۔ یہ اداریہ 11 اگست 2017 کو ڈان اخبار میں شائع ہوا۔

(بشکریہ ڈان)

خبر کی اشاعت پر پریس کلب کو تالے

جمرود پاکستان میں آجکل آزادی صحافت اور آزادی اظہار صرف الفاظ کی حد تک محدود ہو کر رہ گئی ہے جبکہ قبائلی علاقوں میں 'آزادی' کے نام کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ فاٹا میں اب اتنی آزادی بھی نہیں رہی کیونکہ اگر سرکاری اہلکاروں کے خلاف کوئی اخباری کانفرنس ہوتی ہے تو اس کے پاداش میں پورے پریس کلب کو ہی تالے لگا کر بند کر دیا جاتا ہے۔ تین دن پہلے ایسا ہی ایک واقعہ وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقے خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود میں پیش آیا جہاں ایک خبر کی اشاعت اور براہ راست کوریج پر جمرود پریس کلب کو تالے لگا کر بند کر دیا گیا۔ جمرود پریس کلب کے ایک سینئر صحافی طاہر شاہ کا کہنا ہے کہ مال مویشیوں کا کاروبار کرنے والے کچھ تاجر افغانستان سے مال لے کر آ رہے تھے کہ جمرود کے علاقے میں انہیں سرکاری اہلکاروں کی طرف سے روک دیا گیا اور ان سے بھاری ٹیکس مانگا جا رہا تھا جو پچاس لاکھ کے قریب بنتا تھا۔ انھوں نے کہا کہ تاجروں نے ٹیکس دینے سے انکار کیا اور جمرود پریس کلب پہنچ کر انتظامیہ اور اہلکاروں کے خلاف پریس کانفرس کردی اور یہ بھی بتایا کہ ان سے بھاری رقم مانگی جا رہی ہے۔ ان کے مطابق کچھ مقامی صحافیوں سے یہ غلطی سرزد ہوئی کہ انھوں نے اخباری کانفرنس کی سوشل میڈیا پر براہ راست کوریج کی جس پر انتظامیہ نے شدید ردعمل اور غصے کا اظہار کیا۔ پریس کلب تو ایک ادارہ ہے جہاں لوگ اپنے مسائل لاتے ہیں جنھیں ہم حکومت تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ایک جمہوری معاشرے میں پریس کلب کو بند کرنا انتہائی قابل مزمت بات ہے کیونکہ اس کی بندش ایسا ہی ہے کہ جیسے صحافیوں کے ساتھ ساتھ عوام سے بھی ان کا حق اظہار چھینا جا رہا ہو سیف الاسلام سیفی۔ ظاہر شاہ نے مزید بتایا کہ پریس کانفرنس کی اشاعت سے قبل ہی اسی رات کو چند سرکاری اہلکار پریس کلب آئے اور چوکیدار کو باہر نکال کر وہاں تالے لگا دیئے گئے اور اس کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔ تاہم صبح صحافیوں کی طرف سے بند پریس کلب کے سامنے بیٹھ کر پرامن احتجاج کیا گیا۔ بعدازاں مقامی انتظامیہ اور صحافیوں کا ایک جرگہ ہوا جس کے بعد پریس کلب کو دوبارہ کھول دیا گیا۔ مقامی صحافیوں کا کہنا ہے کہ انتظامیہ اس بات پر سخت ناراض تھی کہ پریس کانفرنس کی لائیو کوریج کیوں کی گئی کیونکہ تاجروں نے انتظامیہ کے خلاف باتیں کیں جو اس وقت براہ راست نشر ہوئیں۔ پاکستان میں کچھ عرصے سے آزادی اظہار صرف الفاظ کی حد تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ صحافتی تنظیموں کے آپس میں اختلافات اور ریٹنگ کی جنگ نے اخبار نویسوں کی اپنے حقوق کیلئے کوششوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ جمرود پریس کلب کے مزکورہ واقعے کو چار دن ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک کسی صحافتی تنظیم کی طرف سے اس پر کسی قسم کے ردعمل کا اظہار کیا گیا اور نہ ہی کوئی مزمتی بیان جاری کیا گیا۔ پشاور میں صحافیوں کی سب سے بڑی تنظیم خیبر یونین آف جرنلسٹس کے صدر سیف الاسلام سیفی نے کہا کہ مارشل لا کے دور میں بھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی پریس کلب کو تالے لگا دیے گئے ہوں۔ انھوں نے کہا کہ اگر کسی صحافی سے کوئی غلطی سرزد بھی گئی ہے تو اس کے لیے قوانین موجود ہیں لیکن ایسے میں کلب کو تالے لگانے کا مطلب صحافت کا منہ بند کرنے کے مترادف ہے۔ انھوں نے کہا کہ 'پریس کلب تو ایک ادارہ ہے جہاں لوگ اپنے مسائل لاتے ہیں جنھیں ہم حکومت تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ایک جمہوری معاشرے میں پریس کلب کو بند کرنا انتہائی قابل مزمت بات ہے کیونکہ اس کی بندش ایسا ہی ہے کہ جیسے صحافیوں کے ساتھ ساتھ عوام سے بھی ان کا حق اظہار چھینا جا رہا ہو۔' خیبر پختونخوا کے سب سے بڑے پریس کلب پشاور کے صدر عالمگیر خان کا کہنا ہے کہ بدقسمتی سے پاکستان میں روز بروز صحافیوں کی مشکلات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور ان کی آزادی زیادہ ہونے کی بجائے مزید کم ہوتی جا رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ جمرود پریس کلب کی بندش کا واقعہ تاخیر سے ان کے نوٹس میں لایا گیا لیکن پشاور کی صحافی برادری اپنے قبائلی ساتھیوں کی حق کیلئے ہر فورم پر آواز اٹھائی گی۔ عالمگیر خان کے بقول 'ہمیں معلوم ہے کہ قبائلی علاقوں میں غیر معمولی حالات ہیں وہاں حکومت کو بھی مشکلات کا سامنا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہاں صحافیوں کی آزادی پر قدغن لگائی جائے۔' اس سلسلے میں مقامی انتظامیہ کا موقف معلوم کرنے ان سے بار بار رابطے کی کوشش کی گئی لیکن کامیابی نہیں ہو سکی۔ خیال رہے کہ پاکستان میں دہشت گردی کے خلاف جنگ شروع ہو جانے کے بعد سے نہ صرف کئی صحافی فرائض کے دوران ہلاک ہو چکے ہیں بلکہ وقتاً فوقتاً کئی قوانین اور 'قومی مفاد' کے نام پر ان کی آزادی صلب بھی ہوتی رہی ہے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

احمقوں کی جنت

نصرت امین

ڈاکٹر رُتھ فاؤ دنیا سے رخصت ہوئیں تو اندازہ ہوا کہ وہ گنتی کے چند پاکستانیوں میں شامل ہیں جن کے بارے میں پوری قوم مثبت سوچ رکھتی ہے۔ اِس سے قبل صرف قائداعظم محمد علی جناح اور مولانا عبدالستار ایدھی وہ شخصیات رہی ہیں جنہیں غیر متنازع سمجھا جاتا رہا ہے یا یوں کہہ لیں کہ جن سے متعلق شاید ملک کا کوئی بھی حلقہ کسی منفی بات یا سوچ کی بظاہر حوصلہ افزائی نہیں کرنا چاہتا۔ یہ ایک تاریخی پیش رفت ہے کہ قوم نے اِن دو عظیم ہستیوں کے بعد جس تیسری شخصیت کو یہ رتبہ دیا ہے وہ بنیادی طور پر یورپی ہیں، غیر مسلم ہیں، سفید فام ہیں اور سب سے بڑھ کر ایک عورت ہیں۔

عام تاثر ہے کہ ملک میں کسی بدعنوان یا بدکردار فرد کے لیے سزا سے بچ جانا اور معاشرے میں اپنا مقام برقرار رکھنا ایک عام بات ہے۔ لیکن کسی قابل اور باکردار شہری کا عقیدہ، جنس اور زبان اِس کی ترقی اور تحفظ کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں۔ یہاں بسنے والوں کو اِن تین عناصر کے سبب اپنی روز مرّہ سرگرمیوں کے دوران اور عام گفتگو میں خاص احتیاط برتنا پڑتی ہے۔ عقیدے، جنس اور زبان کی بنیاد پر کسی کی زندگی کا عذاب ہوجانا پہلے ہی معاشرے کا بڑا المیہ ہے۔ لیکن اگر کسی فرد کی خاص قابلیت، خدمات اور ایمانداری کے سبب معاشرہ اِس کی شخصیت سے جڑے ان تین عناصر کو نظر انداز بھی کر دے تو اَب چند لوگ اِس کی آخرت کو نشانہ بنانے پر بھی اُتر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر رتھ کی آخری رسومات سے متعلق سوشل میڈیا پر زیر بحث کچھ تکلیف دہ سوالات اِس رجحان کا واضح ثبوت ہیں۔

زیر بحث ایک سوال تھا کہ ڈاکٹر رُتھ فاؤ جنّت میں جائیں گی یا نہیں؟ اگرچہ کچھ نے اس سوال پر انتہائی سمجھ داری کے ساتھ اپنے ردّعمل کا اظہار کیا لیکن کچھ تبصرے پڑھ کر احساس ہوا کہ قوم میں اِس فرشتہ صفت عورت کے لئے بھی بغض موجود ہے۔ کیا انسانیت، تہذیب اور تاریخ ڈاکٹر فاؤ جیسی ہستی کو بھی اِن کے عقیدے، جنس یا زبان کی بنیاد پر پرکھ سکتی ہے؟

ملک کے شہری، سیاسی اور سماجی حلقوں کی جانب سے نصف صدی سے زائد عرصے تک جذام کے مریضوں کے لئے ڈاکٹر رُتھ کی خدمات کا اعتراف کیا جاتا رہا، مختلف مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے دانشور اور میڈیا روز اوّل سے اِن کے جذبے، محنت اور ایمانداری کو سراہتے آرہے ہیں اور ملک کے مختلف منتخب اور فوجی حکمرانوں کے ادوار میں اُن کو ایوارڈز بھی ملتے رہے ہیں۔ لیکن اَب سوشل میڈیا کی بدولت ایک نیا فکری حلقہ وجود میں آیا ہے جو حقائق اور تاریخ کو پس پشت ڈال کر اس بے مثال خاتون کے جنّتی ہونے یا نہ ہونے پر تحقیق کر رہا ہے۔ اس قسم کا روّیہ بظاہر انتہا پسندی اور ہیجان کے اظہار کا ایک انداز ہے۔ ہیجان اور اظہار کا یہ انداز دراصل اجتماعی طور پر قوم کے مہذب ہونے پر شک وشبہات کا سبب بنتے ہیں۔ المیہ یہ کہ اس غیر مہذب رویے کی مثالیں کہیں کہیں ماضی میں بھی ملتی ہیں۔ یہ مثالیں انتہائی حیرت انگیز اور المناک ہیں۔ بہت پرانی بات ہے، پی ٹی وی ایوارڈز کی تقریب براہ راست دکھائی جارہی تھی۔ تقریب کے دوران ایک معروف مسیحی رہ نما کو اسٹیج پر آنے کی دعوت دی گئی۔ اَبھی مسیحی رہ نما اسٹیج پر تشریف لایا ہی چاہتے تھے کہ ہال میں

عقیدے، جنس اور زبان کی بنیاد پر کسی کی زندگی کا عذاب ہوجانا پہلے ہی معاشرے کا بڑا المیہ ہے۔ لیکن اگر کسی فرد کی خاص قابلیت، خدمات اور ایمانداری کے سبب معاشرہ اِس کی شخصیت سے جڑے ان تین عناصر کو نظر انداز بھی کر دے تو اَب چند لوگ اِس کی آخرت کو نشانہ بنانے پر بھی اُتر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر رتھ کی آخری رسومات سے متعلق سوشل میڈیا پر زیر بحث کچھ تکلیف دہ سوالات اِس رجحان کا واضح ثبوت ہیں۔ زیر بحث ایک سوال تھا کہ ڈاکٹر رتھ فاؤ جنّت میں جائیں گی یا نہیں؟ اگرچہ کچھ نے اس سوال پر انتہائی سمجھ داری کے ساتھ اپنے ردّعمل کا اظہار کیا لیکن کچھ تبصرے پڑھ کر احساس ہوا کہ قوم میں اِس فرشتہ صفت عورت کے لئے بھی بغض موجود ہے۔ کیا انسانیت، تہذیب اور تاریخ ڈاکٹر فاؤ جیسی ہستی کو بھی اِن کے عقیدے، جنس یا زبان کی بنیاد پر پرکھ سکتی ہے؟

موجود کچھ لوگوں نے شور وغل برپا کردیا۔ لاکھوں پاکستانیوں نے میزبان کو براہ راست شور کرنے والوں کی منت سماجت کرتے دیکھا لیکن نفرت کے ہیجان میں مبتلا وہ شور کرنے والے بمشکل قابو میں آئے۔ یہ انتہائی شرم کا مقام تھا۔

قوم کو اجتماعی سطح پر اس قسم کی ندامت سے دوچار کرنے والا ایک اور واقعہ ہاکی میچ کی کمنٹری کے ایک حیرت انگیز انداز سے متعلق ہے۔ اس میچ میں پاکستان اور بھارت مد مقابل تھے اور ایک معروف اسپورٹس صحافی ٹی وی پر براہ راست رواں تبصرہ کر رہے تھے۔ مقابلہ جاری تھا کہ ہندوستان کے دو فارورڈز دھنراج پلّے اور سمیر داد تیزی سے پاکستانی ہاف میں داخل ہوئے۔ اگرچہ پاکستانی دفاعی لائن نے یہ حملہ ناکام بنا دیا لیکن کمنٹیٹر نے جس انداز میں حملے کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا وہ یہ جاننے کے لئے کافی ہے کہ یہاں کچھ لوگوں کا ذہن کس انداز میں سوچتا ہے۔ میری بہترین یادداشت اور یقین کے مطابق انہوں نے یہ حملہ کچھ یوں بیان کیا، ”گیند پلّے کے پاس ہے، پلّے گیند کو لیکر ’ڈی‘ میں؛ خطرناک ہوسکتے ہیں، انہوں نے سمیر کو پاس دیا؛ سمیر مسلمان ہیں، سمیر نے گیند واپس پلّے کو دی، پلّے کی ٹرائی......“

اِس واقعہ کو اب کئی برس بیت چکے ہیں اور وہ کمنٹیٹر بھی دنیا میں نہیں رہے۔ مجھے ان کی حبّ الوطنی پر شک نہیں لیکن میں آج تک سمجھ نہیں پایا کہ انہوں نے اپنے رواں تبصرے کے دوران بھارتی فارورڈ سمیر داد کے پاس گیند آنے پر اِس کا مذہب کیوں بیان کیا؟ کیا انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ بحیثیت ایک پیشہ ور صحافی اور کمنٹیٹر اِن کا اصل کام کیا ہے؟ یا اُن کی خواہش تھی کہ بھارتی فارورڈ سمیر داد مسلمان ہونے کے سبب پاکستان پر گول نہ کریں؟

سال 1978 میں ہندوستانی کرکٹ ٹیم نے برسوں بعد پاکستان کا دورہ کیا۔ سیریز میں بھارتی وکٹ کیپر سید مجتبیٰ حسین کرمانی نے پاکستان کو بارہا پریشان کیا۔ وہ کم ازکم دو مواقع پر کافی دیر تک پاکستان اور فتح کے درمیان حائل رہے۔ لیکن پوری سیریز کے دوران پاکستان میں صرف اِن کے مسلمان ہونے کا چرچہ رہا۔ یہ وہی مسلمان کھلاڑی ہے جس کے بارے میں ایک بار انتہا پسند بال ٹھاکرے نے کہا تھا، کہ ”ہمیں ایسے ہی ہندوستانی مسلمانوں کی ضرورت ہے۔“

دنیا کے کسی بھی مہذب معاشرے میں پرورش پانے اور مذہب کو صحیح طور پر پڑھنے اور سمجھنے والے کسی بھی شخص کے لئے یہ واقعات باعث ندامت بھی ہیں اور مضحکہ خیز بھی! سمجھ میں نہیں آتا کہ کسی ڈاکٹر، کھلاڑی، فنکار، مصنف یا سائنسدان کی پیشہ ورانہ کارکردگی سے متعلق کسی تجزیے یا گفتگو کے وقت اُس کے عقیدے سے متعلق تجسس کا اظہار کیوں ضروری سمجھا جاتا ہے؟ مخالف ہاکی ٹیم کے ایک خطرناک فارورڈ کا مسلمان ہونا کسی پاکستانی کمنٹیٹر کے لیے کیونکر اہم ہوسکتا ہے یا شاندار سنچری مکمل کرنے والے کسی بلّے باز کو کیا اس لئے بھرپور داد نہیں دی جاسکتی کہ وہ غیر مسلم ہے؟ ڈاکٹر رتھ نے اپنی ترقی یافتہ، پُرامن اور خوش حال سرزمین کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ کر نصف صدی سے زائد عرصہ بدامنی اور معاشی بدحالی کا شکار اِس قوم کے لئے فرشتہ بن کر گزارا ہے۔ سوشل میڈیا پر ڈاکٹر رتھ کے بارے میں ’فکر مندی‘ کا اظہار کرنے والے یہ اشخاص ایثار اور قربانی سے بھرپور اِس عورت کی زندگی سے کچھ سیکھ کر اپنی اپنی زندگیاں بامقصد بنا سکتے ہیں۔

(بشکریہ جنگ)

مذہب کی ریاست سے علیحدگی تک مسائل حل نہیں ہوں گے

کراچی سندھی قوم پرست جماعت، سندھ یونائیٹڈ پارٹی کے سربراہ اور سندھ اسمبلی میں پاکستان کی پہلی قرارداد پیش کرنے والے مسلم لیگ کے اس وقت کے رہنما جی ایم سید کے پوتے، سید جلال محمود شاہ نے کہا ہے کہ بانی پاکستان محمد علی جناح نے پاکستان بننے کے بعد خود ہی دوقومی نظریہ ختم کردیا تھا۔ان کے بقول جناح صاحب کا پاکستان کا تصور وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتا رہا اور قیامِ پاکستان کے بعد ان کا کہنا تھا کہ اب ملک بن گیا اب سب شہری برابر ہیں۔جلال محمود شاہ کے مطابق 'ہم جناح کے اس پاکستان کو سپورٹ کرتے ہیں جس کا وژن انھوں نے 11 ستمبر کی آئین ساز اسمبلی میں دیا تھا۔ وہ وژن تھا ایک سیکولر پاکستان کا۔' قیام پاکستان کے 70 برس مکمل ہونے کی مناسبت سے بی بی سی اردو کی خصوصی انٹرویو سیریز، وژن پاکستان میں بات کرتے ہوئے، قوم پرست رہنما نے کہا کہ چونکہ مسلم لیگ میں الگ الگ تصورات تھے، اس لیے قائداعظم کا تصور بھی مختلف وقتوں میں الگ الگ رہا۔ 1940' سے پہلے پاکستان کا تصور مختلف تھا۔اس وقت یہ تھا کہ مسلم اقلیت کے حقوق کا تحفظ کیسے ہو اور اس کی نمائندگی کیسے ہو؟' ایک سوال کے جواب میں سید جلال محمود شاہ نے کہا کہ پاکستان کے قیام کے ٹھیک ڈیڑھ سال بعد، جناح صاحب انتقال کر گئے اور **1949** میں بین الاقوامی مفادات کو دیکھتے ہوئے، حکمرانوں نے قرارداد مقاصد کو آئین میں شامل کردیا جو جناح کے پاکستان کے تصور کے سو فیصد الٹ تھا۔ان کے مطابق اس مرحلے سے پاکستان میں خرابی کی شروعات ہوئی اور 'جب تک ریاست سے مذہب کو الگ نہیں کیا جائے گا، ملک میں حالات ٹھیک نہیں ہوں گے۔' اس سوال پر کہ پاکستان کی پارلیمان آئین میں تبدیلی کیوں نہیں کرتی؟ جلال محمود شاہ نے کہا کہ مذہب کا معاملہ بہت حساس ہے اور پاکستان میں پارلیمنٹ، سیاسی جماعتیں اور ریاستی ادارے سب اس معاملے کو ہاتھ لگانے سے ڈرتے ہیں۔ان کے بقول سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں میں سے بہت سارے سیکولر خیالات رکھتے ہیں، فوج میں بھی اعلیٰ افسران سیکولر سوچ رکھتے ہیں، لیکن ان میں بھی ہمت نہیں۔ 'اس ملک میں مکمل جمہوریت نہیں آئی۔ کنٹرولڈ جمہوریت ہے اور اس کی حدود ہیں۔کسی میں ہمت نہیں۔تین چار معاملات ایسے ہیں جنھیں وہ ہاتھ نہیں لگا سکتے۔' پاکستان کے مسائل کے حل سے متعلق ایک سوال کے جواب میں سندھی قوم پرست رہنما نے کہا کہ 'میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے ہماری سکیورٹی اسٹیبلشمنٹ کو بھی اپنی سوچ بدلنا ہوگی۔' اس ملک میں مکمل جمہوریت نہیں آئی۔کنٹرولڈ جمہوریت ہے اور اس کی حدود ہیں۔کسی میں ہمت نہیں۔تین چار معاملات ایسے ہیں جنھیں وہ ہاتھ نہیں لگا سکتے۔جلال محمود شاہ, قوم پرست رہنما۔

جلال محمود شاہ نے کہا کہ 'یہ جن سکیورٹی اسٹیبلشمنٹ اور تمام سیاسی جماعتوں نے بنایا ہے اور عالمی طاقتوں نے بھی بنایا ہے کیونکہ اس وقت یہ آئیڈیالوجی انٹرنیشنل قوتوں کو سوٹ کرتی تھی۔لیکن چونکہ یہ آئیڈیالوجی غلط تھی اس لیے تیس، چالیس سال بعد ظاہر ہوا ہے کہ اس سے تفرقہ پھیلا ہے۔' انھوں نے کہا کہ پاکستان کے قومی مفادات وہ ہیں جو تمام قومیتوں کے مفادات ہوں۔کسی ایک قومیت کا مفاد قومی مفاد نہیں۔ان کے بقول 'ایک سوچ ہے مضبوط مرکزیت کی جو سندھ کو اور پورے پاکستان کو نقصان پہنچا رہی ہے۔' جلال محمود شاہ نے کہا کہ سکیورٹی اسٹیبلشمنٹ کی سوچ یہ رہی ہے کہ ایک مضبوط مرکز ہی ایک مضبوط پاکستان بنا سکتا ہے، جو کہ درست سوچ نہیں اس کی وجہ سے ہی پاکستان ٹوٹ گیا۔ 'صرف چار پانچ شعبوں کے علاوہ باقی سب صوبوں کو اختیارات دے دیں تو کئی مسائل حل ہو جائیں گے۔' انھوں نے اس بات سے انکار کیا کہ سندھ میں جاگیرداری کی وجہ سے عوام کی زندگی عذاب میں ہے۔ان کے مطابق حالات خراب بری حکمرانی کی وجہ سے ہیں نہ کہ طبقاتی وجہ سے۔

'سندھ کا ہاری سیاسی سسٹم کی وجہ سے عتاب میں ہے نہ کہ زرعی وجہ سے۔ یہ طبقاتی جنگ نہیں، سیاسی جنگ ہے۔'

'پاکستان کی جامعات میں طلبہ یونین بحال ہونی چاہییں'

(بشکریہ بی بی سی اردو)

کراچی میں ایک شخص قتل، 2 کا 'ریپ'

کراچی صوبہ سندھ کے دارالحکومت میں گزشتہ ایک ہفتے کے دوران مخنث افراد کے خلاف تشدد اور ریپ کے واقعات میں اضافہ دیکھنے میں آیا، ایک ہی ہفتے میں ایک مخنث شخص کو قتل، جب کہ 2 کے ساتھ ریپ کے واقعات رونما ہوئے ہیں۔مخنث افراد کے ساتھ جسمانی تشدد اور ریپ کا واقعہ کراچی کی بلاول شاہ نورانی کالونی میں پیش آیا، جہاں ملزمان ان کے گھر میں زبردستی داخل ہوئے، اور انہیں نشانہ بنایا۔ٹرانس جینڈر نیٹ ورک (ایس این ٹی) کی علاقائی کوآرڈینیٹر سپنا نے الزام عائد کیا کہ مخنث افراد کی جانب سے انکار کے بعد مردوں کا ایک گروپ ان کے گھر میں زبردستی داخل ہوا، اور مخنث افراد کو جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا۔ایس این ٹی کے صوبائی کوآرڈینیٹر احسان علی نے ڈان ڈاٹ کام کو بتایا کہ 4 ستمبر کو 5 ملزمان کی جانب سے 2 مخنث افراد کو 'ریپ' کا نشانہ بنایا گیا، جن میں سے 3 ملزمان کو پہچان لیا گیا، جب کہ 2 کی شناخت تاحال نہیں ہوسکی۔انہوں نے دعویٰ کیا کہ پولیس نے 'ریپ' کی فرسٹ انفارمیشن رپورٹ (ایف آئی آر) درج نہیں کی، صرف سپنا سے درخواست لی، جب کہ پولیس نے 'ریپ' کا شکار بننے والے مخنث افراد کے جسمانی چیک اپ کا حکم بھی نہیں دیا، جو 'ریپ' کے مقدمے کے لیے لازمی ہوتا ہے، اور نہ ہی پولیس نے جائے وقوع کا دورہ کیا۔احسان علی نے مزید بتایا کہ مخنث کمیونٹی 6 ستمبر کو ریپ کا مقدمہ درج کرانے کے لیے عدالت میں درخواست دائر کرے گی، جب کہ اسی دن ٹرانس جینڈر کمیونٹی کے خلاف ہونے والے تشدد، ناروا سلوک اور بدسلوکی کے خلاف مظاہرہ بھی کیا جائے گا۔تاہم دوسری جانب ڈان نے پولیس سے رابطہ کرکے اس معاملے سے متعلق پوچھا، جس پر پولیس نے اس بات کی تصدیق کی کہ مخنث افراد کے خلاف 'ریپ' کی ایف آئی آر 4 ستمبر کو درج کر لی گئی۔علاوہ ازیں ایس ٹی این بورڈ کی تکنیکی مشیر سارہ گل نے بھی ایک علیحدہ ویڈیو شیئر کی، جس میں انہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ ٹرانس جینڈر کمیونٹی 6 ستمبر کو احتجاج کرنے جارہی ہے۔سارہ گل بھی ویڈیو میں مخنث افراد کے خلاف ہونے والے متعدد واقعات سے متعلق بتا رہی ہیں، انہوں نے بھی ایک فرد کو ریپ اور ایک کو قتل کرنے سے متعلق بتایا، جب کہ ساتھ ہی انہوں نے مخنث افراد کو ہراساں کرنے والے ایک شخص کی گرفتاری سے متعلق بھی بتایا۔انہوں نے بتایا کہ انہوں نے گزشتہ ہفتے ناظم آباد پولیس اسٹیشن کے سامنے صرف ایف آئی آر درج کرانے کے خلاف مظاہرہ کیا۔سارہ گل نے دعویٰ کرتے ہوئے بتایا کہ گزشتہ ہفتے کراچی کے علاقے ڈیفنس میں چندا نامی مخنث شخص کو گولی مار کر قتل کیا گیا۔پولیس نے اس حوالے سے بتایا کہ یہ واقعہ رات کو پیش آیا، جب ایک اسپورٹ یوٹیلٹی وہائیکل (ایس یو وی) میں سوار افراد کو ہراساں کیا گیا، جس پر انہوں نے مخنث افراد پر پہلے انڈے پھینکے، جب وہ فرار ہوئے تو ان پر فائرنگ کی گئی۔فائر کی گئی گولی سے چندا موقع پر ہلاک ہوگئیں تھیں، جب کہ تفتیش کاروں نے خفیہ کیمروں کی ریکارڈنگ سے ایس یو وی کا پتہ لگا کر ملزمان کو گرفتار کرلیا۔ (بشکریہ ڈان)

عورتیں

ریپ کی ویڈیو بنا کر خاتون کو بلیک میل کرنے والوں کے خلاف مقدمہ

قصور صوبہ پنجاب کے ضلع قصور میں خاتون سے گینگ ریپ کے دوران بنائی گئی ویڈیو کے ذریعے اسے متعدد مرتبہ ریپ کے لیے بلیک میل کرنے والے 3 ملزمان کے خلاف پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش کا آغاز کردیا۔ مصطفیٰ آباد پولیس کے مطابق متاثرہ خاتون کا کہنا ہے کہ ایک ماہ قبل ملزمان بستی کرماوالا میں قائم اس کے گھر میں اس وقت داخل ہوئے تھے جب ان کا خاوند موجود نہیں تھا۔ خاتون کے مطابق ملزمان نے گھر میں داخل ہو کر اس کے ساتھ گینگ ریپ کیا اور اس دوران اس کی ویڈیو بھی بنائی۔ متاثرہ خاتون نے پولیس کو بتایا کہ اس واقعے کے بعد ملزمان نے اسے مسلسل ریپ کا نشانہ بنانا شروع کیا اور مزاحمت پر ویڈیو کو وائرل کرنے کی دھمکی دی۔ خاتون کی شکایت پر پولیس نے واقعے کا مقدمہ درج کر کے تحقیقات کا آغاز کردیا جبکہ پولیس کی جانب سے دعویٰ کیا جارہا ہے کہ ملزمان کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔ دوسری جانب ایک علیحدہ واقعے میں ایک طالبہ کو اس وقت گن پوائنٹ پر مبینہ طور پر ریپ کا نشانہ بنایا گیا جب وہ اسکول سے واپس گھر جارہی تھی۔ واقعہ کنگن پور گاؤں میں پیش آیا، پولیس لڑکی کے الزامات کی تحقیقات کررہی ہے۔ یہ رپورٹ 20 اگست کو ڈان اخبار میں شائع ہوئی۔ (بشکریہ ڈان)

’غیرت‘ کے نام پر بہنوں کو قتل کرنے والے کو سزائے موت

گھوٹکی سندھ کے ضلع گھوٹکی کے شہر اوباڑو میں ایڈیشنل سیشن جج نے ’غیرت‘ کے نام پر دو بہنوں کو قتل کرنے والے بھائی کو موت کی سزا سنادی۔ ایڈیشنل سیشن جج اختر ملک نے قائم الدین ڈھونڈو پر قتل کا جرم ثابت ہونے پر سزائے موت سنائی۔ قائم الدین ڈھونڈو نے 2012 میں گھوٹکی کے علاقے رونتی میں اپنی بہنوں سمانی اور ماروی کو غیرت کے نام پر فائرنگ کر کے قتل کردیا تھا۔ پولیس حکام کا کہنا تھا کہ ملزم کے خلاف ریاست کی مدعیت میں قتل کا مقدمہ درج کیا گیا تھا اور گزشتہ کئی سالوں سے عدالت میں اس کی سماعت جاری تھی۔ عدالت کی طرف سے سزائے موت سنائے جانے کے بعد مجرم کو سکھر سینٹرل جیل بھیج دیا گیا۔ (بشکریہ ڈان)

عورت کیا پہنے، کیا سوچے، زندگی کیسے گزارے: اختیار کس کا؟ (ارم عباسی)

'جب لڑکیاں چھوٹے چھوٹے کپڑے پہن کر باہر نکلیں گی، جسم سے بال اتار کر ننگی ٹانگوں یا بازوؤں کی نمائش کریں گی تو مرد تو متوجہ ہوں گے نا۔'

یہ موقف ہے لال مسجد سے منسلک شہدا فاونڈیشن کے صدر اور وکیل طارق اسد کا جنھوں نے اسلام آباد ہائی کورٹ سے درخواست کر رکھی ہے کہ حسن کے مقابلے مس وِیٹ پاکستان اور ٹی وی چینلوں پر چلنے والے دیگر میوزک پروگرامز پر پابندی لگائی جائے کیونکہ یہ اسلامی اقدار کے منافی ہیں۔

بی بی سی سے بات کرتے ہوئے طارق اسد نے کہا 'دیکھیے ناں یہ پروگرامز نوجوان لڑکیوں کو سکھاتے ہیں کہ وہ آزاد ہوں۔ اپنی مرضی سے زندگی جیئں۔ یہ محض مغربی ایجنڈا ہے۔‘

انھوں نے مزید کہا ’اسلام عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اب ان شوز میں لڑکے سر سے لے کر پاؤں تک لڑکیوں کا میک اپ کرتے ہیں یہ تو غلط ہے ناں۔‘

’اسلام تو لڑکیوں کو نامحرم سے ہاتھ ملانے کی بھی اجازت نہیں دیتا، نہ ہی اس بات کی کہ لڑکیاں بن ٹھن کر باہر نکلیں اور پھر نامحرم مرد انہیں دیکھیں۔'

اس موقف سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ معاشرے کا ایک مخصوص طبقہ مذہب کا استعمال کرتے ہوئے عورت کے جسم اور سوچ پر قابض ہوسکتا ہے؟

خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے کام کرنے والی بیشتر تنظیموں کا خیال ہے کہ عورت کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو کنٹرول کرنے کی خواہش کے پیچھے عورتوں کو مردوں سے کم تر سمجھنے کی سوچ ہی کارفرما ہے۔

کالم نگار عائشہ سروری نے بی بی سی سے بات کرتے ہوئے کہا 'صدیوں سے مرد عورت کی زندگی کنٹرول کرتے آئے ہیں کبھی دولت میں اضافے کے لیے تو کبھی اپنی تسکین کے لیے۔ یہ عورت کا اختیار اور بنیادی حق ہے کہ وہ کیا پہنے، کیا سوچے، کیسی زندگی گزارے۔ یہ اختیار وہ کسی بھائی، شوہر یا باپ کو منتقل نہیں کرسکتی ہے اور نہ ہی اسے کرنا چاہیے۔ کسی کو اس سے یہ اختیار چھیننے کی کوشش بھی نہیں کرنی چاہیے۔'

اسلام آباد کی شہری سندس کہتی ہیں 'لڑکیاں بن ٹھن کر گھر سے نہ نکلیں تاکہ مرد انہیں نقصان نہ پہنچائیں یہ کتنی فضول سوچ ہے۔ یعنی پاکستان جیسے ملک میں جہاں آئے دن عورت کو کبھی غیرت تو کبھی گھریلو تشدد کے نتیجے میں مار دیا جاتا ہے، تو کیا اس کی ذمہ دار عورتیں خود ہی ہیں؟

یہ تو وہی بات ہوگی جیسے انڈیا میں ریپ کرنے والے ایک شخص نے کہا تھا کہ اس نے لڑکی کا ریپ اس لیے کیا کیوں کہ اس نے چھوٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔'

جبکہ روبینہ کا کہنا ہے 'میں خوبصورت کسی اور کے لیے نہیں بلکہ اپنے لیے لگتی ہوں۔ میں نوکری کرتی ہوں اور کوشش کرتی ہوں کہ میں اپنا خیال رکھوں کیونکہ یہ میرا حق ہے۔' اس کیس کی گذشتہ سماعت میں عدالت کو بتایا گیا کہ ویٹ سمیت دوسری کمپنیاں لڑکیوں کو پروگرامز میں حصہ لینے کے لیے ٹیکس میسیجز بھیجتی ہیں آخر انہیں نمبر کہاں سے ملے؟

اس سلسلے میں عائشہ سروری کا کہنا ہے کہ 'یہ معاملہ ٹیلی کام سیکٹر کے قوانین سے متعلق ہے۔ تاہم جہاں تک حقوق کا معاملہ ہے تو ایک عورت اور ریاست کے درمیان معاہدہ ہوتا ہے جس کے تحت ریاست پر لازم ہے کہ ہر شہری کی طرح وہ عورتوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ کرے۔'

انھوں نے کہا کہ 'عورتوں کو برابری کا درجہ دینے کا خواب اب محض خواب نہیں بلکہ حقیقت بنتا جارہا ہے ایسے میں پاکستان میں انہیں کمتر سمجھنا یا انہیں خود اپنے فیصلے کرنے کا حق نہ دینا بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔'

بیشتر ماہرین کا کہنا ہے کہ خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے قانون سازی تو ہو رہی ہے مگر معاشرتی رویوں میں تبدیلی کی کوششوں کے بغیر عورتوں کے حقوق کی پامالی روکنا ناممکن ہے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

خواتین کا احتجاج

عمرکوٹ 20 جولائی کو بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کی سمیں نہ ملنے پر غریب اور بیوہ عورتوں نے احتجاجی ریلی نکالی۔ اس موقع پر خواتین نے کہا کہ انہیں انکم سپورٹ پروگرام والی سمیں نہیں ملی ہیں۔ جبکہ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کا آفس عملہ رشوت طلب کر رہا ہے۔ آفس عملے نے انہیں آفس بلا کر سمیں دینے کے بجائے آفس سے باہر نکال دیا اور رشوت طلب کی۔ انہوں نے کہا کہ آفس کے متعدد چکر لگانے ابھی تک ان کو سمیں نہیں دی جا رہی ہیں۔ خواتین کا مطالبہ ہے کہ سمیں دینے کے لیے رشوت طلب کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کر کے انہیں انکم سپورٹ پروگرام والی سمیں دلوائی جائیں۔

(راجندر کمار)

بیوی کو زخمی کر دیا

عمرکوٹ 5 جولائی کو عمرکوٹ شہر کے علاقے ہولو فقیر کالونی کے رہائشی نارائن بھیل نے گھریلو تکرار پر اپنی بیوی شریمتی حرمت بھیل کو کلہاڑی کے وار کر کے زخمی کر دیا۔ زخمی عورت کو علاج ومعالجہ کے لیے سول ہسپتال عمرکوٹ پہنچایا گیا۔ عمرکوٹ پولیس نے ملزمہ نارائن بھیل کو حراست میں لے کر جانچ شروع کروادی۔

(راجندر کمار)

سابق شوہر کی فائرنگ سے مطلقہ بیوی زخمی

سوات 19 اگست کو سیدو شریف کے علاقہ گل کدہ میں دارالامان سے نئے شوہر کے ساتھ جانے والی خاتون کو سابق شوہر نے فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیا۔ 26 سالہ صائمہ ساکن قلاگے کبل کی شادی بشیر کے ساتھ ہوئی تھی، مسماۃ صائمہ نے ایک سال قبل بشیر سے طلاق لی تھی جس کے بعد وہ دارالامان میں تھی، مسماۃ صائمہ نے گزشتہ روز ناصر ساکن گوالیرئی سے کورٹ میرج کی، جس کے بعد ناصر ان کو دارالامان سے اپنے گھر لے کر جا رہا تھا کہ راستے میں صائمہ کے سابق شوہر بشیر نے ان پر فائرنگ کردی، فائرنگ کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہوگئیں، انہیں شیخ زید النھیان ہسپتال سیدو شریف منتقل کر دیا گیا، ملزم فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔

(روزنامہ مشرق)

شوہر نے گولی ماردی

پشاور 18 اگست کو تھانہ انقلاب کے علاقہ لگہ ولہ میں شوہر نے نماز کی ادائیگی کیلئے اٹھنے والی جوان سالہ بیوی کو گولی ماردی، مجروحہ کو تشویشناک حالت میں ہسپتال داخل کرا کے واقعہ کی رپورٹ درج کر لی گئی ہے، لگہ ولہ کی رہائشی مسماۃ (ش) زوجہ فہیم نے پولیس کو زخمی حالت میں رپورٹ درج کراتے ہوئے بتایا کہ گزشتہ روز وہ صبح اٹھ کر نماز کی تیاری میں مصروف تھی کہ اس دوران اس کا شوہر فہیم بھی نیند سے بیدار ہوگیا اور میرے ساتھ جھگڑا شروع کر دیا اور بعدازاں اسے گولی ماردی جس سے وہ گولی لگنے سے شدید زخمی ہوگئی، پولیس نے مدعیہ کی رپورٹ پر اس کے شوہر کے خلاف مقدمہ درج کرلیا ہے۔

(روزنامہ آج)

غیرت کے نام پہ سابقہ منگیتر قتل

خیرپور میرس یکم اگست کو تحصیل فیض گنج کے گاؤں کوٹ لالو کی شبانہ مری کو قتل کر دیا گیا۔ مقتولہ کے بھائی ذاکر مری کا کہنا تھا کہ وہ اپنی بہن شبانہ مری کے ساتھ فیض گنج کی عدالت میں پیشی کے لیے بس کے انتظار میں کھڑے تھے کہ موٹر سائیکل سوار ملوس مری نے اپنے ساتھیوں قربان مری، رفیق مری، خیمو مری سمیت فائرنگ کر کے شبانہ کو قتل کر دیا۔ علی شان مری کا کہنا تھا کہ مقتولہ کی منگنی ملزم ملوک مری سے ہوئی تھی لیکن فریقین کے درمیان آئے روز جھگڑوں کے نتیجے میں مقتولہ نے نوشہرو فیروز کی عدالت میں تحصیل نارا کے ہمت علی مری سے شادی کی تھی جس وجہ سے ملزم ملوک مری ناراض تھا اور کاری کے الزام میں قتل کرنے کی دھمکیاں دے رہا تھا۔ اس نے جعلی نکاح نامہ بنوا کر نکاح کے اوپر نکاح کرنے کا مقدمہ درج کروایا تھا۔ جس کی پیشی پر فیض گنج عدالت جا رہے تھے کہ راستے میں وقوعہ ہوگیا۔ ایس ایچ او کوٹ لالو کا کہنا تھا کہ مری برادری کے دو فریقین میں کافی عرصے سے جھگڑا اچل رہا تھا۔ وقوعہ کا مقدمہ مقتولہ کے زخمی بھائی علی شان مری کی فریاد پر مقتولہ کے سابق منگیتر گاؤں حاجی پور مری کے رہائشی قربان مری، محمد رفیق مری، خیمو مری اور دو نامعلوم افراد کے خلاف درج کیا گیا ہے۔

(عبدالمنیم ابڑو)

معصوم بچیاں اور جرگوں کے فیصلے

میرپوخاص میر پور خاص کے گاؤں علی بخش کلوئی میں مبینہ طور پر جرگے کے حکم پر 12 سالہ بچی سے شادی کرنے والے 50 سالہ شخص کو گرفتار کر لیا گیا۔ مقامی جرگے نے فریقین کے خاندانوں کے درمیان تنازع کے حل کے لیے شادی کا حکم دیا تھا۔ میر پور خاص کرائم انویسٹی گیشن ایجنسی (سی آئی اے) پولیس انچارج امام الدین چانڈیو نے گاؤں میں چھاپہ مار کر غلام مصطفی کلوئی اور نکاح خواں مولوی میر آصف تالپور کو گرفتار کر لیا۔ نکاح خواں نے 22 اگست کو 50 سالہ شخص کا 12 سالہ لڑکی کے ساتھ نکاح پڑھایا تھا۔ پولیس حکام کا کہنا تھا کہ غلام مصطفی کلوئی کی بیٹی اور نابالغ لڑکی کے بھائی عبدالعزیز کلوئی نے گزشتہ ماہ عدالت میں پسند کی شادی کرلی تھی، جس کے بعد دونوں خاندانوں کے درمیان پیدا ہونے والے تنازع کے حل کے لیے جرگے نے اس شادی کا حکم دیا تھا۔ بعدازاں غلام مصطفی کلوئی اور نکاح خواں کے خلاف سرکار کی مدعیت میں مقدمہ درج کرلیا گیا۔

(بشکریہ ڈان)

ناجائز تعلقات کا الزام، شوہر نے بیوی قتل کردی

مالاکنڈ 18 اگست کو بٹ خیلہ میں دیر کے رہائشی باشندے نے بیوی کو شک کی بناء پر قتل کر کے خود کو بھی فائرنگ کر کے زخمی کر لیا، ملاکنڈ لیوی نے ملزم کو گرفتار کر لیا، لیوی پوسٹ بٹ خیلہ کی رپورٹ کے مطابق مرکز آباد بٹ خیلہ میں ایک ہفتہ قبل براول دیر سے آنے والے بختور خان نے اپنی بیوی جو کہ چھ بچوں کی ماں تھی کو شک کی بناء پر قتل کر کے خود بھی اپنے آپ کو فائرنگ کر کے خودکشی کی کوشش کی، ملاکنڈ لیوی نے ہیڈ کوارٹر ہسپتال بٹ خیلہ میں زخمی ملزم کو گرفتار کر لیا، ملزم نے پولیس کو بیان دیا کہ اس نے بیوی کو ناجائز تعلقات کے الزام میں قتل کیا ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

میاں بیوی کی گرفتاری

عمرکوٹ 6 برس قبل تحصیل کنری کے علاقے نبی سرروڈ سے فرار ہوکر پسند کی شادی کرنے والی جوڑی کو نبی سرروڈ پولیس نے کراچی کے علاقے لیاری سے گرفتار کرلیا۔نوجوان محبوب کے خلاف پولیس تھانہ نبی سرروڈ پر لڑکی غلام فاطمہ کے اغواء کا مقدمہ درج تھا۔خاتون کا کہنا تھا کہ اس نے اپنی مرضی سے پسند کی شادی کی ہے۔ایک بیٹے کی ماں بھی ہے۔والدین سے راضی نامہ ہوگیا تھا۔مقدمے کا چالان ہونے کے باعث جوڑی کو سیشن کورٹ میں بھی پیش کیا گیا۔ (اوکھومنروپ)

نوجوان لڑکی سے 'زبردستی' شادی: سابق رکن قومی اسمبلی گرفتار

روات پولیس نے سابق رکن قومی اسمبلی فیض ٹمن کو نوجوان لڑکی سے مبینہ طور پر جائیداد ہتھیانے کی خاطر زبردستی شادی کرنے اور حبس بیجا میں رکھنے پر گرفتار کرلیا۔فیض ٹمن کے خلاف عائشہ سرفراز نامی خاتون نے تھانہ روات میں درخواست دی تھی کہ فیض ٹمن نے اس کی بہن ایمان ملک کو بہلا پھسلا کر نشہ آور ادویات پلا کر جائیداد ہتھیانے کی خاطر شادی کرلی اور بعدازاں اس پر تشدد کیا۔روات پولیس نے فیض ٹمن اور ان کے ساتھیوں کے خلاف حبس بیجا اور دھمکیوں سمیت متعدد دفعات کے تحت مقدمہ درج کر کے تفتیش کا آغاز کیا۔فیض ٹمن نے ایس ایچ او روات پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے سی پی او کو درخواست دی تھی کہ کسی دوسرے افسر سے غیر جانبدار تفتیش کرائی جائے جس کے بعد ڈی ایس پی صدر نے کیس کی تفتیش شروع کی تھی۔ڈی ایس پی صدر نے مقدمے کے فریقین کو بلا کر ان کا مؤقف سنا۔بعدازاں فیض ٹمن کو قصوروار قرار دیا گیا اور انہیں ڈی ایس پی صدر کے دفتر سے گرفتار کرلیا گیا۔ایس پی صدر افتخار الحق نے سابق رکن قومی اسمبلی کی گرفتاری کی تصدیق کرتے ہوئے ڈان نیوز کو بتایا کہ ملزم کے دیگر ساتھیوں کی گرفتاری کے لیے بھی چھاپے مارے جارہے ہیں۔ان کا کہنا تھا کہ ملزم فیض ٹمن کو ہفتہ کے روز علاقہ مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کر کے جسمانی ریمانڈ حاصل کیا جائے گا۔واضح رہے کہ فیض ٹمن تلہ گنگ سے 2002 کے عام انتخابات میں جعلی ڈگری پر آزاد امیدوار کی حیثیت سے رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے تھے جس کے بعد پاکستان مسلم لیگ قائداعظم (ق) میں شمولیت اختیار کی تھی۔انھوں نے 2008 میں پاکستان مسلم لیگ نواز کے ٹکٹ پہ الیکشن لڑا اور کامیابی حاصل کی تاہم 2010 میں شریف برادران پر ان کے ساتھ بہتر رویہ نہ اپنانے کا الزام دیتے ہوئے قومی اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہوئے۔فیض ٹمن 2011 میں پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) میں شامل ہوگئے جبکہ رواں سال اپریل میں ایک مرتبہ پھر پاکستان مسلم لیگ میں شامل ہونے کا اعلان کردیا۔ (بشکریہ ڈان)

غیرت کے نام پر بیوی، بہن قتل

---- سندھ کے ضلع کشمور کندھ کوٹ کے گاؤں عطا گولاٹا میں ایک شخص نے مشتبہ طور پر کاروکاری کے معاملے پر اپنی بیوی اور سگی بہن کو قتل کردیا۔غیرت کے نام پر قتل کا واقعہ ضلع کشمور کندھ کوٹ کے پولیس اسٹیشن 'آر ڈی 190' کی حدود میں پیش آیا۔ایس ایچ او محمد سلیم پٹھان نے کہا کہ ملزم ندیم گولاٹو نے اپنے ٹی ٹی پستول سے اپنی 20 سالہ بیوی بابرا اور چھوٹی بہن 15 سالہ امیرا پر فائرنگ کردی اور موقع سے فرار ہوگیا۔خیال رہے کہ پاکستان میں ہر سال سیکڑوں خواتین کو غیرت کے نام یا کاروکاری کا الزام لگا کر قتل کردیا جاتا ہے اور یہ انتہائی قدم اکثر ان کے قریبی عزیزوں کی جانب سے اٹھایا جاتا ہے۔بیشتر خواتین کو محبت، غیر قانونی تعلقات اور مرضی کی شادی کرنے کے الزامات لگا کر قتل کیا جاتا ہے۔یاد رہے کہ خواتین کو 'غیرت کے نام پر قتل' کرنے والے بیشتر افراد کو ان کے اہل خانہ ہی کی جانب سے معاف کیے جانے پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔عورت فاؤنڈیشن کی جانب سے جاری ہونے والی سالانہ رپورٹ میں اس بات کا انکشاف کیا گیا تھا کہ 2016 میں خواتین کے خلاف تشدد کے تقریباً 7 ہزار 852 کیسز ریکارڈ کیے گئے۔

(بشکریہ ڈان)

دو کم عمر لڑکیوں کا قریبی رشتہ داروں کے ہاتھوں ریپ، ملزمان گرفتار

چکوال صوبہ پنجاب کے شہر چکوال میں دو کم عمر لڑکیوں کو ان کے اپنے ہی قریبی رشتہ داروں نے ریپ کا نشانہ بنایا جنہیں گرفتار کرلیا گیا۔پولیس حکام کا کہنا ہے کہ چکوال سے متصل خائیوال گاؤں کی ایک 8 سالہ بچی کو اس کے سوتیلے والد نے جنسی تشدد کا نشانہ بنایا۔پولیس نے بتایا کہ یہ واقعہ 13 اگست کو پیش آیا،لیکن صدمے سے دوچار خاندان نے ملزم اور علاقے کے بااثر افراد کے دباؤ کی وجہ سے رپورٹ میں تاخیر کی اور اس واقعے کی رپورٹ گذشتہ روز (16 اگست کو) درج کرائی گئی۔پولیس کا کہنا ہے کہ اس جرم کا ارتکاب کرنے والے شخص کو گرفتار کرلیا گیا اور اس نے اپنے جرم کا اعتراف بھی کرلیا۔ملزم راولپنڈی میں ایک سیکیورٹی فراہم کرنے والی کمپنی کے ساتھ بطور گارڈ ملازمت کرتا ہے اور اس نے متاثرہ بچی کی والدہ سے 3 سال قبل ہی شادی کی تھی۔اسٹیشن ہاؤس افسر (ایس ایچ او) تھانہ صدر نے تصدیق کی کہ ملزم کو گرفتار کرلیا گیا۔ان کا مزید کہنا تھا کہ ملزم نے اپنا جرم قبول کرلیا ہے لیکن پھر بھی مزید کارروائی کے لیے میڈیکل رپورٹ کا انتظار کیا جارہا ہے۔چکوال شہر میں اسی طرح کا ایک اور واقعہ پیش آیا جہاں ایک 12 سالہ بچی کو اس کے قریبی رشتہ دار نے ریپ کا نشانہ بنایا۔ملزم متاثرہ بچی کو اپنے ساتھ مظفرگڑھ لے گیا جہاں اس نے لڑکی کو ریپ کا نشانہ بنایا، بعدازاں بچی کے والدین نے اپنی مدد آپ کے تحت اپنی بیٹی کو تلاش کیا اور ملزم کو پکڑ کر مقامی پولیس کے حوالے کردیا۔ملزم ایک شادی شدہ شخص ہے جس نے اپنی 12 سالہ رشتہ دار بچی کے ساتھ ریپ کرنے کا اعتراف بھی کرلیا۔اسٹیشن ہاؤس افسر (ایس ایچ او) تھانہ کاظم آباد زراعت بلوچ کا کہنا تھا کہ لڑکی کی میڈیکل رپورٹ سے تصدیق ہوئی ہے کہ اسے ریپ کا نشانہ بنایا گیا۔یہ خبر 17 اگست 2017 کو ڈان اخبار میں شائع ہوئی۔ (بشکریہ ڈان)

شادی سے 3 دن قبل اغواء ہونے والی لڑکی قتل

میرپورخاص میرپورخاص: پولیس نے صوبہ سندھ کے ضلع میرپورخاص کے علاقے جھڈو کے قریب واقع گاؤں سے ایک 19 سالہ لڑکی کے اغواء اور قتل میں ملوث 4 ملزمان کو گرفتار کرلیا۔ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس (ڈی ایس پی) جھڈو محمد ایوب درس کے مطابق فقیر محمد کھمبو گاؤں کی رہائشی مذکورہ لڑکی کو 15 روز قبل مبینہ طور پر اغواء کرلیا تھا، جس کی 3 دن بعد شادی تھی۔تاہم جمعہ (18 اگست) کی صبح مذکورہ لڑکی کی لاش گاؤں کے قریب ایک ویران علاقے سے ملی۔جس کے بعد پولیس نے تحقیقات کا آغاز کیا اور 6 مبینہ اغواء کاروں میں سے 4 کو گرفتار کرلیا گیا۔اس سے قبل مقتولہ کے والد کی مدعیت میں اپنی بیٹی کے اغواء کی ایف آئی آر نوکوٹ پولیس اسٹیشن میں درج کروائی گئی تھی، جس میں 6 افراد کو نامزد کیا گیا تھا۔گرفتار ملزمان نے اصرار کیا کہ لڑکی اپنی مرضی سے فرار ہوئی تھی اور اس نے حسن نامی ایک شخص سے شادی کرلی تھی، تاہم لڑکی کے اہلخانہ نے اس دعوے کی تردید کردی۔ڈی ایس پی کا کہنا تھا کہ لڑکی کے جسم پر تشدد کے نشانات موجود تھے، جس کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے تعلقہ ہسپتال منتقل کردیا گیا۔ (بشکریہ ڈان)

بچے

10 سالہ بچے کا زیادتی کے بعد قتل

کراچی مبینہ طور پر اغوا اور زیادتی کا نشانہ بنائے جانے کے بعد قتل کیے جانے والے 10 سالہ بچے کی لاش سٹی کورٹ کے باہر سڑک سے برآمد کر لی گئی۔ حکام کے مطابق بچے کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے سول ہسپتال منتقل کیا گیا۔ سٹی کورٹ پولیس کے عہدیدار محمد یاسر نے دعویٰ کیا کہ نامعلوم مشتبہ افراد نے بچے کو کسی دوسرے مقام پر قتل کیا اور پھر اس کی لاش کو کپڑے میں لپیٹ کر یہاں چھوڑ گئے۔ انہوں نے کہا کہ مقتول بچے کی عمر لگ بھگ 10 سال ہے تاہم فوری طور پر اس کی شناخت معلوم نہیں کی جاسکی۔ سول ہسپتال کے پولیس سرجن ڈاکٹر قرار احمد عباسی نے ڈان کو بتایا کہ بچے کو قتل سے قبل زیادتی کا نشانہ بنایا گیا۔ ان کا کہنا تھا کہ بچے کو زیادتی کے بعد بظاہر گلا دبا کر قتل کیا گیا، کیونکہ اس کی گردن پر نشانات موجود ہیں۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

سکھ بچوں کا واحد سکول بند کر دیا جائے گا

پشاور 18 اگست کو سکھ بچوں کو محفوظ ماحول اور گھر کے قریب معیاری اور مذہبی تعلیم دینے والا پشاور کا واحد سکول ''رائزنگ ہوپ'' آئندہ ہفتے بند کر دیا جائیگا، مالک جائیداد نے سکول کی عمارت فروخت کر دی ہے اور نئے مالک نے سکول انتظامیہ کو آئندہ ایک ہفتے کے اندر سکول خالی کرنے کا الٹی میٹم دے دیا ہے، پشاور کے علاقے محلہ جوگن شاہ میں ڈھائی سال قبل سکھ نوجوانوں پر مشتمل تنظیم پشاوری سیوک نے اپنی مدد آپ کے تحت سکول کا آغاز کیا۔ اس سکول کا مقصد گردوارہ کے اطراف میں رہائش پذیر سکھ خاندانوں کے بچوں کو معیاری اور مذہبی تعلیم فراہم کرنا تھا تاہم اڑھائی برسوں کے دوران سکول نے 4 عمارتیں تبدیل کر لی ہیں، کرایہ کی عمارت میں چلنے والے اس سکول کو چلانے کیلئے ہر ماہ چندہ کیا جاتا ہے سکول میں مڈل تک ڈھائی سو سے زائد طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں، ان طالب علموں میں بڑی تعداد سکھ برادری کے بچوں کی ہے جبکہ مسلم بچے بھی اسی سکول میں زیر تعلیم ہیں، خیبر اور کزئی اور کرم ایجنسی میں سیکورٹی کی مخدوش صورتحال کے باعث نقل مکانی کرنے والے سکھ خاندانوں کے بچے اسی سکول میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مذکورہ سکول اس وقت جس عمارت میں چل رہا ہے اس کے مالک مکان نے دو ماہ قبل واضح کر دیا تھا کہ وہ اس عمارت کو بیچنا چاہتا ہے تاہم سکھ برادری کے مالی حالات مخدوش ہونے کے باعث وہ عمارت کو خرید نہیں سکے، جبکہ صوبائی حکومت کی جانب سے پچھلے دو ماہ سے صرف دلاسے ہی دیئے گئے، پشاور میں سیوک تنظیم کے رکن گورپال سنگھ کے مطابق مالک مکان نے یہ عمارت بیچ دی ہے اور نئے مالک نے آئندہ ایک ہفتے کے اندر اس عمارت کو خالی کرنے کا الٹی میٹم دے دیا ہے، انہوں نے واضح کیا کہ نئی عمارت کی تلاش میں کئی روز سے سرگرداں ہیں تاہم قریبی تمام عمارتوں کے مالک مجبوری کا فائدہ اٹھا کر زیادہ کرایہ مانگ رہے ہیں لیکن اس سکول کو کسی بھی صورت بند نہیں ہونے دیا جائیگا، اگر ہمیں کوئی اور عمارت نہ ملی تو گلی میں ہی بچوں کو بٹھا کر تعلیم دینا شروع کر دیں گے، وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا کے اقلیتی معاملات کے کوآرڈینیٹر روی کمار کے مطابق سکول کے حوالے سے وزیر اعلیٰ سے بات ہوگئی ہے آئندہ دو سے تین ماہ کے اندر ایک خصوصی سمری کے ذریعے وزیر اعلیٰ سکول کی منظوری دے دیں گے جس کے بعد بچوں کے تعلیمی مسائل پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔

(روزنامہ مشرق)

بچوں سے زیادتی کے 111 واقعات کا انکشاف

شیخوپورہ صوبہ پنجاب کے شیخوپورہ ریجن میں رواں سال کم سن بچوں اور بچیوں سے جنسی زیادتی، ہراساں اور قتل کرنے کے 100 سے زائد واقعات رونما ہونے کا انکشاف ہوا ہے۔ ڈی آئی جی شہزاد سلطان نے سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق کو بتایا رواں سال ضلع قصور، شیخوپورہ اور ننکانہ صاحب میں کم سن بچوں اور بچیوں کے ساتھ جنسی زیادتی، ہراساں اور قتل کرنے کے 111 واقعات رجسٹرڈ ہوئے۔ انہوں نے کمیٹی کو بتایا کہ رواں سال قصور میں 2 بچے اور 5 بچیوں کو زیادتی کے بعد قتل کیا گیا، ننکانہ صاحب میں 2 جبکہ شیخوپورہ میں 11 بچوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا۔ ان کا کہنا تھا کہ قصور میں پیش آنے والے واقعات کے 2 کیسز کی تحقیقات مکمل کر لی گئی ہے، بچوں کے ساتھ زیادتی کے 4 واقعات میں مماثلت ہے جس میں ایک ہی شخص کے ملوث ہونے کا شبہ ہے۔ پولیس حکام نے بتایا کہ بچوں کو ہراساں اور زیادتی کا نشانہ بنانے کے واقعات عصر سے مغرب کے دوران پیش آتے ہیں، قصور میں اس وقت میں پولیس کی اضافی نفری گشت کرتی ہے، علاقے میں سی سی ٹی وی کیمرے نصب کر کے مانیٹرنگ سخت کر دی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بچوں کے ساتھ زیادتی، ہراساں اور قتل کے 111 کیسز میں نامزد 135 ملزمان میں سے 115 کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ کمیٹی نے بچوں سے زیادتی کے بڑھتے واقعات پر تشویش کا اظہار کیا۔ سینیٹر ثمینہ عابد نے کہا کہ بچوں کے ساتھ زیادتی کے سب سے زیادہ واقعات پنجاب میں جنم لے رہے ہیں جبکہ قصور کو اب کم سن بچوں کے ساتھ زیادتی کے طور پر جانا جاتا ہے۔ ارکان کا کہنا تھا کہ بچوں سے زیادتی اور قتل کی سزا کم ہے تو قانون کو تبدیل کریں گے۔ کمیٹی نے پنجاب میں 'چائلڈ پروٹیکشن کمیشن' نہ بننے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے پنجاب کا دورہ کرنے کا بھی فیصلہ کیا۔

(بشکریہ ڈان)

8 سالہ بچے کا قتل، مشتبہ شخص گرفتار

کراچی کراچی پولیس نے 8 سالہ بچے کے خوفناک قتل کے الزام میں پاکستان اسٹیل ملز کے ایک ملازم کو گرفتار کر لیا۔ پولیس نے دو روز قبل 8 سالہ محمد سبحان کی لاش گلشن حدید کے علاقے میں ان کے گھر کے قریب ایک شادی ہال کے عقب میں کچرا کنڈی سے برآمد کی تھی۔ اطلاعات کے مطابق محمد سبحان 14 اگست سے لاپتہ تھے جب وہ جشن یوم آزادی کی تقریب میں شرکت کے لیے گھر سے باہر نکلے تھے۔ پولیس نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ بچے کے زخموں سے لگتا ہے کہ ان پر چھریوں کے وار کیئے گئے ہیں۔ سینئر سپرینٹنڈنٹ پولیس (ایس ایس پی) راؤ انوار کا کہنا تھا کہ 'اسٹیل ٹاؤن کی پولیس نے تصور عباس نامی ایک مشکوک شخص کو گرفتار کیا ہے'۔ راؤ انوار نے کہا کہ مشکوک شخص کو اسٹیل ٹاؤن کے علاقے میں ایک ہوٹل سے حراست میں لیا ہے جہاں وہ رہائش پذیر تھے۔ ڈان کو ایک پولیس افسر نے شناخت ظاہر نہ کرنے کی شرط پر کہا کہ مشتبہ شخص کا متاثرہ خاندان سے تعلقات تھے اور ایک مرتبہ ان کے گھر بھی گئے تھے۔ تاہم پولیس مزید تفتیش کر رہی ہے۔

(بشکریہ ڈان)

انتظامیہ کی ناقص کارکردگی، ہائی سکول میں تعلیمی عمل کو بحال کیا جائے

ٹنڈومحمد خان یکم اگست سے گرمی کی چھٹیاں ختم ہوگئی ہیں اور طلباء وطالبات تعلیم حاصل کرنے کیلئے واپس اپنے اسکولوں میں پہنچ چکے ہیں لیکن تحصیل بلڑی شاہ کریم میں واقع سندھ آباد گار شہر میں اسکول انتظامیہ نے طلباء کی لمبی چھٹی کروا کرانہیں گھر بھیج دیا ہے آباد گار شہر میں واقع گورنمنٹ ہائی اسکول کو مرمتی کام کے نام پر بند کر دیا گیا ہے اس صورتحال میں سینکڑوں کی تعداد میں طلباء کا تعلیمی مستقبل داؤ پر لگ گیا ہے۔اس اسکول میں تعلیمی سرگرمیاں معطل ہیں جبکہ اسکول کے ایک درجن سے زائد اساتذہ ایک کمرے میں بیٹھے گپ شپ میں مصروف تھے اور اسکول کا تمام قیمتی فرنیچر اسکول کے احاطے میں دھوپ میں پڑا جل سڑ رہا تھا۔اسکول میں موجود ایک ملازم نے بتایا کے سامنے کرسی پر نیاز ملاح نامی ٹھیکیدار صاحب بیٹھے ہیں جنہیں اسکول کی مرمت کا کنٹریکٹ ملا ہے مزکورہ کنٹریکٹر سے جب بات کرنے کی کوشش کی گئی تو انہوں نے وہاں سے چلے جانا ہی غنیمت سمجھا تاہم وہاں موجود اسکول کے انچارج عبدالحکیم میرجت سے بات کرنے کی کوشش کی گئی جنہوں نے کہا کے وہ آن ریکارڈ کچھ بھی نہیں کہیں گے تاہم کچھ دیر کی بحث مباحثے کے بعد وہ بات چیت پر تیار ہوگئے۔انہوں نے کہا کہ گرمی کی چھٹیاں ختم ہوتے ہی پہلے روز طلباء اسکول پہنچے تھے تاہم اسکول میں مرمتی کام کے باعث بیٹھنے کی جگہ دستیاب نہیں تھی اس لیے انہیں واپس بھیج دیا گیا ہے انہوں نے کہا کے انہوں نے متعلقہ افسران کو صورتحال سے آگاہ کیا ہے تاہم یہ کنٹریکٹر کی زمہ داری ہے کہ وہ اسکول کا مرمتی کام جلد مکمل کروائیں انہوں نے کہا کے وہ صرف اسکول کے انچارج ہیں اس کے علاوہ ان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے سندھ آباد گار شہر میں واقع اس گورنمنٹ ہائی اسکول کی بدترین صورتحال پر پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق ضلعی کور گروپ کے کارکن سے گفتگو کرتے ہوئے مقامی سماجی رہنما دھنی بخش لوند نے کہا کے ہمارے اس ہائی اسکول سے لیکر ضلع بھر میں اسکولوں کی مرمت کے ٹھیکے اہل افراد کے بجائے من پسند افراد کو جاری کیے جاتے ہیں اس لیے اس قسم کی صورتحال پیدا ہوتی ہے انہوں نے کہا کہ اسکول کی مرمت کا کام جون جولائی کی چھٹیوں میں مکمل نہیں ہوسکا اس لیئے طلباء تعلیمی سرگرمیوں سے محروم ہیں انہوں نے کہا کے سست رفتاری کے باعث مرمتی کام میں مزید ایک ماہ تک کا وقت درکار ہوگا مقامی سماجی رہنما ذوالقرنین لوند نے کہا کے اسکول کی مرمت کے لیے محکمہ ایجوکیشن ورکس ضلع ٹنڈ و محمد خان کے تحت اپریل 2017 میں ٹینڈر جاری ہوئے تھے اور اس کام کے لیئے 18 لاکھ روپے مختص کیئے گئے تھے اسکول کی مرمت کا کام تین ماہ میں مکمل ہونا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا جس کے باعث اب چھٹیاں ختم ہونے کے باوجود طلباء اسکول میں بیٹھ نہیں پارہے انہوں نے کہا کے دراصل اسکول کی مرمت کے نام پر جاری ہونے والے فنڈز کرپشن کی نذر ہوچکے ہیں۔اس کرپشن سے متعلق محکمہ اینٹی کرپشن کو تحریری درخواست دی گئی ہے انہوں نے کہا کے فنڈز میں کرپشن کے باعث اسکول کی عمارت کی مرمت کا کام مکمل نہیں ہوسکا ہے جبکہ تھوڑے بہت کیئے گئے مرمتی کام میں بھی ناقص میٹریل استعمال کیا گیا ہے۔سندھ حکومت نے ایک طرف صوبے میں تعلیمی ایمرجنسی نافذ کر رکھی ہے تو دوسری طرف محکمہ تعلیم ضلع ٹنڈ و محمد خان اور محکمہ ایجوکیشن ورکس کے متعلقہ افسران نے مرمتی کام کے نام پر طلباء کو لمبی چھٹی پر بھیج رکھا ہے۔علاوہ ازیں ڈپٹی کمشنر ٹنڈ و محمد خان کی ذمہ داریوں میں بھی محکمہ تعلیم کی نگرانی شامل ہے تاہم وہ بھی اس معاملے پر منظر سے غائب ہیں ضرورت اس عمل کی ہے کہ صوبائی حکومت محکمہ تعلیم میں ایمرجنسی کے نفاذ کے ساتھ ساتھ اس پر عمل درآمد کو بھی یقینی بنائے اور ٹنڈ و محمد خان میں انتظامیہ کی بدترین کارکردگی کا نوٹس لیکر آباد گار شہر کے ہائی اسکول میں تعلیمی عمل کو بحال کیا جائے۔ (عثمان احمد)

یونیورسٹیوں میں طالبات کو ہراساں کرنے کے واقعات میں اضافہ

پشاور پاکستان کے صوبے خیبر پختونخوا کے اعلیٰ سرکاری تعلیمی اداروں میں گذشتہ کچھ عرصے سے طالبات کو جنسی طور پر ہراساں کرنے کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے اور پچھلے سات ماہ میں 100 سے زیادہ ایسے کیسز رپورٹ ہوئے ہیں جس میں طالبات کو ہراساں کرنے کی کوشش کی گئی۔خیبر پختونخوا میں خواتین کی حقوق کے لیے سرگرم غیر سرکاری تنظیم 'دا حوا لور' یعنی حوا کی بیٹی کی طرف سے جاری کردہ معلومات کے مطابق صوبے کی تین بڑی سرکاری تعلیمی درس گاہوں پشاور یونیورسٹی، انجنیئرنگ یونیورسٹی اور خیبر میڈیکل کالج میں کچھ عرصے سے ایسے واقعات میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔دا حوا لور تنظیم کی سربراہ خورشید بانو نے بی بی سی سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ گذشتہ تقریباً سات ماہ کے دوران ان کی تنظیم کو 100 سے زیادہ ایسی شکایات موصول ہوئی ہیں جن میں جامعات میں پڑھنے والی طالبات کو جنسی طور پر ہراساں کرنے کی کوشش کی گئی۔انھوں نے کہا کہ ان میں زیادہ تر شکایات انجنیئرنگ یونیورسٹی سے موصول ہوئیں جہاں ان کی تنظیم کی طرف سے آگاہی مہم بھی چلائی گئی تھی۔ خورشید بانو کے مطابق شاید تعلیمی اداروں میں یہ واقعات اس سے بھی زیادہ ہوں گے لیکن بدقسمتی سے منفی معاشرتی رویوں کی وجہ سے زیادہ تر خواتین سامنے نہیں آتیں۔ایک سوال کے جواب میں خورشید بانو نے کہا کہ ان واقعات میں تعلیمی درس گاہوں کے چوکیدار سے لے کر اداروں کے سربراہان اور پروفیسر تک ملوث رہے ہیں جبکہ ایک کیس میں یونیورسٹی کے ڈین طالبہ کو ہراساں کرنے کے مرتکب پائے گئے تھے۔خیبر پختونخوا کی تعلیمی درس گاہوں میں خواتین اساتذہ اور بالخصوص طالبات کو ہراساں کرنے کے واقعات پہلے بھی ہوتے رہے ہیں۔چند سال پہلے ایسے ہی چند واقعات کو خیبر پختونخوا اسمبلی کے فلور پر اٹھایا گیا تھا جس پر کارروائی کرتے ہوئے یونیورسٹی کے بعض اساتذہ کو نوکریوں سے برطرف کیا گیا تھا۔اس طرح ایک واقعہ ہزارہ یونیورسٹی میں پیش آیا تھا جس میں ایک خاتون پروفیسر کو ہراساں کرنے کی کوشش کی گئی جس پر ملوث افراد کے خلاف کارروائی کی گئی۔اس کے علاوہ خیبر میڈیکل کالج میں بھی خواتین کو ہراساں کرنے پر اساتذہ کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔یاد رہے کہ حکومت پاکستان نے 2010 میں خواتین کو کام کی جگہ پر اور تعلیمی اداروں میں تحفظ دینے کیلیے ایک قانون بھی منظور کروایا تھا لیکن اس قانون پر عمل درآمد نہ ہونے کی برابر ہے۔اس قانون کے تحت تمام صوبوں میں محتسب کے ادارے کو قائم کیا جانا تھا جس کا کام جنسی طور پر ہراساں کیے جانے والے خواتین کے کیسز کو ترجیحی بنیادوں پر حل کرانا ہے۔تاہم خیبر پختونخوا میں سات سال گزر جانے کے باوجود بھی ایسا کوئی ادارہ قائم نہیں کیا جاسکا ہے۔خورشید بانو نے مزید بتایا کہ دو ہزار دس قانون کے تحت تعلیمی اداروں میں بھی کمیٹیاں قائم کی جانی تھیں لیکن کسی ادارے کی طرف سے اس ضمن میں توجہ نہیں دی گئی ہے۔انھوں نے کہا کہ یونیورسٹیوں میں آگاہی مہم کے ذریعے سے خواتین کے خلاف ایسے واقعات پر قابو پایا جاسکتا ہے لیکن اس کی کامیابی کیلیے درس گاہوں کی انتظامیہ کو بھی سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ادھر دوسری طرف پشاور یونیورسٹی کی انتظامیہ نے کہا ہے کہ حالیہ دنوں میں کیمپس کی حدود میں طالبات کو ہراساں کرنے کا کوئی نیا واقعہ رپورٹ نہیں ہوا ہے۔یونیورسٹی کے ترجمان رفیع اللہ نے رابطہ کرنے پر بی بی سی کو بتایا کہ ایسے واقعات کو روکنے کیلیے یونیورسٹی میں خصوصی طور پر کنٹرول بورڈ بنایا گیا ہے جس کا کام ایسے کیسز پر قابو پانا ہے۔تاہم ترجمان نے اس بات کی تصدیق کی کہ چند سال پہلے یونیورسٹی میں کچھ ہراساں کرنے کے واقعات پیش آئے تھے جس پر بعد ازاں یونیورسٹی کی جانب سے کارروائی کی گئی اور بعض اساتذہ کو ان کی نوکریوں سے برطرف کیا گیا تھا۔ (بشکریہ بی بی اردو)

طلبہ تنظیموں کی بحالی سینٹ میں قرارداد منظور

اسلام آباد (اسلام آباد) پاکستان کے ایوان بالا یعنی سینیٹ نے منگل کے روز اتفاق رائے سے ایک قرارداد منظور کی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ ملک کی یونیورسٹیوں میں طلبہ تنظیموں کو پوری طرح سے بحال کرنے کی ضرورت ہے۔ جامعات کی یہ تنظیمیں غریب اور متوسط طبقے کی سیاسی نرسریاں سمجھی جاتی تھیں جہاں سے ملک کو سیاسی قیادت ملی۔ لیکن جنرل ضیاالحق کے دورِ حکومت میں طلبہ اور مزدور یونینوں پر پابندی عائد کردی گئی تھی۔ عوامی نیشنل پارٹی کے سینئر رہنما اور سینیٹر افراسیاب خٹک بھی طلبہ یونین سے سینیٹ تک پہنچے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جنرل ایوب خان نے طلبہ یونین پر پابندی لگائی تھی اور جب مارشل لا ختم ہوا اور آئین نافذ ہوا تو یہ پابندی اٹھائی گئی۔ اس وقت وہ پشاور یونیورسٹی میں تھے اور پہلی بار یونین کے انتخابات میں حصہ لیا تھا۔ بقول خٹک کے ان دنوں بہت مثبت سرگرمیاں ہوتی تھیں جنرل ضیاالحق کے آنے تک یونیورسٹیاں پرامن تھیں اور وہاں بحث مباحثے ہوتے تھے۔ پاکستان میں جمہوریت کی بحالی کے بعد 1988 میں بینظیر بھٹو نے طلبہ یونین سے پابندی ہٹانے کا اعلان کیا، لیکن تین سال کے اندر یونین سازی کو اس بنیاد پر عدالت میں چیلنج کر دیا گیا کہ یہ تشدد کو فروغ دیتی ہیں بالآخر 1993 میں سپریم کورٹ نے یونین پر پابندی عائد کردی۔ جنرل پرویز مشرف کے دورِ حکومت کے بعد جب 2008 میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت آئی تو وزیراعظم یوسف رضا گیلانی نے اپنے پہلے خطاب میں طلبہ یونین کی بحالی کا اعلان کیا لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ عوامی نیشنل پارٹی پی پی حکومت کی اتحادی جماعت تھی۔ افراسیاب خٹک کا کہنا ہے کہ جب مارشل لا ختم ہوتے ہیں تو بہت سارا ملبہ چھوڑ جاتے ہیں اور بہت ساری رکاوٹیں افسر شاہی کے پاس ہوتی ہیں جو دور سے نظر نہیں آتیں۔ 'ہمارے یہاں ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ عبوری دور اپنے منطقی انجام پر پہنچا ہو جس کی وجہ سے جمہوری اداروں کی بحالی ایک بار بھی نہیں ہوسکی۔' جماعت اسلامی کے امیر سید منور حسن کا دعویٰ ہے کہ جنرل ضیاالحق کے دورِ حکومت میں طلبہ تنظیموں پر پابندی جماعت اسلامی کو کنارے لگانے کی لیے لگائی گئی تھی۔ ان کا کہنا ہے کہ طلبہ تنظیمیں ایک بہت بڑا موقع ہوتا تھا کہ اساتذہ اور طلبہ کو ایک دوسرے کے طریقہ کار کو دیکھیں۔ اس طرح طلبہ کو مالیات اور عوامی رابطہ کا موقعہ مل جاتا تھا۔ 'جنرل ضیاالحق کے بعد جب بینظیر بھٹو آئیں تو انھوں نے اعلان کیا کہ پنجاب کی یونیورسٹیوں میں الیکشن ہوں گے، یہ الیکشن ہوئے کوئی ناخوشگوار واقعہ بھی پیش نہیں آیا اس کے باوجود انھوں نے ملک کے اندر دیگر جامعات میں الیکشن نہیں کروائے۔' منور حسن کا کہنا ہے کہ حکمرانوں کو یہ سوٹ کرتا ہے کہ آزادی کم سے کم میسر ہو اور لوگ حقوق کے نام پر سڑکوں پر نہ آسکیں، لہٰذا اس طرح سے چیزیں کی جائیں کہ دستور سے شروع ہوں اور دستور پر ختم ہوں۔ پاکستان میں جامعات میں طلبہ تنظیموں پر پابندی کی ایک وجہ طلبہ گروہوں میں تصادم کو بھی قرار دیا جاتا ہے۔ بینظیر بھٹو شہید میڈیکل یونیورسٹی لیاری کے وائس چانسلر اختر بلوچ کا کہنا ہے کہ جب ہم یونین کی بات کرتے ہیں تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ طالب علم اپنے مسائل خود حل کرنے کی کوشش کریں گے لیکن بدقسمتی سے ان میں باہر کی قوتوں کا عمل دخل بہت زیادہ ہوتا ہے اور وہ پورے ماحول کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرتی ہیں اس کی وجہ سے انتظامیہ بلیک میل ہو جاتی ہے۔ کراچی اور لاہور کی جامعات میں طلبہ تنظیموں میں تصادم کی ایک بڑی وجہ جماعت اسلامی کی طلبہ تنظیم جمعیت کو قرار دیا جاتا ہے۔ منور حسن کا کہنا ہے کہ تشدد کی بنیاد جس نے بھی رکھی ہو اس کے لیے ہمدردی پیدا نہیں ہوگی۔ 'جمعیت سب سے زیادہ یونین کے انتخابات جیتنے والی جماعت ہے۔ اگر تشدد کی بنیاد ایسے لوگ رکھتے تو وہ ناپید ہو جاتے اور لوگ انھیں ووٹ نہ دیتے۔ موجودہ وقت میں تو کوئی یونین نہیں ہے لیکن اس عرصے میں تعلیمی اداروں کا کیا حال ہوا ہے، کہ بالآخر رینجرز کو لگانا پڑا ہے؟' پاکستان میں گذشتہ چند برسوں میں صفورہ واقعے کے ملزم سعد عزیز اور لیاقت میڈیکل یونیورسٹی کی طالبہ نورین لغاری سمیت درجن کے قریب اعلیٰ تعلیمی اداروں کے طلبہ اور طالبات شدت پسندی میں ملوث پائے گئے ہیں۔ جس کے بعد انسداد دہشت گردی کے ادارے جامعات سے شدت پسندی کے رجحان کو ختم کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ پاکستان انسٹیٹیوٹ آف پیس سٹڈیز کے سربراہ عامر رانا کا کہنا ہے کہ انتہا پسندی کے رجحانات کی روک تھام کے لیے طلبہ تنظیمیں اہم کردار ادا کرسکتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جتنی بھی تشدد پسند اور دہشت گرد تنظیمیں ہیں وہ ایک متبادل سیاسی نقطہ نظر پیش کرتی ہیں۔ جب مرکزی دھارے کے نقطۂ نظر کو جامعات میں کام کرنے کے لیے اجازت نہیں دیں گے تو وہ خلا اس قسم کی پرتشدد تنظیمیں ہی پورا کریں گی۔ 'یہ کہا جاتا ہے کہ طلبہ تنظیمیں آنے سے تشدد بڑھ جائے گا، میرا خیال ہے کہ حکومت کو چیکس لگانا چاہیے تاکہ اسلحے کا فروغ نہ ہوا اور طلبہ یونین سیاسی جماعتیں انھیں آلہ کار نہ بنائیں۔ یہ ایک انتظامی مسئلہ ہے جس کو حل کیا جاسکتا ہے اس بنیاد پر اس سیاسی عمل کو روکنا کسی صورت میں دانش مندی نہیں۔' بینظیر بھٹو شہید میڈیکل یونیورسٹی لیاری کے وائس چانسلر اختر بلوچ کا کہنا ہے کہ ہم زندگی کے ہر شعبے میں مذہب کو سامنے لاتے رہے اور مجموعی طور پر کلاشنکوف کلچر اور ملّا ازم آیا۔ 'ان سب چیزوں نے مل کر ہماری معاشرے میں شدت پسندی کو فروغ دیا۔ اب اس سارے بیانیے کو روکنا ہے اس میں ہم طلبہ یونین کی بحالی کی بھی بات کرتے ہیں۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

رشتہ سے انکار پر خاتون ٹیچر قتل

پشاور 18 اگست کو تھانہ تہکال کے علاقہ حاجی خیل میں رشتہ کے تنازعہ پر جواں سال خاتون ٹیچر کو فائرنگ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا، ملزم ارتکاب جرم کے بعد فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا، پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کردی۔ تفصیلات کے مطابق مدعی مشتاق ساکن حاجی خیل نے پولیس کو بتایا کہ گزشتہ روز اس کی چچازاد بہن مسماۃ عالیہ جو مقامی سکول میں ٹیچر تھی ڈیوٹی پر جارہی تھی کہ راستے میں گھات لگائے ملزم سرید ساکن حاجی خیل نے اس پر فائرنگ کردی جس کے نتیجے میں وہ زخمی ہوگئی جسے فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئی، مدعی کے مطابق ملزم نے مسماۃ عالیہ کیلئے اپنا رشتہ بھجوایا تھا اور والدین کے انکار کرنے پر اس نے عالیہ کو قتل کردیا، پولیس نے مقدمہ درج کر کے ملزم کی تلاش شروع کردی۔

(روزنامہ آج)

200 طلباء کیلئے صرف ایک معلم

دیر لوئر ٹاٹوگرام پائین کے پرائمری سکول کے دوسو سے زائد طلباء کیلئے ایک ٹیچر، ایجوکیشن آفس اور منتخب نمائندے مسئلے سے چشم پوشی کر رہے ہیں، عمائدین علاقہ سراپا احتجاج بن گئے، ایجوکیشن آفس کے سامنے بھوک ہڑتال اور سکول کو تالے لگانے کی دھمکی دے دی ہے اور سٹاف پورا کرنے کیلئے ایک ہفتے کی ڈیڈ لائن بھی دی ہے۔ واڑی کے علاقہ ٹاٹوگرام پائین کے واحد پرائمری سکول جس میں دوسو سے زائد طلباء و طالبات تعلیم حاصل کر رہے ہیں، کیلئے صرف ایک سکول ٹیچر ہے۔ ان خیالات کا اظہار پی پی سی چیئرمین منیر خان، شیروان، بخت زمین، پیر محمد، اورنگزیب، محمد زرین، مختیار و دیگر نے میڈیا کے نمائندوں کے روبرو کیا، انہوں نے کہا کہ ایجوکیشن آفس واڑی دیر اور منتخب نمائندوں سے سٹاف پورا کرنے کیلئے بار بار مطالبہ کیا گیا لیکن مسئلے کا نوٹس نہیں لے رہے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

تمام عمر کا حساب

غازی صلاح الدین

اگست کا مہینہ شروع ہوا تو جیسے پاکستان کی آزادی کے ستر سالہ جشن کا طبل بجنے لگا۔ یہ احساس کہ ہم اپنے اس سفر میں ایک اہم سنگ میل کو چھو رہے ہیں ایک عرصے سے تھا۔ نئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ نئے تجزیے کیے جا رہے ہیں۔ کیونکہ پاکستان اور ہندوستان نے اپنی آزادی کا سفر ایک ساتھ شروع کیا تھا اس لیے عالمی میڈیا اس تقریب کو ایک اور تناظر میں بھی دیکھ رہا ہے کہ ان دونوں ملکوں نے اپنی آزادی کا کیا استعمال کیا اور یہ بھی کہ ان کے باہمی تعلقات کیسے رہے ہیں۔ گویا یہ جشن کا موسم بھی ہے اور ایک لمحہ فکریہ بھی ہے۔ لیکن پاکستان میں ہماری جو کیفیت ہے وہ کسی جشن یا اطمینان یا آسودگی سے کوئی مطابقت نہیں رکھتی۔ اپنے پرچم تو ہم اب بھی لہرائیں گے اور ساری رسمیں نبھائی جائیں گی۔ لیکن اندر سے ہم ایک ایسی شکستگی کا شکار ہیں کہ جیسے ہمارے ساتھ کوئی دھوکہ ہوا ہے۔ ایک فلمی گیت کا ایک مصرع یاد آ رہا ہے کہ ”تمام عمر کا حساب مانگتی ہے زندگی“۔ لیکن ایک طرح سے یہ صورت حال بہت مناسب بھی ہے۔ یعنی جب ہم اپنی آزادی کا جشن منانے جا رہے ہیں تو ہمارے لیے اپنی تاریخ اور اپنے اجتماعی عمل کو سمجھنے اور اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنے کی ایک ایسی ترغیب بھی ہے کہ جو سینے میں اٹھنے والے درد کی صورت ہمیں بے چین رکھتی ہے۔ اس وقت ملک میں جو ہو رہا ہے اس کا ایک تسلسل ہے۔ اب یہ دیکھئے کہ نواز شریف اب وزیر اعظم نہیں ہیں۔ یعنی ہماری تاریخ کی یہ روایت قائم ہے کہ کوئی وزیر اعظم اپنی آئینی مدت مکمل نہ کرے۔ کوئی اس کا ترجمہ ان لفظوں میں بھی کر سکتا ہے کہ ”چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے“۔ اب یہ مسئلہ کہ کس وزیر اعظم کے ساتھ کب کیا ہوا اس توجہ کا طالب ہے کہ جس کی ہم میں اس وقت بالکل سکت نہیں ہے۔ ایک تو ہماری عادت ہے کہ ہم تاریخ سے چھپے چھپے پھرتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ جذبات کی شدت ہمیں حقائق کو دیکھنے کی مہلت نہیں دیتی۔ سیاست کے بازار میں دھما چوکڑی کا سا عالم ہے۔ کوئی سخن فہم نہیں بچا۔ سب کسی نہ کسی کے طرف دار ہیں۔ عوامی میڈیا یعنی نیوز چینلز کا یہ حال ہے کہ آپ ان کے سامنے زیادہ دیر تک بیٹھ کر ذہنی مریض بن سکتے ہیں۔ اور ہاں، بہت لوگ ان کے سامنے بس بیٹھے رہتے ہیں۔ نامی گرامی مبصر اپنے حواس کھو بیٹھے ہیں۔ ماحول کی آلودگی کا چرچا ساری دنیا میں ہے۔ آب و ہوا میں انتشار ہے۔ پاکستان میں ذہن کی آلودگی ایک چیلنج بن گئی ہے۔ ایسی فضا میں تاریخ کو پڑھنے کا دماغ کس کے پاس ہے۔ پھر یہ مسئلہ بھی ہے کہ پاکستان کی ایک تاریخ ضرور 1947 سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن پاکستان کی دوسری تاریخ دسمبر 1971 سے بھی تو شروع ہوتی ہے۔ ہم کیسے کمال کے لوگ ہیں۔ ستر سالوں میں دو بار ہم نے اپنا ملک بنایا۔

یہ بات میں نے کئی دفعہ کہی ہے کہ پاکستان میں ہم سیاست میں اتنے الجھے رہتے ہیں کہ معاشرے کے مسائل کوئی توجہ حاصل نہیں کر پاتے۔ ہم اپنی فکری، تہذیبی اور اخلاقی پسماندگی کی کوئی خاص پروا نہیں کرتے۔ بار بار، کوئی نہ کوئی واقعہ ہمیں اس پسماندگی کا ثبوت فراہم کرتا ہے اور ہم تھوڑی دیر کے لیے رو دھو کر پھر فواد چوہدری یا طلال چوہدری

۔کوئی اس کا ترجمہ ان لفظوں میں بھی کر سکتا ہے کہ ”چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے“۔ اب یہ مسئلہ کہ کس وزیر اعظم کے ساتھ کب کیا ہوا اس توجہ کا طالب ہے کہ جس کی ہم میں اس وقت بالکل سکت نہیں ہے۔ ایک تو ہماری عادت ہے کہ ہم تاریخ سے چھپے چھپے پھرتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ جذبات کی شدت ہمیں حقائق کو دیکھنے کی مہلت نہیں دیتی۔

کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ شاید یہ بھی ہے کہ ملک کے چند بنیادی قضیے ایسے ہیں جن پر کھل کر بات نہیں کی جا سکتی اور موجودہ حالات نے ان تضادات کو زیادہ زہر آلود بنا دیا ہے۔ ستر سال سے ہم اپنی شناخت کے بحران میں مبتلا ہیں۔ مذہب اور سیاست کے رشتے کو ہم سلجھا نہ سکے۔ آنے والے چند دنوں میں پھر قائد اعظم کے وژن کی بات ہوگی سارا دن ہم قائد اعظم کی باتیں کریں گے اور جب سو جائیں گے تو ضیاالحق کے ڈراؤنے خواب دیکھیں گے۔ اسی طرح فوج اور سویلین اداروں کے ٹکراؤ سے بھی ہم کبھی بچ نہ پائے۔ آخر کسی وزیر اعظم نے اپنی پانچ سال کی آئینی مدت کیوں پوری نہیں کی؟ پاکستان جمہوریت کے نطفے سے پیدا ہوا اور اب، پاکستان کے سابق فوجی حکمراں جنرل پرویز مشرف یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان میں فوج ملک کو پٹری پر لاتی ہے اور سویلین پھر آ کر اسے پٹری سے اتار دیتے ہیں۔ ان کی دلیل بہت سادہ ہے کہ آمریت، جمہوریت سے بہتر ہے۔ یاد رہے کہ بی بی سی نے جنرل مشرف کا انٹرویو بھی ستر سال کی آزادی کے حوالے سے کیا۔ اب یہ بھی سوچے کہ فوج (اور نوکر شاہی) کی برتری کا تعلق بھی پاکستان کی پیدائش سے ہے۔ برطانوی سلطنت کی فوج میں بھی پنجاب کا حصہ بڑا تھا اور تقسیم کے بعد، برطانوی فوج بلکہ بری فوج کی 30 فی صد تعداد پاکستان کو ملی جب کہ پاکستان کی اس وقت کی آبادی برطانوی ہند کا پانچواں حصہ تھی۔ پھر کیا ہوا، اسے آپ پاکستان کے وزرائے اعظم کی آمد و رفت کی کہانی سے سمجھیں فیض نے بھی یہ سوال پوچھا تھا کہ ”دربار میں اب سطوت شاہی کی علامت / درباں کا عصا ہے کہ مصنف کا قلم ہے۔“ سو مصنف کے قلم کو قلمدان میں رکھ دیجئے۔

آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ میں عائشہ گلالئی کے ذکر کو ٹالنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ یہ ایک اور آئینہ ہے جس میں ہم اپنے معاشرے اور اپنی سیاست کے کئی پہلو دیکھ سکتے ہیں۔ پاکستان کی خواتین ایک انتہائی پرسوز، المیہ داستان کا عنوان ہیں اور اس میں ہمیں مختاراں مائی اور ملالہ یوسف زئی جیسے کردار بھی ملتے ہیں۔ مختاراں مائی کا حوالہ چند روز قبل کسی اور جرگے کی ایک بچی کو دی گئی سزا سے بھی منسلک ہے۔ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے زیادتی کی اس سزا کا از خود نوٹس لیا جو مقامی آبادی کے بڑے لوگوں نے ایک جرگے میں سنائی۔ ہم کیسے سمجھ لیں کہ اس سے کوئی فرق پڑے گا کیونکہ مختاراں مائی کا قصہ 15 سال پرانا ہے اور تب اسے ایک عالمی شہرت حاصل ہوئی تھی۔ یعنی ان 15 سالوں میں ہماری دنیا زیادہ نہیں بدلی۔ اس ہفتے کا ایک اہم بیان سینیٹ کے چیئرمین رضا ربانی نے دیا۔ انہوں نے کہا کہ ملک قانون کی بالادستی اور جمہوریت کے حوالے سے آگے نہیں بڑھا بلکہ اسے ریورس گیئر لگ گیا۔ یہ ریورس گیئر معاشرتی انصاف اور تبدیلی کے ضمن میں بھی نمایاں ہے۔ جاگیردارانہ اور قدامت پرستانہ سوچ، مذہبی انتہا پسندی کی چھتری کے نیچے، اب بھی تندرست و توانا ہے۔ گھریلو ملازمین کے ساتھ کیا جانے والا سلوک اس کی ایک مثال ہے۔ ایک برطانوی جریدے کے برصغیر کی آزادی کے ستر سال کے ضمیمے میں یہ بتایا گیا کہ پاکستان میں تقریباً دس لاکھ افراد گھریلو ملازم ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان میں عورتوں اور بچوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اگر کوئی مالکن اپنے ایک گھریلو ملازم پر اتنا تشدد کر سکتی ہے کہ وہ ہلاک ہو جائے تو پھر کیا بچا ہے۔ گویا سیاسی انصاف کے ساتھ ساتھ سماجی انصاف کے معاملے میں بھی ہیر پھیر ہے۔ اور یہ جو آمریت یعنی فوجی ڈکٹیٹر شپ کا جواز پیدا ہوتا رہا تو اس کی ذمہ داری کا فیصلہ کون کرے گا۔ عدالت کی عدالت میں پیشی کیسے ہوگی۔ آپ کہیں گے کہ پرانے قصے پرانے ہوگئے۔ اب ہمارے ادارے آزاد ہیں۔ لیکن عاصمہ جہانگیر کہتی ہیں کہ مافیا کے خلاف کوئی فیصلہ کر کے دکھائیں۔ (بشکریہ جنگ)

70 سالہ قومی زندگی پر ایک نظر

مہناز رحمان

بحیثیت قوم 14 اگست کو ہم ستر سال کے ہو جائیں گے، تحریکِ پاکستان، لوگوں کی جدو جہد اور قربانیاں اپنی جگہ لیکن تاریخی حقیقت تو یہ ہے کہ ایک انگریز نے میز پر برصغیر کا نقشہ پھیلا کر ایک لکیر کھینچ کر پاکستان اور ہندوستان کو ملنے والے علاقے طے کر دیے تھے۔ آگ اور خون کا ایک سیلاب آیا جسے عبور کر کے لوگ اپنے اپنے نئے وطن کو پہنچے۔

جناح اور گاندھی نے تو نہیں سوچا تھا کہ ایک خالصتاً سیاسی، قانونی اور آئینی مسئلے پر اتنی قتل و غارت ہوگی۔ قائداعظم محمد علی جناح کا خیال تھا کہ پاکستان اور ہندوستان کے باہمی تعلقات امریکا اور کینیڈا جیسے ہوں گے۔ گاندھی بھی سمجھتے تھے کہ وہ پاکستان آ کر رہا کریں گے۔ فسادات پھوٹ پڑنے کے بعد اپنے بھرے پرے گھروں کو تالے لگا کر ہجرت کرنے والوں نے بھی یہ نہیں سوچا تھا کہ انہیں اب کبھی اپنے گھروں کو دیکھنا نصیب نہیں ہوگا۔

پھر آزادی کے فوراً بعد مسئلہ کشمیر پر نوزائیدہ ملکوں میں چھڑنے والی جنگ نے ہماری دفاعی اور خارجہ پالیسیوں کی بنیاد رکھ دی۔ گاندھی کو قتل کر دیا گیا اور قائداعظم کی بیماری جان لیوا ثابت ہوئی۔ ہم نے آئین بنانے میں دیر کر دی۔ 1956 میں آئین بنا۔ سیاستدانوں، سول اور ملٹری بیوروکریسی میں ٹھن گئی۔

1958 میں ایوب خان کا مارشل لاء نافذ ہو گیا۔ انہوں نے 1962 کا آئین بنایا اور دس سال بعد جب وہ عشرہ ترقی منا رہے تھے تو ان کی حکومت سے الگ ہونے والے ناراض نوجوان وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو نے پیپلز پارٹی کے نام سے اپنی سیاسی پارٹی بنا کر حکومت مخالف تحریک شروع کر دی۔ ایوب خان کو رخصت ہونا پڑا لیکن انہوں نے اپنے ہی آئین کی خلاف ورزی کی اور اقتدار یحییٰ خان کو مارشل لاء کی صورت میں سونپ دیا۔

ستم ظریفی تو یہ ہے کہ ایک ڈکٹیٹر سے دوسرے ڈکٹیٹر کو منتقل ہونے والے دورِ اقتدار میں ہی پاکستان کی تاریخ کے شفاف ترین انتخابات 1970 میں منعقد ہوئے، جس کی مثال ہم 2013 تک دوبارہ دہرانے میں ناکام رہے۔ یحییٰ خان نے ایک فرد ایک ووٹ کے اصول پر انتخابات کروائے تو مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ نے مکمل اور مغربی پاکستان کے صوبہ پنجاب اور سندھ میں پیپلز پارٹی نے اکثریت حاصل کی۔

جمہوری اصولوں کے تحت شیخ مجیب الرحمان کو وزارتِ عظمیٰ کی پیشکش کی جانی چاہیے تھی، مگر یحییٰ خان نے ایسا نہیں کیا اور بھٹو سے بھی ایسے بیانات منسوب ہوئے کہ ڈھاکہ میں منعقد ہونے والے اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کرنے والوں کی ٹانگیں توڑ دی جائیں گی۔

معاملہ طول پکڑتا گیا اور بات فوجی آپریشن تک جا پہنچی تو ہندوستان نے بھی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی فوج مشرقی پاکستان بھیج دی۔ جنرل نیازی نے جنرل اروڑہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ ہمارے نوے ہزار فوجی ہندوستان کے قیدی بن گئے اور مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا۔

بھٹو بچے کھچے پاکستان کے وزیر اعظم بننے سے پہلے سویلین مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بنے اور بعد میں شملہ معاہدے کے نتیجے میں وہ ہندوستان میں قید فوجیوں کو پاکستان لانے میں کامیاب ہوئے۔ وہ ایک عوامی لیڈر کی حیثیت سے ابھرے تھے مگر آہستہ آہستہ وڈیروں اور جاگیرداروں نے ان کی پارٹی میں اپنی جگہ بنا لی۔

دوسری مدت کے لیے ہونے والے انتخابات کے نتائج کو حزبِ اختلاف کی جماعتوں نے ماننے سے انکار کر دیا اور قومی

یوں لگتا ہے کہ انگریز دور کے 'تقسیم کرو اور حکومت کرو' کے اصول کو سب سے بہتر ضیاء الحق نے ہی سمجھا تھا، تبھی ان کے دور میں فرقہ واریت اور نسلی و لسانی سیاست کو فروغ دیا گیا تا کہ لوگ مارشل لاء حکومت سے الجھنے کے بجائے آپس میں ہی دست و گریباں رہیں۔

اتحاد، جسے نو ستارہ تحریک بھی کہا جاتا ہے، کے نتیجے میں ضیاء الحق نے مارشل نافذ کر دیا۔ ضیاالحق نے 'اسلامائزیشن' کا بیڑہ اٹھایا، اور افغانستان میں سوویت فوجیوں کی آمد کے بعد وہاں امریکا کی پراکسی وار لڑی جس نے پاکستان کو افغان مہاجرین، کلاشنکوف اور ہیروئن کے تحائف دیے۔

یوں لگتا ہے کہ انگریز دور کے 'تقسیم کرو اور حکومت کرو' کے اصول کو سب سے بہتر ضیاء الحق نے ہی سمجھا تھا، تبھی ان کے دور میں فرقہ واریت اور نسلی و لسانی سیاست کو فروغ دیا گیا تا کہ لوگ مارشل لاء حکومت سے الجھنے کے بجائے آپس میں ہی دست و گریباں رہیں۔

انتہا پسندی اور دہشت گردی کی جو فصل آج ہم کاٹ رہے ہیں، اس کے پودے ضیا الحق نے ہی لگائے تھے۔ طیارے کے حادثے میں ضیا الحق کی ہلاکت کے بعد بے نظیر اور نواز شریف کی جمہوری حکومتیں ضیا الحق کی متعارف کردہ آٹھویں ترمیم، جس کے تحت صدر کو اسمبلیاں توڑنے کا اختیار حاصل تھا، کی بدولت اپنی مدت پوری نہیں کر پائیں۔

ان مختصر جمہوری ادوار کے بعد پرویز مشرف کا نو سالہ مارشل لاء آیا۔ مقامی حکومتیں یا بلدیاتی ادارے جمہوریت کا لازمی حصہ ہوتے ہیں مگر پاکستان میں جمہوری حکومتیں صوبائی اسمبلیوں سے آگے نہیں جانا چاہتیں، جبکہ آمریت جمہوری میک اپ کے لیے بلدیاتی ادارے یا دیگر اقسام کی مقامی حکومتوں کے نظام ضرور متعارف کرواتی ہے۔ دیگر کئی باتوں کے علاوہ مشرف کا دور مقامی حکومتوں، بگٹی کے قتل اور لال مسجد کے آپریشن کے حوالے سے یاد رکھا جائے گا۔ نواز شریف کے موجودہ دور کے بارے میں ابھی رائے دینا قبل از وقت ہوگا۔

تو صاحب یہ تو ہمارے رہنماؤں کی باتیں تھیں۔ اب آپ کے اور ہمارے جیسے عام پاکستانیوں کی بات بھی ہو جائے۔ دیہات میں رہنے والے کمی، مزارعے اور چھوٹے کسان، شہروں کی کچی بستیوں میں رہنے والے ڈرائیور، کنڈیکٹر، ٹھیلے والے، پلمبر، ویلڈر، الیکٹریشن، ماسیاں اور مزدور، یہ سب بھی تو ووٹرز ہیں۔ سیاسی جلسوں میں ان ہی کی تو اکثریت ہوتی ہے۔ آپ کسی ٹیکسی ڈرائیور یا کسی پان اور سگریٹ کا کھوکھا لگانے والے سے بات کریں، سیاست اس کا محبوب موضوع ہوگا۔

ہمارا متوسط طبقہ تعلیم کی اہمیت سے آگاہ ہے اور اپنی آمدنی کے لحاظ سے اپنے بچوں کو اچھے سے اچھے اسکولوں میں داخل کروانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ لیکن متوسط طبقہ بھی سیاسی میدان میں نہیں اترتا کیونکہ ہمارا انتخابی عمل ہی اتنا مہنگا ہے کہ عام شہری انتخابات میں حصہ لینے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔

ویسے بھی عوام کی نفسیات یہ بن چکی ہے کہ وہ قیادت کے لیے صرف بالائی طبقے کی طرف ہی دیکھتے ہیں، ان لوگوں کی طرف جو زمینوں اور کارخانوں کے مالک ہیں، جن کے بچے مغربی یونیورسٹیوں سے ڈگریاں لے کر آتے ہیں۔ ہم ان سے مرعوب رہتے ہیں اور بلا حیل و حجت انہیں اپنا رہنما مان لیتے ہیں۔ اور جب ان کی کارکردگی سے مایوس ہوتے ہیں تو فوج کو آوازیں دینے لگتے ہیں۔

ایک کھچڑی سی بنی ہوئی ہے، کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ ہر ادارہ اپنی حدود کے اندر رہتا اور حکومت کی اولین ترجیح عوام کی فلاح و بہبود ہوتی؟ عوام بیچارے کیا چاہتے ہیں، یہ تو حبیب جالب بہت پہلے بتا گئے ہیں۔ روٹی، کپڑا اور دوا، گھر رہنے کو چھوٹا سا۔

مفت تعلیم، مفت علاج معالجہ، سب سے بڑھ کر پینے کا صاف پانی، بہتر پبلک ٹرانسپورٹ کا نظام ماہرین۔ اقتصادیات کی زبان میں ایک بہتر انفرااسٹرکچر، جس کے بغیر ترقی نہیں ہو سکتی اور ترقی کے لیے ملک میں امن ہونا ضروری ہے۔

مگر ہماری حکومتوں کی ترجیحات میں اپنی بھلائی سب سے پہلے، اور عوام کی بھلائی سب سے آخر میں آتی ہے، چنانچہ عوام کا طرزِ زندگی ان ستر ہنگامہ خیز سالوں میں بھی وہیں کا وہیں ہے۔

ہاں، معیارِ زندگی میں ضرور تبدیلی آئی ہے، بین الاقوامی برانڈز اور ریستوران یہاں، نئی سے نئی گاڑی یہاں، متوسط طبقے کی پہلے سے زیادہ آمدنی یہاں، مگر ان سب کے باوجود معاشرے، معیشت اور انفرااسٹرکچر کی بنیاد اب بھی اتنی مضبوط نہیں جو ہونی چاہیے۔

اگر ہماری مقتدرہ کو ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے سے فرصت مل جائے، تو اس طرف بھی تھوڑی توجہ دے دیں۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

صحت

طبی سہولیات کے فقدان کے باعث خاتون کی ہلاکت

تورغر تورغار کی تحصیل جدباء میں زچگی کے بعد ایک خاتون جاں بحق ہوگئی۔ 20 سالہ خاتون کی ہلاکت بچے کی پیدائش کے دوران واقع ہوئی۔ تحصیل جدباء میں عام طور پر تمام لوگوں اور خاص طور پر زچہ و بچہ کے لیے کسی قسم کی طبی سہولیات دستیاب نہیں ہیں جس کے باعث وہاں کے شہری شدید پریشانی سے دوچار ہیں۔ اعلیٰ حکام سے مطالبہ ہے کہ اس سنجیدہ مسئلے کا فوری نوٹس لیا جائے۔ (محمد زاہد)

ڈینگی سے 7 افراد جاں بحق، 1500 سے زائد متاثر

پشاور پشاور میں ڈینگی کے باعث 7 افراد جاں بحق اور 1500 سے زائد متاثر ہوگئے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر کی جانب سے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق پشاور میں 15 سو سے زائد افراد ڈینگی سے متاثر ہوئے ہیں اور اب تک 7 افراد جاں بحق ہوگئے ہیں۔ خیبر پختونخوا میں ڈینگی وائرس کے حملے کے بعد پہلی مرتبہ کسی سرکاری عہدیدار کی جانب سے باقاعدہ اعداد و شمار جاری کردیے گئے ہیں۔ جاری کردہ تفصیلات کے مطابق مجموعی طور پر 15 سو 47 افراد میں وائرس کی موجودگی کی تصدیق ہوئی جن میں سے 560 مریضوں کو صوبے کے مختلف ہسپتالوں میں داخل کردیا گیا اور 242 مریض تاحال زیر علاج ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ڈینگی کے مریضوں کی اکثریت خیبر ٹیچنگ ہسپتال، حیات آباد میڈیکل کمپلیکس اور لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں داخل ہے جبکہ تہکل پشتخارا، وارسک روڈ اور ڈہ بہادر سب سے زیادہ متاثر ہونے والے علاقے ہیں۔ وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا (کے پی) پرویز خٹک اور وزیر صحت شہرام ترکئی نے ڈینگی سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا اور تمام جاں بحق ہونے والے مریضوں کے متاثرین کو 5 لاکھ روپے ادا کرنے کا اعلان کردیا۔ دوسری جانب پنجاب حکومت نے کے پی حکومت کو اس حوالے سے تعاون کی پیش کش کی ہے اس سے قبل میڈیکل ٹیم نے صوبے کا دورہ بھی کیا تھا جبکہ وفاقی حکومت نے بھی جاں بحق افراد کے اہل خانہ کے ساتھ تعاون کا اعلان کیا تھا۔

(بشکریہ ڈان)

'ہر چوتھا پاکستانی ذیابیطس کا شکار ہے'

کراچی پاکستان میں ذیابیطس کے حوالے سے کیے جانے والے قومی سروے 16-2017 کے مطابق پاکستان کی کل آبادی کا 26 فیصد حصہ ذیابیطس کا شکار ہے۔ اِس سروے کے مطابق ملک کی آبادی میں 20 سال کی عمر سے زیادہ کے ساڑھے تین کروڑ سے پونے چار کروڑ افراد اِس مرض کا شکار ہیں۔ قومی ذیابیطس سروے کے یہ نتائج آج صحت سے متعلق ایک کانفرنس میں منظرِ عام پر لائے گئے۔ یہ نتائج اُن اندازوں اور توقعات سے کہیں زیادہ ہیں جو پالیسی سازوں اور صحت سے متعلق افراد نے اِس بیماری کے تناظر میں لگائے تھے۔ قومی ذیابیطس سروے گذشتہ پانچ سالوں کے دوران پاکستان یا کسی بھی ترقی پزیر ملک میں کرایا جانے والا اپنی نوعیت کا پہلا سروے ہے جو بقائی انسٹیٹیوٹ آف ڈائیبٹالوجی اینڈ اینڈوکرائینولوجی یا بائڈ نے پاکستان کی وزارتِ صحت، پاکستان ہیلتھ ریسرچ کونسل اور عالمی ادارہ صحت کے تعاون سے چلنے والی ڈائیبٹک ایسوسی ایشن آف پاکستان کے ساتھ مل کر کرایا ہے۔ بائڈ کے پروفیسر عبدالباسط نے بی بی سی کو بتایا کہ 'پہلے لگائے جانے والے اندازوں کے مطابق پاکستان کی آبادی کا سات سے آٹھ فیصد یعنی 70 سے 80 لاکھ افراد ذیابیطس کا شکار ہو سکتے تھے۔ ماہرین کا خیال تھا کہ سنہ 2040 تک یہ تعداد 15 سے 20 فیصد تک پہنچ سکتی ہے لیکن حیرت انگیز طور پر ذیابیطس کے مریضوں کی تعداد پاکستان میں آبادی کے 26 فیصد سے زیادہ ہو چکی ہے جو کہ پوری قوم کے لیے خطرناک ہے۔' قومی ذیابیطس سروے ملک کے چاروں صوبوں کے شہری اور دیہی علاقوں اور وفاقی دارالحکومت میں کرایا گیا ہے۔ اِس سروے میں ماہر تحقیقکاروں کی سترہ ٹیموں نے حصہ لیا۔ اِس سروے میں گذشتہ سال اگست کے مہینے سے رواں سال کے دوران عالمی ادارہ صحت کے وضع کردہ اصولوں کے مطابق تقریباً گیارہ ہزار افراد کے ذیابیطس کے ٹیسٹ کیے گئے جن میں سے 7.14 فیصد ذیابیطس کے نئے مریض سامنے آئے یعنی جنھیں خود نہیں معلوم تھا کہ وہ اِس مرض کا شکار ہیں۔ پروفیسر عبدالباسط کا کہنا ہے کہ '19 فیصد سے زیادہ لوگوں کو معلوم تھا کہ وہ اِس مرض کا شکار ہیں جبکہ سات فیصد سے زیادہ ایسے تھے جن میں سروے کے دوران کرائے جانے والے ٹیسٹ کے ذریعے اِس مرض کی تشخیص ہوئی۔' قومی ذیابیطس سروے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ مزید 14 فیصد پاکستانیوں کو آگے چل کر اپنی زندگیوں میں ذیابیطس کا شکار ہو جانے کا خطرہ ہے۔ سروے کے دوران حاصل کیے جانے والے نمونوں کے مزید تجزیات کیے جائیں گے تاکہ معلوم ہو سکے اِس مرض کے تیزی سے بڑھنے کی وجوہات کیا ہیں اور اِس کام میں مزید چھ ماہ کا عرصہ لگ سکتا ہے۔ پروفیسر عبدالباسط کے مطابق 'اِس طرح کا آخری سروے پاکستان میں بیس سال قبل ہوا تھا جو چار سال تک چلتا رہا۔ حالیہ سروے سے یہ معلوم کرنے میں آسانی ہوگی کہ پاکستان میں ذیابیطس کی وجوہات میں پیدائش کے وقت بچے کا وزن، ماں کی غذا، ڈبے کا دودھ، فکرِ معاش یا معاشرتی مسائل ہیں یا اِس کے علاوہ کون سے عوامل کارفرما ہیں۔' ماہرین کا کہنا ہے کہ سروے کے نتائج سامنے آنے کے بعد ملک کی صحت سے متعلق پالیسی میں تبدیلیاں کر کے سکول کی سطح پر اِس کی روک تھام کے پروگرامز چلانے کی ضرورت ہے تاکہ ملک کو اِس بیماری سے محفوظ بنایا جا سکے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال عملے کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

دیر بالا 19 اگست کو ڈی ایچ کیو ہسپتال دیر کے عملے کے ناروا رویے کیخلاف احتجاجی مظاہرہ کیا گیا علاج کیلئے آئے مریضوں نے مین سڑک پر نکل کر دیر چترال شاہراہ بند کردی، مظاہرین نے ہسپتال اور ضلعی انتظامیہ کے خلاف شدید نعرہ بازی کی۔ ڈی ایچ کیو ہسپتال دیر چلڈرن او پی ڈی میں ڈاکٹر اور اس کے اسسٹنٹ نے مبینہ طور پر مریضوں کے ساتھ بدسلوکی کی اور چلڈرن او پی ڈی کو تالہ لگا کر بند کردیا تھا جس سے سینکڑوں کی تعداد میں بچوں اور عورتوں کو شدید مشکلات کا سامنا رہا۔ واقعہ کے خلاف مریضوں نے شدید احتجاج کیا۔

(روزنامہ آج)

آرسینک سے آلودہ پانی: ماہرین کا رپورٹ میں نقائص کا دعویٰ

کراچی پاکستان میں زیرِ زمین پانی کی آلودگی ایک سنگین مسئلہ ہے جسے حل کیے جانے کی فوری ضرورت ہے تاہم حالیہ دنوں میں زیرِ زمین پانی میں آرسینک (سنکھیا) کی بھاری مقدار کی موجودگی کے حوالے سے سامنے آنے والی رپورٹ میں ماہرین کئی نقائص کی نشاندہی کرتے ہیں۔ڈان اخبار کی رپورٹ کے مطابق ماہرین کا کہنا ہے کہ حالیہ رپورٹ میں 'مجموعی طور پر اضافی تخمینہ' لگایا گیا ہے۔واضح رہے کہ 'ایواگ' کے نام سے مشہور سوئس ادارے 'سوئس فیڈرل انسٹیٹیوٹ آف ایکواٹک سائنس اینڈ ٹیکنالوجی' کی تحقیق میں یہ بات سامنے آئی تھی کہ پاکستان کی 5 کروڑ سے زائد آبادی زہریلے کیمیائی عنصر 'آرسینک' پر مشتمل زیرِ زمین پانی استعمال کرنے کے خطرے سے دوچار ہے۔تاہم آغا خان یونیورسٹی کے محکمہ کمیونٹی ہیلتھ سائنسز کے پروفیسر ظفر فاطمی کے مطابق یہ رپورٹ 'مجموعی اضافی تخمینہ' ہے جبکہ اس کے طریقہ کار کے حوالے سے بھی کئی خدشات موجود ہیں۔ان کا کہنا تھا کہ 'کوئی سابقہ رپورٹ حالیہ رپورٹ کے نتائج کی تصدیق نہیں کرتی، جس میں آدھے سے زائد نمونوں میں آرسینک کی مقررہ حد سے زائد موجودگی کا دعویٰ کیا گیا ہے'۔انہوں نے کہا 'دوسری بات یہ ہے کہ اگر پاکستان کے نصف آبی ذخائر آلودہ ہیں تو انسانی صحت پر منفی اثرات کی شرح بھی اس کے متناسب ہونی چاہیئے'۔پروفیسر ظفر فاطمی نے ڈان کو بتایا کہ 'اس تحقیق کے لیے زیادہ تر نمونے دریائے سندھ کے کنارے موجود علاقوں سے اکھٹے کیے گئے، جہاں آلودگی زیادہ ہے تاہم ان نتائج کا قیاس پاکستان کی کُل آبادی کے لیے کر دیا گیا'۔ریسرچ کے طریقہ کار کے حوالے سے بات کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ محققین نے جیوگرافکل سیمپلنگ کے لیے ملک کو '1 کلومیٹر بٹا ایک کلومیٹر' کے علاقے میں تقسیم کیا لیکن نقشے میں صرف اُن علاقوں کا انتخاب کیا گیا جو دریا کے کنارے موجود تھے۔خیر پور کے علاقے میں اپنی ٹیم کی جانب سے کی گئی ایک تحقیق کا حوالہ دیتے ہوئے پروفیسر فاطمی کا کہنا تھا کہ یہ ضلع دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے۔انہوں نے بتایا کہ 'ڈھائی ہزار نمونوں میں سے دریا کے قریبی علاقوں سے اکھٹا کیے گئے نمونے آلودہ پائے گئے جبکہ دیگر علاقوں سے لیے گئے صرف ایک یا دو نمونے ایسے تھے جو آلودہ تھے'۔ان کا کہنا تھا کہ 'زیرِ زمین پانی میں آرسینک کی جغرافیائی تقسیم خاصی دلچسپ ہے، ایک جغرافیائی علاقے میں آپ کو آلودہ کنوؤں کے نزدیک پانی کے صاف کنویں بھی مل جائیں گے، لہذا ایک دو نمونوں کی بنیاد پر ایک کلومیٹر بٹا ایک کلومیٹر علاقے کو آلودہ قرار دینا درست نہیں'۔پروفیسر فاطمی کے مطابق آرسینک کے انسانی صحت پر منفی اثرات کے حوالے سے آغا خان یونیورسٹی کی جانب سے صرف ایک تحقیق کی گئی ہے جس میں آرسینک سے جلد پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ لیا گیا۔ان کا کہنا تھا کہ 'صرف وہ پانی جس میں 100 پارٹس پر بلین (پی پی بی) سے زائد آرسینک کی مقدار موجود ہو اس سے متاثرہ افراد میں جلدی مسائل پائے گئے اور اس قدر آلودہ پانی سے بہت کم آبادی متاثر تھی'۔دوسری جانب پاکستان کونسل آف ریسرچ اِن واٹر ریسورسز کے ڈاکٹر غلام مرتضٰی کا کہنا تھا کہ وہ اس رپورٹ سے مکمل طور پر اتفاق نہیں کر سکتے کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ اس کے لیے نمونے کس طرح اکھٹا کیے گئے۔ان کا کہنا تھا کہ 'اس بات میں کوئی شک نہیں کہ پنجاب اور سندھ کے کئی علاقوں میں آرسینک سے آلودہ پانی موجود ہے لیکن اگر اس تحقیق میں صرف متاثرہ علاقوں پر توجہ مرکوز رکھی گئی تو قدرتی طور پر نتائج یہی ہوں گے'۔پنجاب میں آرسینک آلودگی پر بات کرتے ہوئے لاہور کونسل کے ایک اور رکن ضمیر احمد کا کہنا تھا کہ حکومت نے 'صاف پانی منصوبہ' شروع کر رکھا ہے جس کا مقصد اس مسئلے کا حل بھی ہے۔

سطح پر موجود پانی میں آرسینک؟

ڈاکٹر محمد عذیر خان اور ڈاکٹر فہیم صدیقی کا ماننا ہے کہ ملک کا سطح پر موجود پانی بھی پینے کے قابل نہیں۔اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کراچی یونیورسٹی کے ڈاکٹر عذیر خان نے اُس تحقیق کا حوالہ دیا جو ان کی ٹیم نے حال ہی میں کی تھی۔اس تحقیق کے مطابق گلگت بلتستان کے شمالی علاقوں سے لے کر زیریں سندھ کے علاقے سیسے اور آرسینک سے آلودہ ہیں۔یہ خبر 26 اگست 2017 کے ڈان اخبار میں شائع ہوئی۔

(بشکریہ ڈان)

تھرپارکر میں چکن گونیا سے 4 افراد جاں بحق

تھرپارکر سندھ کے ضلع تھرپارکر میں گزشتہ ایک ہفتے کے دوران چکن گونیا سے 4 افراد جاں بحق ہو گئے جبکہ سیکڑوں افراد کے متاثر ہونے کا خدشہ ظاہر کیا گیا ہے۔ڈسٹرکٹ ہیلتھ افسر (ڈی ایچ او) ڈاکٹر شفیق الرحمٰن میمن کے مطابق گزشتہ تین ہفتوں کے دوران ضلع میں 567 افراد میں چکن گونیا تشخیص ہوا ہے۔دوسری جانب مقامی باشندوں اور ڈاکٹروں کا دعویٰ ہے کہ تھرپارکر میں چکن گونیا وائرس سے 2 ہزار سے زائد افراد متاثر ہو گئے ہیں۔ہیلتھ اینڈ نیوٹریشن ڈیولپمنٹ سوسائٹی (ہینڈز) کے چیف ایگزیکٹیو نے وائرس کے پھیلاؤ پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ناقص علاج کو اموات کا باعث قرار دیا ہے۔چکن گونیا سے متاثرہ سیکڑوں مریض تعلقہ ہسپتال پہنچے جہاں صرف 20 بستروں پر مشتمل صرف تین وارڈ ہیں جس کے باعث انھیں عمرکوٹ اور مٹھی کے ہسپتالوں میں منتقل کیا جا رہا ہے۔ڈی ایچ او کی جانب سے جاری بیان کے مطابق سب سے زیادہ متاثر ہونے والے گاؤں میں رام سیگھانی، اوڑانی اور فنگر یو سمیت دیگر ہیں جہاں طبی امداد کے لیے کیمپ لگائے جا رہے ہیں۔ڈاکٹر شفیق الرحمٰن میمن کا دعویٰ ہے کہ وائرس کے مزید پھیلاؤ کو روکنے کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں جبکہ متاثرہ افراد اور ان کے اہل خانہ نے چھاچھرو اور ملحقہ قصبوں میں حکام کی جانب سے کسی قسم کی طبی سہولت فراہم کرنے کے دعوے کی نفی کی ہے۔ڈی ایچ او کا کہنا تھا کہ خطے میں بارش کی وجہ سے وائرس سے متاثرین میں اضافہ ہوا ہے تاہم صورت حال کنٹرول میں ہے۔ان کا کہنا تھا کہ سینٹر فار ڈیزیز کنٹرول کی مدد سے فیلڈ ایمرجنسی لیبارٹری ٹیسٹ پروگرام کے تحت میڈیکل ٹیسٹ کیے جا رہے ہیں اور ٹیسٹ کے لیے نمونے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ اسلام آباد کو بھجوائے جا رہے ہیں۔ہینڈز کے چیف ڈاکٹر شیخ نے حکام اور این جی اوز کو تھرپارکر میں چکن گونیا کے بڑھتے ہوئے خطرات کو قابو کرنے کے لیے مزید میڈیکل ٹیمیں بھیجنے پر زور دیا۔ان کا کہنا تھا کہ انھوں نے مقامی افراد میں وائرس کے مزید پھیلاؤ سے روکنے کے حوالے سے آگاہی کے لیے اپنے کارکنوں کو متحرک کر دیا ہے۔خیال رہے کہ تھرپارکر میں غذائی قلت کے باعث سیکڑوں بچوں کی اموات بھی ہوئی تھیں۔

(بشکریہ ڈان)

آئی جی سندھ سے لاپتہ افراد کا 2 سالہ ریکارڈ طلب

حیدرآباد سندھ ہائی کورٹ حیدرآباد سرکٹ کے ڈویژن بینچ نے انسپکٹر جنرل (آئی جی) پولیس سندھ کو گذشتہ 2 سال کے دوران لاپتہ ہونے والے افراد اور نامعلوم لاشوں کی تفصیلات مرتب کر کے رپورٹ جمع کرانے کی ہدایت دے دی۔ ڈان اخبار کی رپورٹ کے مطابق جسٹس صلاح الدین پنہوار اور جسٹس فہیم احمد صدیقی پر مشتمل بینچ نے ایک آئینی درخواست کی سماعت کے دوران یہ احکامات جاری کیے۔ یہ درخواست ایک ایسے شخص نے دائر کی تھی جس کے والد کو 16 جون 2014 کو پولیس اور سی آئی اے کی مشترکہ ٹیم نے مبینہ طور پر حراست میں لیا اور ساتھ لے گئی تھی۔ معاذ اللہ نامی شخص کے بیٹے حسن شاہ نے اس حوالے سے ایڈووکیٹ اسلم پرویز کے ذریعے آئینی درخواست جمع کرائی جس میں اپنے والد کی بازیابی کا مطالبہ کیا گیا۔ درخواست گزار حسن شاہ کے مطابق ہٹڑی پولیس اسٹیشن سے تعلق رکھنے والے سادہ لباس میں ملبوس اہلکاروں نے سی آئی اے حیدرآباد کے انچارج اسلم لانگھا کی نگرانی میں ان کے والد اور 5 دیگر افراد کو جون 2014 میں حراست میں لیا جن میں سے 3 افراد کو فوری طور پر رہا کر دیا گیا۔ تاہم ساتھ لے جائے گئے دیگر 2 افراد کو 45 دن بعد رہا کیا گیا تاہم ان کے والد اب تک واپس نہیں آئے۔ حسن شاہ کے مطابق پولیس نے ان کے والد کے بارے میں کوئی معلومات فراہم نہیں کی جبکہ رشتے داروں اور ان کی جانب سے دی جانے والی درخواستوں کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ والد کو جب لے جایا گیا اس وقت ان کے پاس موبائل فون موجود تھا تاہم بعد ازاں اس پر فون کرنے کی صورت میں کسی نامعلوم شخص نے کال وصول کی۔ واضح رہے پٹیشن کی گذشتہ سماعت میں عدالت نے تحقیقات کے لیے مشترکہ تحقیقاتی ٹیم (جے آئی ٹی) تشکیل دی تھی۔ پیر (21 اگست) کے روز جے آئی ٹی نے ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل اللہ بچایو سومرو کے ذریعے اپنی رپورٹ عدالت میں جمع کرائی تاہم عدالت نے اس پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے رپورٹ تیار کرنے والے ایس ایس پی حیدرآباد کو پیش ہونے اور لاپتہ شخص کی مکمل تفصیلات جمع کرانے کی ہدایت دی۔

جے آئی ٹی کی تحقیقات:

7 رکنی جے آئی ٹی نے اپنی رپورٹ میں اغواء برائے تاوان، ذاتی دشمنی کی وجہ سے رونما ہونے والے اغواء کے واقعات اور جبری گمشدگیوں کو شامل نہیں کیا۔ اس تحقیقاتی ٹیم کے تین اجلاس (پہلا 21 مارچ، دوسرا 18 مئی اور تیسرا 6 جون 2017) ہوئے جس میں اس نتیجے پر پہنچا گیا کہ لاپتہ شخص 'اپنی مرضی سے غائب ہوا' جبکہ اغوا اور جبری گمشدگی کا کوئی واضح اشارہ موجود نہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ یہ واضح نہیں ہو سکا کہ لاپتہ شخص کا کسی سیاسی، مذہبی یا لسانی تنظیم سے تعلق تھا۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا کہ درخواست گزار اور رشتے داروں نے کسی مخصوص شخص کے خلاف اغواء کے الزامات نہیں لگائے لہٰذا اس مقدمے کے مجرمان نامعلوم ہیں۔ رپورٹ کے مطابق مذکورہ شخص کی گمشدگی کو تین سال ہو چکے ہیں تاہم تاوان کے مطالبے کے لیے کوئی فون کال بھی موصول نہیں ہوئی اور نہ ہی معاذ اللہ کی گمشدگی کے پیچھے ذاتی دشمنی کی وجوہات سامنے آئیں۔ علاوہ ازیں جے آئی ٹی نے متعلقہ ایس ایچ او کو اخبار میں گمشدگی کا اشتہار دینے اور معاذ اللہ کی تلاش کے لیے الیکٹرانک میڈیا کا استعمال کرنے کی ہدایت بھی دیں۔ جے آئی ٹی کی مذکورہ رپورٹ پر عدالت کا کہنا تھا کہ تحقیقاتی ٹیم کے خیال کی بنیاد کوئی معقول وجہ ہونی چاہیے اور یہ کہنا کہ شخص اپنی مرضی سے لاپتہ ہوا بادی النظر میں درست نہیں۔

(بشکریہ ڈان)

خاتون کا قتل: 'لاپرواہی' کے باعث پولیس افسران کو جیل

جیکب آباد سندھ کے ضلع جیکب آباد میں پولیس کی مبینہ لاپرواہی کے باعث خاتون کے قتل کے کیس میں ڈی ایس پی، ایس ایچ او اور اے ایس آئی کو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے حکم پر جیل بھیج دیا گیا۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج جیکب آباد غلام مرتضیٰ میتلو نے گڑھی کھیرو کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس (ڈی ایس پی) عبدالمجید ابڑو، ایس ایچ او عبدالاحد سومرو اور اسسٹنٹ سب انسپکٹر (اے ایس آئی) اعجاز احمد جاکھرانی کو انیلہ ڈرپالی کے قتل کے کیس میں ان کی ضمانت کی درخواست مسترد ہونے کے بعد جیل بھیجا۔ انیلہ درپالی نے 2012 میں جیکب آباد سٹی پولیس سے رجوع کیا تھا اور ان سے تحفظ کی درخواست کی تھی کیونکہ 'کاروکاری' کے تحت مبینہ طور پر ان کی جان کو خطرہ تھا۔ پولیس افسران نے خاتون کو عدالت میں پیش کرنے یا شیلٹر ہاؤس لے جانے کے بجائے مقامی کانٹریکٹر عبدالرزاق جٹ کی نام نہاز گارنٹی پر انیلہ کو دوبارہ ان کے رشتہ داروں کے حوالے کر دیا۔ بعد ازاں یہ رپورٹس سامنے آئیں کہ انیلہ ڈرپالی کو مبینہ طور پر ان کے رشتہ داروں نے قتل کر دیا۔ تاہم ذرائع نے ڈان کو بتایا کہ پولیس انیلہ کی لاش یا انہیں زندہ برآمد کرنے میں ناکام رہی اور خاتون کے ساتھ کیا ہوا یہ اب تک ایک راز ہے۔ عبدالمجید ابڑو، عبدالاحد سومرو اور اعجاز احمد جاکھرانی کو فرائض سے لاپرواہی برتنے، ناقص کارکردگی اور کیس کو صحیح طریقے سے ہینڈل نہ کرنے پر ان کی ضمانت خارج ہونے کے بعد جیل بھیجا گیا۔ دوسری جانب مبینہ ضامن عبدالرزاق جٹ کا کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ اور بینک اکاؤنٹس پہلے ہی بلاک کیے جا چکے ہیں۔ قبل ازیں پولیس نے اس وقت کے آئی جی کی جانب سے معاملے کا نوٹس لینے پر پولیس اہلکاروں کے خلاف مقدمہ درج کیا تھا۔

(بشکریہ ڈان)

سنٹرل جیل پشاور میں قید سندھ کا رہائشی پراسرار طور پر جاں بحق

ڈیرہ اسماعیل خان 19 اگست کو سنٹرل جیل پشاور میں قید سندھ کا رہائشی پراسرار طور پر جاں بحق ہو گیا، پولیس نے پوسٹ مارٹم کے بعد نعش ورثاء کے حوالے کر دی، شرقی پولیس کی مطابق کچھ عرصہ قبل چمکنی پولیس نے عابد حسین رند ولد الطاف حسین رند کو 4 پی او کے تحت گرفتار کیا جو سنٹرل جیل میں قید تھا گزشتہ روز اس کی حالت غیر ہو گئی جب اسے ہسپتال منتقل کیا گیا تو وہاں جانبر نہ ہو سکا، پولیس کے مطابق پوسٹ مارٹم کے بعد نعش ورثاء کے حوالے کر دی گئی ہے جبکہ مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی گئی ہے۔

(روزنامہ آج)

خودکشی کے واقعات

مختلف ات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق 21 جولائی سے 20 اگست تک کے دوران ملک بھر میں 279 افراد نے خودکشی کی۔ خودکشی کرنے والوں میں 111 خواتین شامل تھیں۔ اسی عرصہ کے دوران 190 افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنھیں بروقت طبی امداد دے کر بچا لیا گیا۔ اقدام خودکشی کرنے والوں میں 86 خواتین شامل ہیں۔ اعداد و شمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں 174 افراد نے گھریلو جھگڑوں و مسائل سے تنگ آ کر اور 20 نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہو کر خودکشی کی۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
21جولائی	حفیظاں	خاتون	۔	۔	۔	زہرخورانی	مناواں	درج	جنگ
21جولائی	شاہدہ	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	زہرخورانی	قصور	۔	نئی بات
21جولائی	منصب بی بی	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ٹبہ سلطان	۔	جنگ
21جولائی	عبدالحکیم	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	53/SP، عارف والا	۔	جنگ
22جولائی	نذیر مسیح	مرد	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چونیاں	۔	دنیا
22جولائی	فرزانہ بی بی	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جڑانوالہ	درج	دنیا
22جولائی	امان اللہ	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	چک 21651 گ ب	۔	دنیا
22جولائی	عصمت	خاتون	22برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جاہ ٹبیاں والا چنیوٹ	۔	دنیا
22جولائی	حمیرا	خاتون	14برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	آدم واہ، بہاولپور	۔	دی نیوز
23جولائی	ناصر شبر خان	مرد	26برس	۔	گھریلو جھگڑا	گلا کاٹ کر	بلاک ایس نارتھ ناظم آباد	۔	دی نیوز
23جولائی	۔	مرد	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	ادھتلہ متبلہ حجرہ شاہ مقیم	۔	نئی بات
23جولائی	نصر	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	وی آئی پی ٹاؤن، سرگودھا	۔	نئی بات
23جولائی	اطہر فاروق	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	طاہر کالونی شاہوکا بوریوالا	۔	نئی بات
23جولائی	عثمان	مرد	20برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع جندران، جوہر آباد	۔	دنیا
23جولائی	شہریار مسرت بانو	خاتون	۔	۔	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	وریال، چٹھہ	۔	دنیا
23جولائی	محمد علی	مرد	۔	۔	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	اقبال نگر فیصل آباد، چنیوٹ	۔	دنیا
23جولائی	عمر	مرد	25برس	شادی شدہ	محبت میں ناکامی	زہرخورانی	ڈسکہ	۔	جنگ
23جولائی	شیماں بی بی	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کود کر	راجووال	۔	جنگ
24جولائی	سلیم مختار	مرد	20برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	شادباغ، لاہور	۔	جنگ
24جولائی	طارق	مرد	۔	۔	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	۔	چوہنگ، لاہور	۔	نئی بات
24جولائی	محمد انور	مرد	۔	۔	۔	پھندا لے کر	بیدیاں، لاہور	۔	نئی بات
24جولائی	نمرہ	خاتون	32برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	فیصل آباد	۔	نئی بات
24جولائی	یاسمین	خاتون	26برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 204 ج ب، فیصل آباد	۔	نئی بات
24جولائی	زاہدہ بی بی	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	زہرخورانی	665/6 گ ب	۔	نئی بات
24جولائی	۔	مرد	۔	۔	۔	ٹرین تلے آ کر	یوسف والا، ساہیوال	۔	نئی بات
24جولائی	شیراز	مرد	18برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رسالیوالہ روڈ، ستارہ کالونی، فیصل آباد	۔	نئی بات
24جولائی	۔	مرد	۔	۔	زبردستی شادی کروانے پر	زہرخورانی	چک 45، فیصل آباد	۔	دی نیوز
24جولائی	عرفان	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لکی نوشورکوٹ	۔	جنگ
24جولائی	عائشہ بی بی	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	تیز دھار آلے سے	شیراکوٹ	۔	جنگ
24جولائی	۔	مرد	۔	۔	۔	ٹرین کے آگے کود کر	قادرآباد، لاہور	۔	جنگ
24جولائی	۔	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جہاز گراؤنڈ، لاہور	۔	جنگ
24جولائی	۔	مرد	۔	۔	بہن کے گھر چھوڑ جانے پر	ٹرین کے آگے آ کر	جڑانوالہ	۔	دنیا

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
25جولائی	نمرہ	خاتون	15برس	ـ	ـ	زہرخورانی	خان بیلہ،رحیم یار خان	ـ	دنیا
25جولائی	زوجہ عزیز	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بستی لال والا کروڑ	ـ	دنیا
25جولائی	لیاقت علی	مرد	ـ	ـ	ـ	پھندا ڈال کر	رنگلہ دھیر کوٹ	ـ	دنیا
25جولائی	صبیحہ	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	روڑیا چار باغ،سوات	ـ	آج
26جولائی	عماد احمد	مر	25برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جناح ٹاؤن،صادق آباد	ـ	خبریں ملتان
26جولائی	سہیل	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	ـ	میاں چنوں	ـ	خبریں ملتان
26جولائی	پریم بھیل	بچہ	14برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	گوٹھ حاجی موریو خان ضلع میرپور خاص	ـ ـ	کاوش
26جولائی	علی اسلم	مرد	ـ	ـ	میٹرک میں کم نمبر آنے پر	پھندا لگا کر	ہاؤسنگ کالونی،ننکانہ صاحب	ـ	جنگ
26جولائی	میاں افتخار	مرد	ـ	ـ	ذہنی پریشانی	خود کو گولی مار کر	فیض آباد،بصیر پور	ـ	جنگ
26جولائی	نتاشا	خاتون	16برس	غیر شادی شدہ	میٹرک میں فیل ہونے پر	زہرخورانی	تتلے عالی گورائیہ،گوجرانوالہ	ـ	دنیا
26جولائی	محمد یوسف	مرد	18برس	ـ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	غلہ منڈی،ساہیوال	ـ	دنیا
26جولائی	عرفان	مرد	18برس	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	ڈیری،مریدکے	ـ	نئی بات
26جولائی	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلّہ کھوکھر آباد،منڈی بہاؤالدین	ـ	جنگ
26جولائی	کیلاش میگھواڑ	مرد	ـ ـ	شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا لگا کر	گوٹھ آمریو ضلع مٹھی	ـ ـ	کاوش
26جولائی	خیر محمد منگریو	مرد	28برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ صالح منگریو۔ہالا ضلع مٹیاری	ـ ـ	کاوش
27جولائی	عماد احمد	مرد	25برس	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	جناح ٹاؤن،صادق آباد	ـ	خبریں ملتان
27جولائی	عمیر ظفر	مرد	20برس	غیر شادی شدہ	فاترالعقل	زہرخورانی	دستگیر کالونی،رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
27جولائی	اظہر علی	مرد	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ساہوکا،رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
27جولائی	حسینہ مائی	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بیٹ،شجاع آباد	ـ	خبریں ملتان
27جولائی	علی رضا	مرد	25برس	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	نشتر کالونی،لاہور	ـ	جنگ
27جولائی	شیداں بی بی	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	علیکے روہیلا،بصیر پور	ـ	جنگ
27جولائی	اعجاز احمد	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کھڈیاں،قصور	ـ	جنگ
27جولائی	جیناں کولہی	خاتون	ـ ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	چک نمبر 23 ضلع سانگھڑ	ـ ـ	کاوش
28جولائی	عدیل شہزاد	مرد	18برس	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	کینال کالونی،لیہ	ـ	خبریں ملتان
28جولائی	انیلا بی بی	خاتون	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ظاہر پیر،رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
28جولائی	مصطفیٰ	مرد	20برس	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	صادق آباد	ـ	خبریں ملتان
28جولائی	زوجہ اسماعیل	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	پھندا ڈال کر	بستی بزدار والا،قصبہ کالا	ـ	خبریں ملتان
28جولائی	غلام یاسین	مرد	ـ	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کود کر	کوٹ سماںہ،لاری اڈہ	ـ	خبریں ملتان
28جولائی	محمد قیصر	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ	ـ	جنگ
28جولائی	ـ	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ	ـ	جنگ
28جولائی	انعام حسین چانڈیو	مرد	30برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	ضلع قمبر شہداد کوٹ	ـ ـ	کاوش
29جولائی	شریفاں بی بی	خاتون	27برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	بہادر پور،رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
29جولائی	رضیہ بی بی	خاتون	40برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فتح پور	ـ	جنگ ملتان
29جوائی	عالم کولہی	مرد	30برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	دیھ 194۔ٹنڈو جان محمد ضلع میرپور خاص	ـ ـ	کاوش
29جوائی	ناہید	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	چھانگا مانگا	ـ	جنگ
29جوائی	محمد عمران	مرد	ـ	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	تاندلیانوالہ چک 407	ـ	ایکسپریس ٹریبون

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
29جولائی	غلام یاسین	مرد	ـ	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کود کر	74فور آر کے بہاولنگر	ـ	خبریں
29جولائی	آسیہ	خاتون	40برس	ـ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	خود کو آگ لگا کر	چک65، جڑانوالہ	ـ	ایکسپریس ٹریبون
30جولائی	اسلم لغاری	مرد	28برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	لغاری محلّہ ضلع سکھر	ـــ	کاوش
30جولائی	انور	مرد	ـ	شادی شدہ	بیٹی سے جنسی زیادتی کا الزام	خود کو گولی مار کر	اوکاڑہ کینٹ	ـ	جنگ
30جولائی	شفقت	مرد	18برس	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	بورالہ چک182، شاہ کوٹ	ـ	جنگ
30جولائی	عامر	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	مسلم گنج، فاروق آباد	ـ	جنگ
30جولائی	ارشاد بی بی	خاتون	27برس	ـ	گھریلو مسائل	زہر خورانی	لاہور	ـ	دی نیوز
30جولائی	انور	مرد	45برس	ـ	گھریلو مسائل	پھندا ڈال کر	فیصل آباد	ـ	نوائے وقت
30جولائی	شفقت	مرد	18برس	ـ	گھریلو مسائل	خود کو گولی مار کر	شاہکوٹ، چک بورالہ	ـ	نوائے وقت
30جولائی	ساجد	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	برقمبر خیل باڑہ، خیبر ایجنسی	درج	آج
31جولائی	عرفان	مرد	22برس	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	چک جھمرہ، فیصل آباد	ـ	خبریں
31جولائی	مبشر جاوید	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	واپڈا کالونی، ریلوے سٹیشن، ساہیوال	ـ	خبریں
31جولائی	درموں کولہی	مرد	35برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	گوٹھ چنیسر جانگ۔ کڑیو گھنور ضلع بدین	ـــ	کاوش
31جوائی	حاجراں	خاتون	ـــ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	دیہہ 264۔ ٹنڈو جان محمد ضلع میر پور خاص	ـــ	کاوش
31جولائی	علی رضا	مرد	ـــ	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھندا لگا کر	روشن پیراڈائیز۔ ہالا ضلع مٹیاری	ـــ	کاوش
31جولائی	حاجراں کھوسو	خاتون	40برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	مانجھند ضلع جامشورو	ـــ	عوامی آواز
31جولائی	مسمات "پ"	خاتون	ـــ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خانپور ضلع سکھر	ـــ	کاوش
31جولائی	محمود احمد	مرد	33برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ساہیوال، یوسف والا	ـ	خبریں
31جولائی	فاطمہ	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	296، ایچ آر فورٹ عباس	ـ	ایکسپریس
31جولائی	عثمان	مرد	23برس	ـ	منگنی ٹوٹنے پر دلبرداشتہ	زہر خورانی	قلعہ کالروالا، ساہیوال	ـ	دنیا
31جولائی	محمد وقاص	مرد	27برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خواجہ اجمیر نگری نارتھ کراچی سیکٹر	ـ	دنیا
31جولائی	عمران	مرد	20برس	ـ	گھریلو پریشانی	ـ	کچی آباد اجمیر نگری	ـ	دنیا
31جولائی	ظفر خان	مرد	17برس	غیر شادی شدہ	ـ	زہر خورانی	تحصیل کبل، سوات	ـ	آج
یکم اگست	فرح	بچی	13برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک77/EB عارف والا	ـ	ایکسپریس
یکم اگست	ثانیہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	پھندا ڈال کر	فیصل آباد	ـ	ڈان
یکم اگست	جڑیل چانڈیو	مرد	18برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ ڈرپ کیٹی۔ فرید آباد ضلع دادو	ـــ	کاوش
یکم اگست	صابی بی	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	کامونکی موڑ، ایمن آباد	ـ	جنگ
یکم اگست	ماریہ بی بی	خاتون	16برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خانقاہ ڈوگراں	ـ	جنگ
یکم اگست	میاں عرفان	مرد	ـ	ـ	قتل پکڑا گیا	پھندا لے کر	فیصل آباد	ـ	جنگ
یکم اگست	نفیس	مرد	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	ظفر وال	ـ	جنگ
یکم اگست	صادق	مرد	35برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	L12/42، چیچہ وطنی	ـ	جنگ
یکم اگست	ساگر مسیح	مرد	20برس	شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا لے کر	چک60 ج ب عیسیٰ نگری	ـ	جنگ
یکم اگست	تھلان بھیل	خاتون	30برس	شادی شدہ	ذہنی معذوری	کنویں میں کود کر	گوٹھ رانی۔ کنری ضلع عمرکوٹ	ـــ	کاوش
یکم اگست	ز	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	خود کو گولی مار کر	بکری باانڈہ، مردان	درج	آج
2اگست	ثانیہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	زہر خورانی	چک17/70، ننکانہ صاحب	ـ	خبریں
2اگست	جمیل	مرد	25برس	ـ	گھریلو مسائل	خود کو گولی مار کر	تلّے عالی محلّہ فیض الاسلام، ننکانہ صاحب	ـ	نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
2اگست	محمد جلال	مرد	ـ	شادی شدہ	گھریلو مسائل	زہرخورانی	31/EB، عارف والا	ـ	نوائے وقت
2اگست	عائشہ	خاتون	26برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	ـ	جنگ
2اگست	پپو	مرد	18برس	ـ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	ـ	ـ	جنگ
2اگست	مسمات رشیداں ملاح	خاتون	ـ ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ دانھ ملاح۔ چونڈکو ضلع سکھر	ـ ـ	کاوش
2اگست	عبدالمجید جتوئی	مرد	20برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	گوٹھ محمد عالم جتوئی۔ خانپور ضلع شکارپور	ـ ـ	کاوش
2اگست	اسحاق شر	مرد	50برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	گوٹھ حاجی عمرالدین ۔اکڑ ضلع	ـ ـ	عوامی آواز
2اگست	شازیہ بی بی	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	حاصل پو	ـ	شیخ مقبول
2اگست	ظہور	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	راجہ رام	ـ	خبریں ملتان
2اگست	نعیم شاہ	مرد	17برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خوکو گولی مارکر	ناگمان داؤدزئی، پشاور	درج	آج
3اگست	محمد جلال	مرد	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	37/EB احمد یار، فیصل آباد	ـ	نئی بات
3اگست	ف	خاتون	ـ	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	عبداللہ پور، لودھراں	ـ	خبریں ملتان
3اگست	صغراں	خاتون	ـ	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چک 6، اڈا ذخیرہ	ـ	خبریں ملتان
3اگست	عائشہ مائی	خاتون	ـ	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	بستی مٹھو، شجاع آباد	ـ	خبریں ملتان
3اگست	مدثر	مرد	22برس	غیر شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	نیازی کالونی، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
3اگست	ابرار	مرد	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	کوٹ خواجہ سعید شادباغ	ـ	نئی بات
3اگست	رابعہ	خاتون	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کورنگی انڈسٹریل، ایریا کراچی	ـ	دی نیوز
3اگست	طوبی	خاتون	20برس	شادی شدہ	شوہر سے علیحدگی پر دلبرداشتہ	پھندا لے کر	لیاقت آباد، کراچی	ـ	دی نیوز
3اگست	پھنبھو کولہی	مرد	45برس	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا لگا کر	گوٹھ جان محمد تالپر ضلع ٹنڈوالہیار	ـ ـ	کاوش
3اگست	شعیب علی کلیری	مرد	18برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	گوٹھ محمد بخش کلیری۔ ٹنڈوجام ضلع حیدرآباد	ـ ـ	کاوش
3اگست	عرفانہ شاہین	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ذہنی معذوری	دریا میں کود کر	گاؤں اطول موڑکہو، چترال	درج	ایکسپریس
3اگست	صاحب نور	مرد	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	سوکڑی جبار، بنوں	درج	آج
4اگست	شمیم بی بی	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع ترنڈہ پنوں خالد، رحیم یارخان	ـ	نوائے وقت
4اگست	محمد ارشد	مرد	22برس	ـ	ـ	پھندا لے کر	بستی بھٹیاں، رحیم یارخان	ـ	نوائے وقت
4اگست	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	دریا میں کود کر	چترال	ـ	دنیا
4اگست	الوینہ	خاتون	14برس	ـ	ـ	خودکو گولی مارکر	ـ	ـ	دنیا
4اگست	محمد اکرم	مرد	ـ	ـ	گھریلو مسائل	زہرخورانی	صادق آباد	ـ	دنیا
4اگست	توفیق	مرد	ـ	ـ	ـ	خودکو گولی مارکر	نعمت آباد، فیصل آباد	ـ	دنیا
4اگست	شمعون	مرد	20برس	ـ	گھریلو مسائل	زہرخورانی	جڑانوالہ	ـ	دنیا
4اگست	راشد	مرد	35برس	غیر شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	کوٹ سمابہ، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
4اگست	یاسر	مرد	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	ڈیرہ بکھا، بہاولپور	ـ	خواجہ اسداللہ
4اگست	زوجہ قربان علی	مرد	خاتون	غیر شادی شدہ	ـ	خودکو گولی مارکر	تورکہو، وانچ، چترال	درج	آج
5اگست	گلناز	خاتون	ـ	شادی شدہ	معذوری سے دلبرداشتہ	ـ	ـ	ـ	دنیا
4اگست	الوینہ سید	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	خودکو گولی مارکر	تورکہو، وانچ، چترال	درج	آج
5اگست	بلال	مرد	30برس	ـ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خودکو گولی مارکر	سبزہ زار، لاہور	ـ	دنیا
5اگست	کوثر بی بی	خاتون	31برس	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	ـ	فیکٹری ایریا، لاہور	ـ	دنیا
5اگست	صفیہ بی بی	ـ	ـ	ـ	ـ	نہر میں چھلانگ لگا کر	کمہاری والا، پاکپتن	ـ	نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
5اگست	اصغر	مرد	18برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ننکانہ صاحب	ـ	نوائے وقت
5اگست	عرفان	مرد	ـ	ـ	ـ	پھندا ڈال کر	کمالیہ	ـ	نوائے وقت
5اگست	ارسلان	مرد	16برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سکنہ بھروکی، ورکاں سادھوکے	ـ	نوائے وقت
5اگست	سرفراز مرد	مرد	25برس	ـ	ذہنی معذوری سے دلبرداشتہ	سیم نالہ میں ڈوب کر	چنیوٹ	ـ	نوائے وقت
5اگست	حنیف	مرد	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خیر پور، ٹامیوالی	ـ	شیخ مقبول حسین
5اگست	غلام حسین	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	ملتان	ـ	خبریں ملتان
6اگست	زاہد پرویز	مرد	ـ	ـ	بھائی کی موت کا صدمہ	خود کو گولی مار کر	گوالمنڈی، لاہور	ـ	نئی بات
6اگست	ـ	خاتون	17برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خانقاہ ڈوگراں	ـ	نئی بات
6اگست	شاہ زیب	مرد	20برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ننکانہ	ـ	ایکسپریس
6اگست	اجمل	مرد	25برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	بستی ملوک	ـ	جنگ
6اگست	سونیا	خاتون	20برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فتح پور کمال	ـ	جنگ
7اگست	مشل خان	مرد	16برس	ـ	ـ	خود کو گولی مار کر	ڈاگئی کس کورنوہ، مردان	درج	آج
7اگست	ارم	خاتون	17برس	شادی شدہ	ـ	زہر خورانی	کانڈیوال، لالیاں	ـ	جنگ
7اگست	ارشاد احمد	مرد	60برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	جہاز گراؤنڈ کالونی، ساہیوال	ـ	دنیا
7اگست	عائشہ بی بی	خاتون	31برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	صادق آباد	ـ	دنیا
7اگست	عمران	مرد	45برس	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	نارتھ ناظم آباد، کراچی	ـ	دنیا
7اگست	محمد سلیم	مرد	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خو کو آگ لگا کر	وچھیانوالہ، چک 64، پندرہ ایل کے	ـ	جنگ
7اگست	نواز	مرد	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو جلا کر	وچھیانوالہ	ـ	خبریں ملتان
7اگست	نسرین بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	شجاع آباد	ـ	خبریں ملتان
8اگست	م	خاتون	25برس	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو آگ لگا کر	چک 66 ج ب، دھاندرہ	ـ	جنگ
8اگست	بشریٰ	خاتون	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 45، مریدکے	ـ	جنگ
8اگست	ثمینہ	خاتون	18برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موضع ستار، جوہر آباد	ـ	جنگ
8اگست	یاسمین	خاتون	20برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	موضع رنگپور، بھکھور	ـ	جنگ
8اگست	حافظ شاہد	مرد	ـ	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	مرزا اورکاں، شیخوپورہ	ـ	جنگ
8اگست	غلام مصطفیٰ	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 59 ایس پی، پاکپتن	ـ	دی نیوز
8اگست	نازیہ	خاتون	15برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	زاہد ٹاؤن ضلع سانگھڑ	ـ ـ	کاوش
8اگست	شائستہ انصاری	خاتون	ـ ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گوٹھ جعفر انصاری ضلع گھوٹکی	درج	کاوش
8اگست	محمد زاہد	مرد	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	ننکانہ صاحب	درج	نوائے وقت
8اگست	نورینہ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	زہر خورانی	جنی خیل، بنو	درج	آج
9اگست	شعبان	مرد	35برس	ـ	غربت سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	کاہنہ، لاہو	ـ	نوائے وقت
9اگست	فضیلت کوثر	خاتون	22برس	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	سمبڑیال	ـ	نوائے وقت
9اگست	عدیل	مرد	16برس	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	ڈی بلاک، گرین ٹاؤن، لاہو	ـ	نئی بات
9اگست	تسلیم بی بی	خاتون	18برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	پکا لاڑاں، رحیم یار خان	ـ	جنگ
9اگست	نصیر شاہ	مرد	40برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	شیخ واہسن، رحیم یار خان	ـ	جنگ
9اگست	یاسمین بی بی	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	59فتح	ـ	جنگ
9اگست	نازہ بی بی	خاتون	ـ	ـ		ـ	رحیم یار خان	ـ	جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
9اگست	رانی مائی	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یار خان	ـ	جنگ
9اگست	شہناز مائی	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یار خان	ـ	جنگ
9اگست	جمیل احمد	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یار خان	ـ	جنگ
9اگست	سہیل احمد	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یار خان	ـ	جنگ
9اگست	طاہر	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یار خان	ـ	جنگ
9اگست	منور علی	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یار خان	ـ	جنگ
9اگست	ابوذر	مرد	10برس	غیر شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	ارسلا محن خیل، بنوں	درج	آج
9اگست	نورخان	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	دریاب کورونہ شبقدر، چارسدہ	درج	آج
9اگست	عبدالسعید	مرد	85برس	شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	خودکو گولی مارکر	دین پور، ڈی آئی خان	درج	آج
10اگست	کرن فاطمہ	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اٹاوہ، گوجرانوالہ	ـ	دنیا
10اگست	مریم بی بی	خاتون	60برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سادو گورائیہ، نوشہرہ ورکاں	ـ	دنیا
10اگست	ذوالفقار	مرد	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	ٹرین کے نیچے آکر	مانگا منڈی	ـ	دنیا
10اگست	عبدالحفیظ	مرد	55برس	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	کوٹ عثمان	ـ	دنیا
10اگست	عرفان	مرد	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	کراچی	ـ	دنیا
10اگست	ـ	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	دفتوہ، قصور	ـ	دنیا
10اگست	ارشاد بی بی	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہیوال	ـ	دنیا
10اگست	منور علی	مرد	30برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شیرگڑھ	ـ	ایکسپریس
10اگست	صغریٰ بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	دنیاپور	ـ	خبریں ملتان
11اگست	افتخار یوسف	مرد	ـ	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	شمس پورہ، میاں چنوں	ـ	خبریں ملتان
11اگست	نادیہ	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شیرگڑھ	ـ	ایکسپریس
11اگست	محمد جاوید	مرد	ـ	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ڈسکہ	ـ	دنیا
11اگست	کنیز بی بی	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	42ڈی، دیپالپور	ـ	ایکسپریس
11اگست	منیر	مرد	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبراشتہ	زہرخورانی	کسوال	ـ	ایکسپریس
11اگست	محمد کاشرف	مرد	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	اتحاد پارک، ٹوبہ ٹیک سنگھ	ـ	نوائے وقت
11اگست	انشاءاللہ	مرد	ـ	ـ	ـ	خودکو گولی مارکر	پولیس ٹریننگ کالج، ہنگھر	ـ	نوائے وقت
11اگست	تبسم منصور	مرد	ـ	شادی شدہ	گھریلو مسائل	پھندا لے کر	نبی محلّہ، ٹیکسلا	ـ	ڈان
11اگست	سجاول متیلا	مرد	16برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑ	زہرخورانی	آلودے والی، مانک پور	ـ	خبریں ملتان
11اگست	محمد صفدر	مرد	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	دریا میں کود کر	گلی کپاس والی، ڈی آئی خان	درج	ایکسپریس
12اگست	خالدہ	خاتون	24برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	مٹہ مغل خیل، شبقدر، چارسدہ	درج	آج
12اگست	حزب اللہ ابڑو	مرد	ـــ	غیر شادی شدہ	ـ	خودکو گولی مارکر	مسن محلّہ ضلع لاڑکانہ	درج	کاوش
12اگست	راحیلہ ملاح	خاتون	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	گوٹھ میر محمد سہتو۔ بھان سعید آباد ضلع دادو	ـــ	کاوش
12اگست	الطاف	مرد	22برس	ـ	گھریلو جھگڑا	خودکو جلاکر	شاہدہ ٹاؤن، لاہور	ـ	دی نیوز
12اگست	جویریا	خاتون	17برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کاہنہ، لاہو	ـ	دی نیوز
12اگست	ذوالفقار علی	مرد	ـ	ـ	گھریلو مسائل	زہرخورانی	مانگا منڈی، لاہور	ـ	دی نیوز
12اگست	زرینہ	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	حبیب ٹاؤن، ساہیوال	ـ	دی نیوز
12اگست	آسیہ بی بی	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 1789 جی بی۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ	ـ	دی نیوز

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
12اگست	زوہیب ناصر	مرد	22برس	۔	۔	خودکوگولی مارکر	موضع چاندو، نارووال	۔	جنگ
12اگست	وحید مطلوب	مرد	35برس	۔	۔	پھندالےکر	کھوکھا، دینہ	۔	جنگ
12اگست	فائقہ	خاتون	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	عرفات کالونی، گوجرانوالہ	۔	جنگ
13اگست	صادق	مرد	50برس	۔	۔	۔	مانگامنڈی، لاہور	۔	جنگ
13اگست	چگی کولہی	خاتون	20برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہرمیں کودکر	فارسی فارم۔اڈیرولعل ضلع مٹیاری	۔۔	کاوش
13اگست	محمد خان بھٹی	مرد	۔۔	۔	گھریلو جھگڑا	پھندالگاکر	گوٹھ حیدرشاہ ابڑو۔ٹنڈوجام ضلع حیدرآباد	۔۔	کاوش
13اگست	ساجدہ	خاتون	16برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ کھڑک سنگھ پھولنگر	۔	ایکسپریس
13اگست	ضیاءالحق	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	152ٹوایل، ہارون آباد	۔	ایکسپریس
13اگست	انتظارعلی اوڈھو	مرد	42برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شکارپور	۔	دی نیوز
13اگست	شاہد	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں کھاورشجاع آباد	۔	دنیا
13اگست	محمد احمد	مرد	25برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گھنٹہ گھرچوک، ملتان	۔	دنیا
13اگست	فرزانہ	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع جھلکی، ڈسکہ	۔	جنگ
13اگست	س	خاتون	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ کھڑاک سنگھ، پھولنگر	۔	جنگ
13اگست	س	خاتون	19برس	۔	۔	زہرخورانی	گاؤں بھکوکی جلالپور جٹاں	۔	جنگ
13اگست	جہانگیر	مرد	27برس	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خودکوجلاکر	راجن پورکلاں، رحیم یارخان	درج	جنگ ملتان
14اگست	پٹھانی	خاتون	65برس	شادی شدہ	۔	۔	بوسی نصیرالدین واہن	۔	جنگ ملتان
14اگست	ساجد	مرد	۔	۔	۔	۔	چوک مکول	۔	جنگ ملتان
14اگست	عاقب	مرد	15برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رشید کالونی، گوجرانوالہ	۔	جنگ
14اگست	عثمان	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رائیونڈ، لاہور	۔	جنگ
15اگست	ہرگن میگھواڑ	مرد	50برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالگاکر	ڈیپلوضلع تھرپارکر	۔۔	کاوش
15اگست	۔	مرد	21برس	۔	زہرخورانی	۔	عیسیٰ خیل	۔	جنگ
15اگست	محسن	مرد	25برس	۔	۔	پھنداڈال کر	گوگیرہ، اوکاڑہ	۔	جنگ
15اگست	شہریار	مرد	18برس	۔	۔	خودکوگولی مارکر	دیپالپور	۔	جنگ
16اگست	سجاد	مرد	30برس	۔	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	ٹرین کے نیچے آکر	فیصل آباد، گڑھ مہاراجہ	۔	جنگ
16اگست	فیاض	مرد	20برس	۔	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	غوثیہ کالونی، مریدکے	۔	جنگ
16اگست	رب نواز	مرد	۔	۔	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	فیصل آباد	۔	ایکسپریس ٹریبون
16اگست	نسرین بی بی	خاتون	۔	۔	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	فیصل آباد	۔	ایکسپریس ٹریبون
16اگست	وسیم	مرد	30برس	۔	۔	چھریاں مارکر	سانده لاہور	۔	ایکسپریس
16اگست	اقبال حسین	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مظفرگڑھ	۔	خبریں ملتان
16اگست	عبدالقدیر	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	۔	۔	خبریں ملتان
16اگست	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	زہرخورانی	۔	۔	خبریں ملتان
16اگست	ارشد	مرد	۔	۔	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھنداڈال کر	چک درباری، بہاولنگر	۔	جنگ
16اگست	نادیہ	خاتون	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بلال اڈہ، قصور	۔	جنگ
16اگست	سجاد	مرد	30برس	۔	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	ٹرین کے نیچے آکر	گوجرہ	۔	جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
16اگست	فیاض	مرد	20برس	۔	۔	زہرخورانی	فیروزوالا	۔	جنگ
16اگست	امتیاز	مرد	20برس	۔	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	غوثیہ کالونی،مریدکے	۔	جنگ
16اگست	اقبال جھیل	مرد	۔	۔	۔	زہرخورانی	۔	۔	جنگ
16اگست	زوجہ عرفان	خاتون	۔	۔	۔	زہرخورانی	مظفرگڑھ	۔	خبریں ملتان
16اگست	زوجہ اقبال	خاتون	۔	۔	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	کہروڑپکا	۔	خبریں ملتان
17اگست	عطاءاللہ	مرد	۔	شادی شدہ	۔	خودکوگولی مارکر	شاہ پورچمکنی،پشاور	درج	آج
17اگست	نسرین مائی	خاتون	۔	۔	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	بلبل چوک،شجاع آباد	۔	خبریں ملتان
17اگست	آسیہ بی بی	خاتون	۔	۔	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	موضع فوجہ راجہ رام	۔	خبریں ملتان
17اگست	صائمہ	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	دھنوٹ	۔	خبریں ملتان
17اگست	سلمٰی بی بی	خاتون	24برس	شادی شدہ	۔	زہرخورانی	خان پورقاضیا،راجہ رام	۔	خبریں ملتان
17اگست	علی خان سومرو	مرد	25برس	۔	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	ضلع کشمور	۔۔	کاوش
17اگست	شاہنواز	مرد	۔	۔	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھندہ ڈال کر	باغبانپورہ،لاہور	۔	جنگ
17اگست	سلمٰی بی بی	خاتون	۔	۔	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	۔	جنگ
17اگست	ب	خاتون	۔	۔	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ	۔	نئی بات
18اگست	ناصرحسین	مرد	22برس	۔	۔	نہرمیں کودکر	تنگوانی ضلع کندھ کوٹ	۔۔	کاوش
18اگست	۔	مرد	۔	۔	گھریلوجھگڑا	پھنداڈال کر	353ج ب،مہدی آباد،گوجرہ	۔	جنگ
18اگست	ثروت	خاتون	18برس	۔	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	چک125رب فیصل آباد	۔	جنگ
18اگست	اقبال بی بی	خاتون	۔	۔	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	بھوانہ	۔	جنگ
18اگست	ثناء	خاتون	20برس	۔	۔	۔	نیومظفرآباد،کالونی لانڈھی	۔	نوائے وقت
18اگست	اعظم	مرد	25برس	غیرشادی شدہ	محبت میں ناکامی	زہرخورانی	نبی پور،سرگودھا	۔	نوائے وقت
18اگست	نجمہ بی بی	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	پھندالےکر	46فتح،چشتیاں	۔	نوائے وقت
18اگست	مشتاق احمد	مرد	28برس	۔	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	چک53جی ڈی	۔	نوائے وقت
18اگست	توفیق	مرد	۔	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	پھندالےکر	چک353ج ب،مہدی آباد،گوجرہ	۔	نوائے وقت
18اگست	زرینہ بی بی	خاتون	۔	۔	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	خان پورقاضیاں،راجہ رام	۔	خبریں ملتان
18اگست	عادل خان	مرد	17برس	غیرشادی شدہ	۔	زہرخورانی	گڑھی عثمانی خیل،درگئی،مالاکنڈ	درج	آج
19اگست	غلام علی گبول	بچہ	15برس	۔	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ گڑھی چاکر۔میرپورماتھیلوضلع گھوٹکی	۔۔	کاوش
19اگست	ریحانہ بی بی	خاتون	۔	۔	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	سیدپورکھڈیاں	۔	دنیا
19اگست	شاہد	مرد	18برس	۔	۔	زہرخورانی	موضع ٹترول	۔	دنیا
19اگست	فردوس مائی	خاتون	۔	۔	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	بستی مٹھویوسی،شجاع آباد	۔	خبریں ملتان
20اگست	محمدعاصم	مرد	22برس	۔	۔	۔	چک115رب،یزمان	۔	دی نیوز
20اگست	آسیہ بی بی	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	پھنداڈال کر	بلال کوٹ،بہاولپور	۔	دی نیوز
20اگست	محمدمنشاء	مرد	۔	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	گاؤں خرم چو،ہیڑہ پنڈی بھٹیاں	۔	نئی بات
20اگست	سندری مائی	خاتون	40برس	۔	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	صادق آباد	۔	روزنامہ جنگ

اقدام خودکشی:

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
21 جولائی	محمد علی	مرد	25 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	اقبال نگر فیصل آباد روڈ چنیوٹ	ـ	نئی بات
21 جولائی	ثمینہ مائی	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	مبارک پور	ـ	دنیا
21 جولائی	صباء	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	پیروال	ـ	دنیا
22 جولائی	محمد سلیمان	مرد	20 برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	قلعہ دیدار سنگھ	ـ	ایکسپریس
22 جولائی	نصرت بی بی	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	ـ	تاندلیانوالہ	ـ	دنیا
23 جولائی	فوزیہ بی بی	خاتون	25 برس	ـ	گھریلو جھگڑا	تیز دھار آلے سے	شیراکوٹ	ـ	ایکسپریس
23 جولائی	شہریار	مرد	ـ	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	کچی فتومنڈ، گوجرانوالہ	ـ	جنگ
23 جولائی	ذیشان	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	ـ	سانده	ـ	دنیا
24 جولائی	حضوراں بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	دنیا
24 جولائی	حلیمہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	دنیا
24 جولائی	مسرت	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	دنیا
24 جولائی	ساجدہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	دنیا
24 جولائی	انور	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	دنیا
24 جولائی	اقبال	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	دنیا
24 جولائی	حمزہ	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	دنیا
24 جولائی	ثناءاللہ	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	دنیا
24 جولائی	خالد	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	دنیا
24 جولائی	ذوالقرنین	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	دنیا
24 جولائی	منیر احمد	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	دنیا
24 جولائی	عبدالرسول	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	دنیا
24 جولائی	عامر علی	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	دنیا
24 جولائی	ساجد	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	دنیا
24 جولائی	عامر سعد	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	دنیا
25 جولائی	علیشاہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	چندا قلعہ، گوجرانوالہ	ـ	دنیا
25 جولائی	سمیرا بی بی	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	ـ	ـ	دنیا
25 جولائی	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بڈھا گورائیہ ڈسکہ	ـ	دنیا
25 جولائی	فرخ منظور	خاتون	ـ	ـ	لین دین کا تنازعہ	زہرخورانی	بوریوالہ	ـ	دنیا
26 جولائی	خورشید احمد ابڑو	مرد	18 برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ عطر ابڑو ضلع گھوٹکی	ـــ	کاوش
26 جولائی	میر محمد کھوسو	مرد	28 برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ محمد پور۔ گڑھی خیرو ضلع لاڑکانہ	ـــ	کاوش
26 جولائی	ظہور	مرد	ـ	ـ	ـ	خود کو زخمی کر کے	پشاور سنٹرل جیل، پشاور	ـ	آج
27 جولائی	عثمان	مرد	20 برس	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	اجمیری ٹاؤن، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
27 جولائی	علی رضا	مرد	17 برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لنگوال، ننکانہ صاحب	ـ	دنیا
27 جولائی	رضیہ بی بی	خاتون	50 برس	ـ	گھریلو جھگڑا	دریا میں کود کر	لاہور	ـ	دنیا
27 جولائی	دریا خان	مرد	35 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پھجا پاڑہ۔ ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ	ـــ	کاوش
27 جولائی	جگشی	مرد	ـــ	شادی شدہ	بیوی کی خودکشی کرنے پر	زہرخورانی	چک نمبر 23 ضلع سانگھڑ	ـــ	کاوش
28 جولائی	تہمینہ بی بی	خاتون	20 برس	شادی شدہ	ـ	ـ	ارفا صادق آباد	ـ	خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
28جولائی	ستہ مائی	خاتون	45برس	شادی شدہ	-	-	چک116،رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
28جولائی	شاہدعلی	مرد	23برس	غیرشادی شدہ	-	-	جمالدین والی،رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
28جولائی	نازک علی	مرد	16برس	غیرشادی شدہ	-	-	رجان پورکلاں،رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
28جولائی	جمشیداحمد	مرد	25برس	شادی شدہ	-	-	خانپور،رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
30جولائی	مقدس بی بی	خاتون	17برس	غیرشادی شدہ	-	-	رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
30جولائی	سکینہ بی بی	خاتون	18برس	شادی شدہ	-	-	اوباڑو	-	خبریں ملتان
30جولائی	نجمہ بی بی	خاتون	26برس	شادی شدہ	-	-	ٹھل،رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
30جولائی	نگینہ بی بی	خاتون	30برس	شادی شدہ	-	-	بستی قیصر چوہان،رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
30جولائی	منظوراحمد	مرد	28برس	شادی شدہ	-	-	کوٹ حبیب شاہ،رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
30جولائی	بلال احمد	مرد	35برس	شادی شدہ	-	-	ظاہرپیر،رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
30جولائی	-	مرد	21برس	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	ملتان	-	ایکسپریس ٹربیون
30جولائی	پنھل بھٹی	مرد	18برس	-	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ گاجی سوہو دیروضلع لاڑکانہ	--	کاوش
30جولائی	ذاکرٹانوری	مرد	25برس	-	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	کنڈیاروضلع نوشہروفیروز	--	کاوش
31جولائی	حسنہ	خاتون	--	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ خیموسوطار۔کنڈیاروضلع نوشہروفیروز	--	کاوش
31جولائی	شبیراں پھنھرو	خاتون	22برس	-	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ حضوربخش جاگیرانی ضلع خیرپور	--	کاوش
31جولائی	عبدالرشید متیلو	مرد	19برس	-	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ حاجی صفرضلع خیرپور	--	کاوش
31جولائی	منصوراحمد جاگیرانی	مرد	19برس	-	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ انعام اللہ جاگیرانی ضلع خیرپور	--	کاوش
31جولائی	آصف علی	بچہ	13برس	-	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ دریا خان خاصخیلی ضلع خیرپور	--	کاوش
31جولائی	امینہ	خاتون	--	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	کھپروسانگھڑ	--	کاوش
31جولائی	ب	بچی	--	-	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	لعل شاخ کھپروضلع سانگھڑ	--	کاوش
31جولائی	سجاد	مرد	-	غیرشادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	چک فتح،چشتیاں	-	جنگ ملتان
31جولائی	سلمٰی بی بی	خاتون	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	سوئی،بلوچستان	-	خبریں ملتان
31جولائی	یاسمین بی بی	خاتون	35برس	شادی شدہ	گھریلوجھگڑا	زہرخورانی	روجھان،رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
31جولائی	بابرعلی	مرد	17برس	غیرشادی شدہ	-	-	کوٹ سمابہ،رحیم یارخان ملتان	-	خبریں ملتان
31جولائی	ارشاداحمد	مرد	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	کچہ چوہان،رحیم یارخان	-	خبرین ملتان
31جولائی	غلام نبی	مرد	20برس	شادی شدہ	-	-	نورے والی،لیاقت پور،رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
یکم اگست	زوجہ رمضان	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
یکم اگست	ثانیہ	خاتون	14برس	غیرشادی شدہ	-	-	رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
یکم اگست	مافیا بی بی	خاتون	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	نورے والی،لیاقت پور،رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
یکم اگست	نذہت بی بی	خاتون	23برس	شادی شدہ	-	-	تھلی چوک،رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
یکم اگست	حمیراں بی بی	خاتون	20برس	شادی شدہ	-	-	نورے والی،رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
یکم اگست	عارفہ میرانی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلوتشدد	ٹرین تلے آکر	جیکب آباد	-	جنگ
یکم اگست	ثناء	بچی	10برس	-	جبری مشقت لینے پر	زہرخورانی	بوریوالہ	-	دنیا
یکم گست	مولچند	مرد	--	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	شہدادپورضلع سانگھڑ	--	کاوش
2اگست	افضل	مد	40برس	شادی شدہ	-	-	چشتیاں،بہاولنگر	-	خبریں ملتان
2اگست	رابعہ	خاتون	18برس	-	-	-	چشتیاں،بہاولنگر	-	خبریں ملتان
2اگست	سائرہ	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	-	-	چشتیاں	-	خبریں ملتان
2اگست	سویرابی بی	خاتون	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
2اگست	حمیدہ بی بی	خاتون	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	جنگ
2اگست	احسان علی	مرد	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	جنگ
2اگست	مدثر	مرد	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	جنگ
3اگست	آمنہ بی بی	خاتون	16برس	غیرشادی شدہ	-	-	رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
3اگست	عابدہ بی بی	خاتون	17برس	غیرشادی شدہ	-	-	مدیرشاخ، رحم یارخان	-	خبریں ملتان
3اگست	بھاگن مائی	خاتون	35برس	شادی شدہ	-	-	اوباڑو	-	خبریں ملتان
3اگست	ہمدان مائی	خاتون	40برس	شادی شدہ	-	-	روجھان، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
3اگست	حنیفاں مائی	خاتون	50برس	شادی شدہ	-	-	جمالدالدین، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
3اگست	منیر احمد	مرد	25برس	شادی شدہ	-	-	خانپور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
3اگست	شان علی	مرد	205برس	شادی شدہ	-	-	کوٹ کرم خان، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
3اگست	نواز	مرد	32برس	شادی شدہ	-	-	چک پی 90، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
3اگست	ممتاز	مرد	55برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	مہارشریف، چشتیاں	-	خبریں ملتان
3اگست	فاطمہ بی بی	خاتون	-	شادی شدہ	پنچایت کے فیصلے کیخلاف	خودکوآگ لگا کر	احمد پورشرقیہ	-	خبریں ملتان
3اگست	اللہ نواز	مرد	-	شادی شدہ	پنچایت کے فیصلے کیخلاف	خودکوآگ لگا کر	احمد پورشرقیہ	-	خبریں ملتان
3اگست	شمیم	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ترنڈہ پنوں خان رحیم یارخان	-	دنیا
3اگست	جنید مغل	بچہ	17برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سیٹھارجہ ضلع خیرپور	--	کاوش
3اگست	زاہدہ	خاتون	20برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نیوسعید آباد ضلع دادو	--	کاوش
3اگست	غلام مصطفی چانڈیو	مرد	22برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ نورحسن چانڈیو ضلع میرپورخاص	--	کاوش
3اگست	ماریہ خاتون	خاتون	30برس	-	-	زہرخورانی	گوٹھ محمد بخش۔اگڑاضلع خیرپور	--	کاوش
3اگست	شاہد علی	مرد	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	دنیا
3اگست	عامر	مرد	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	دنیا
3اگست	ذوالفقار	مرد	35برس	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا ڈال کر	محلّہ فاروق آباد، فیصل آباد	-	نوائے وقت
3اگست	عابد حسین	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ بھٹونگر ساہیوال	-	نوائے وقت
3اگست	حفیظاں بی بی	خاتون	18برس	شادی شدہ	-	-	بستی نور محمد، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
4اگست	کرم خاتون	خاتون	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	دنیا
4اگست	عارف	مرد	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	دنیا
5اگست	اختیار چانگ	مرد	--	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ حیدر۔فیض گنج ضلع خیرپور	--	کاوش
5اگست	شہزادی	بچی	16برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ اشرف بلوچ۔ٹنڈوآدم ضلع سانگھڑ	--	کاوش
5اگست	ستپھرائی بلیدی	خاتون	23برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	واپڈا کالونی ضلع خیرپور	--	کاوش
5اگست	رخسار ابڑو	خاتون	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ کولاب جیئل ضلع خیرپور	--	کاوش
5اگست	فرح شکوت	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چشتیاں	-	خبریں ملتان
5اگست	سمیراں بی بی	خاتون	14برس	غیرشادی شدہ	-	-	رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
5اگست	حسینہ مائی	خاتون	18برس	غیرشادی شدہ	-	-	رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
6اگست	پھانکی شبنانی	خاتون	--	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چونڈکو ضلع خیرپور	--	کاوش
6اگست	شاہ زیب	مرد	20برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ننکانہ صاحب	-	دنیا
7اگست	عالمان خاصخیلی	خاتون	25برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ دودو خاصخیلی۔ڈگری ضلع میرپورخاص	--	کاوش
7اگست	ہیرو کولہی	مرد	22برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بڈو قمبرانی ضلع بدین	--	،
7اگست	مکن ملکیجو	خاتون	20برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ہنگورجہ ضلع خیرپور	--	کاوش

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
7اگست	سمیرا بی بی	خاتون	-	-	-	-	رحیم یار خان	-	جنگ
7اگست	حسینہ مائی	خاتون	-	-	-	-	رحیم یار خان	-	جنگ
7اگست	تسلیم مائی	خاتون	-	-	-	-	رحیم یار خان	-	جنگ
7اگست	ارم بی بی	خاتون	-	-	-	-	رحیم یار خان	-	جنگ
7اگست	سجاد احمد	مرد	-	-	-	-	رحیم یار خان	-	جنگ
7اگست	محمد سلمان	مرد	-	-	-	-	رحیم یار خان	-	جنگ
7اگست	سانول	مرد	18برس	غیر شادی شدہ	-	-	چوک پٹھان، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
7اگست	غلام رسول	مرد	-	-	-	-	بھٹہ کالونی، چشتیاں	-	خبریں ملتان
8اگست	-	-	25برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک66ج ب، دھاندرہ، ننکانہ صاحب	-	نوائے وقت
8اگست	نادیہ بی بی	خاتون	25برس	شادی شدہ	-	-	منگھیر شریف، چشتیاں	-	خبریں ملتان
9اگست	عمرہ برڑو	خاتون	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خانن برڑو ضلع خیرپور	--	کاوش
9اگست	نزاکت وسان	مرد	18برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ نواب خان وسان	--	کاوش
9اگست	حنیف راہموں	مرد	40برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	گوٹھ منھڑ یوسونھڑ۔ چھاچھرو ضلع تھرپارکر	--	کاوش
9اگست	نوابزادی	خاتون	--	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ پیر کھوڑ ضلع سانگھڑ	--	کاوش
10اگست	علی رضا	مرد	26برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مبارکپور۔ پنوعاقل ضلع سکھر	--	کاوش
10اگست	س	خاتون	--	شادی شدہ	شوہر کی دوسری شادی پر	پھندا لگا کر	کلوئی۔ بلوچ آباد ضلع	--	کاوش
10اگست	منور علی	مرد	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ہنجروال، لاہور	-	نئی بات
10اگست	جاوید	مرد	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	موضع کوٹلی، ہیرا چند	-	دنیا
11اگست	نصیباں راجپوت	خاتون	--	غیر شادی شدہ	گھریلو تنازعہ	زہرخورانی	گوٹھ موسو دیرو۔ کنڈیارو ضلع نوشہرو فیروز	--	کاوش
10اگست	حمیراں بی بی	خاتون	30برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	-	بدلی شریف، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
10اگست	فوزیہ ظفر	خاتون	30برس	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	-	خانپور، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
10اگست	عبدالفتح	مرد	35برس	شادی شدہ	-		اوباڑو	-	خبریں ملتان
10اگست	محسن	مرد	34برس	شادی شدہ	-	-	،رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
10اگست	شہزاد علی	مرد	26برس	شادی شدہ	-	-	،رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
10اگست	وقاص	مرد	18برس	غیر شادی شدہ	-	-	ظاہر پیر، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
10اگست	شمع بی بی	خاتون	65برس	شادی شدہ	-	-	چشتیاں	-	خبریں ملتان
10اگست	عبدالشکور	مرد	-	-	-	-	مہار شریف،، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
10اگست	شہباز علی	مرد	14برس	شادی شدہ	-	-	خانپور،، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
11اگست	صفیہ گادھی	خاتون	--	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ضلع لاڑکانہ	--	کاوش
11اگست	محمد مور ملاح	مرد	--	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ ملاح ۔ٹھری میرواہ ضلع خیرپور	--	کاوش
11اگست	گلناز	خاتون	--	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بھانن۔سعید آباد ضلع مٹیاری	--	کاوش
12اگست	شاہینہ بی بی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بہاولپور	-	خواجہ اسد اللہ
12اگست	نگہت خاتون	خاتون	--	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گمبٹ ضلع خیرپور	--	کاوش
13اگست	محمد علی	مرد	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	رحیم یار خان	-	جنگ
12اگست	ع۔س	مرد	--	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	رانی پور ضلع خیرپور	--	کاوش
14اگست	عارفہ	خاتون	--	غیر شادی شدہ	نامعلوم	زہرخورانی	شہداد پور ضلع سانگھڑ	--	کاوش
14اگست	اوچھی بھیل	مرد	--	-	نامعلوم	زہرخورانی	شہداد پور ضلع سانگھڑ	--	کاوش
14اگست	پالو میگھواڑ	خاتون	40برس	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لگا کر	دیھ 125۔ٹنڈو جان محمد ضلع میرپور خاص	--	کاوش

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
14اگست	یوسف عباسی	مرد	--	-	گھریلو تنازعہ	زہرخورانی	بھنون ضلع	--	کاوش
14اگست	اطہرشاہ	مرد	30برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کرم آباد ضلع خیرپور	--	کاوش
14اگست	ساجد	مرد	-	-	-	-	چوک مکول	-	جنگ ملتان
15اگست	امیر علی برڑو	مرد	18برس	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	ٹھل ضلع جیکب آباد	--	کاوش
15اگست	آدم گوپانگ	مرد	--	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ناروڈورضلع خیرپور	--	کاوش
15اگست	طاہر	مرد	22برس	غیرشادی شدہ	گھریلو پریشانی	زہرخورانی	کوٹڑی ضلع جام شورو	--	کاوش
15اگست	سمیہ	خاتون	--	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گمبٹ ضلع خیرپور	--	کاوش
15اگست	اکرم ملاح	مرد	30برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گھوڑاباڑی ضلع ٹھٹھہ	--	کاوش
16اگست	صدام پتافی	مرد	--	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	روہڑی ضلع سکھر	--	کاوش
16اگست	تہمینہ راجپوت	خاتون	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ ہاشم۔اگڑا ضلع خیرپور	--	کاوش
16اگست	ڈھیلی بھیل	خاتون	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شہدادپورضلع سانگھڑ	--	کاوش
16اگست	صباء بی بی	خاتون	20برس	شادی شدہ	-	-	بستی رمضان، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
16اگست	میرزادی	خاتون	20برس	شادی شدہ	-	-	سجر پور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
16اگست	رخسانہ بی بی	خاتون	34برس	شادی شدہ	-	-	مڈگاس، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
16اگست	علی حیدر	مرد	16برس	غیرشادی شدہ	-	-	کوٹ سبزی، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
16اگست	مبین احمد	مرد	17برس	غیرشادی شدہ	-	-	فیروزہ، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
16اگست	عرفان	مرد	22برس	شادی شدہ	-	-	رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
17اگست	تسلیم خاتون	خاتون	--	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پیروسن۔گمبٹ ضلع خیرپور	--	کاوش
17اگست	نثار لغاری	مرد	--	-	قرض کی وجہ سے	زہرخورانی	گوٹھ قاسم لغاری۔بھان سعید آباد ضلع دادو	--	کاوش
17اگست	ساحرہ بی بی	خاتون	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	جنگ
17اگست	کلثوم بی بی	خاتون	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	جنگ
17اگست	شاہدہ خاتون	خاتون	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	جنگ
17اگست	سجانہ بی بی	خاتون	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	جنگ
17اگست	بی بی دین	خاتون	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	جنگ
17اگست	عبدالرزاق	مرد	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	جنگ
17اگست	تاج اسلم	مرد	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	جنگ
17اگست	طارق عزیز	مرد	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	جنگ
17اگست	تیمور	مرد	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	جنگ
17اگست	محمد طارق	مرد	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	جنگ
17اگست	صغیر عالم	مرد	-	-	-	-	رحیم یارخان	-	جنگ
18اگست	بخت وزیر	مرد	-	غیرشادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	خودکو گولی مارکر	پشتہ خرہ، پشاور	درج	ایکسپریس
18اگست	محمد ایوب	مرد	--	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نظر محلّہ ضلع لاڑکانہ	--	کاوش
18اگست	اومتو بھیل	مرد	30برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سامارو ضلع عمرکوٹ	--	کاوش
18اگست	ش گ	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بھوانہ	-	نئی بات
19اگست	بختورخان	مرد	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	مرکز آباد، بٹ خیلہ، ملاکنڈ	درج	ایکسپریس
19اگست	عبدالجبار چانڈیو	بچہ	17برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کھمبٹ ضلع خیرپور	--	کاوش
19اگست	اختر	مرد	20برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شجاع آباد	-	دنیا
20اگست	خادم حسین	مرد	33برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈگری ضلع میرپورخاص	--	کاوش
20اگست	کاشف شیخ	بچہ	15برس	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	ضلع خیرپور	--	کاوش
20اگست	ندیم چانڈیو	مرد	20برس	-	-	زہرخورانی	ضلع قمبر۔شہدادکوٹ	--	کاوش

جنسی تشدد کے واقعات:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 20 جولائی سے 20 اگست تک 109 افراد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جنسی زیادتی کا شکار ہونے والوں میں 74 خواتین شامل ہیں۔ 54 واقعات کے مقدمات درج کیے گئے اور 19 واقعات میں ملوث افراد گرفتار ہوئے۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
20جولائی	ث	خاتون	ـ	ـ	وسیم اسلم	ـ	فاروق آباد، شیخوپورہ	درج	گرفتار	خبریں
20جولائی	ک ب	خاتون	ـ	ـ	فضل محمود	ـ	قصور	درج	ـ	خبریں
21جولائی	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	مبین، محمد سلیم، نوید، رفیق، طارق محمد آصف	اہل علاقہ	گاؤں 5-14/ایل، کسووال	ـ	ـ	نئی بات
21جولائی	ـ	خاتون	28برس	ـ	ـ	ـ	باغبانپورہ، لاہور	ـ	ـ	نئی بات
21جولائی	الف ب	خاتون	ـ	ـ	عاشق	ـ	چک عیدل، ساہیوال	درج	گرفتار	نوائے وقت
21جولائی	ن	خاتون	19برس	ـ	وسیم شہزاد	ـ	چک بودلہ، پاکپتن	ـ	ـ	نوائے وقت
21جولائی	اب	خاتون	ـ	ـ	بہادر	ـ	10/kb، پاکپتن	ـ	ـ	نوائے وقت
21جولائی	س	خاتون	ـ	شادی شدہ	محمد عارف	رشتہ دار	وزیرآباد	ـ	گرفتار	نوائے وقت
21جولائی	علی حمزہ	بچہ	11برس	غیرشادی شدہ	ابوبکر	ـ	سدھانوالی، نارنگ منڈی	ـ	گرفتار	نوائے وقت
21جولائی	ـ	بچی	8برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	فیروزوالا، شیخوپورہ	ـ	ـ	نوائے وقت
21جولائی	ـ	بچی	5برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	15/l-21 میاں چنوں	درج	ـ	خبریں
21جولائی	ثمر عباس	بچہ	13برس	غیرشادی شدہ	سلطان	اہل علاقہ	مدینہ کالونی، بورے والا	ـ	ـ	نئی بات
22جولائی	ف	خاتون	15برس	ـ	آصف اور دو نامعلوم	ـ	عارف والا، پاکپتن	ـ	ـ	نوائے وقت
23جولائی	س	خاتون	ـ	ـ	شاہد جاوید، پرویز اشرف، شاہد شہزاد	ـ	بھاگٹانوالہ، سرگودھا	ـ	ـ	جنگ
24جولائی	پ الف	خاتون	ـ	شادی شدہ	محمد قادر، محمد حارث	ـ	پیر محل، ٹوبہ ٹیک سنگھ	ـ	ـ	خبریں
24جولائی	ش ب	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	جمشید، عبدالمجید، ادریس، فقیر محمد، جاوید	ـ	کوٹ سلطان	ـ	ـ	دنیا
25جولائی	ص	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	محلّہ داؤد، مریدکے	درج	ـ	خبریں
25جولائی	ش	خاتون	ـ	ـ	عرفان اور دیگر نامعلوم	ـ	ننکانہ صاحب	ـ	گرفتار	نوائے وقت
25جولائی	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	عمر دراز	ـ	پاکپتن	ـ	ـ	نوائے وقت
25جولائی	ف	خاتون	20برس	ـ	ذوالفقار اور تین دیگر	ـ	رینالہ خورد، اوکاڑہ	ـ	ـ	نوائے وقت
25جولائی	ع	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	بستی راجہ رام، ملتان	ـ	ـ	نوائے وقت
26جولائی	ـ	بچہ	ـ	ـ	جھدو گجر، میاں اکمل	اہل علاقہ	بھکھی، نواں کوٹ، لاہور	درج	ـ	خبریں
27جولائی	ـ	بچہ	ـ	ـ	ضیاءاللہ	ـ	محلّہ بلال گنج، بمالیہ	درج	ـ	نوائے وقت
27جولائی	ح	خاتون	ـ	ـ	شاہد محمود	استاد	لدھیوالا وڑائچ، گوجرانوالہ	ـ	ـ	نوائے وقت
27جولائی	ع	خاتون	16برس	غیرشادی شدہ	اشفاق	اہل علاقہ	بستی راجہ پور، مظفرآباد، ملتان	درج	ـ	خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
28جولائی	رب نواز	مرد	ـ	غیرشادی شدہ	فاروق	اہل علاقہ	موسیٰ کالونی، بہاولپور	درج	گرفتار	خواجہ اسداللہ
28جولائی	ع	خاتون	ـ	شادی شدہ	ارشد	دیور	موضع کوٹلہ درگھ ترنڈہ،محمد پناہ،رحیم یارخان	درج	ـ	خبریں ملتان
28جولائی	زوجہ طارق	خاتون	ـ	شادی شدہ	غلام قادر	اہل علاقہ	چک75 فتح حاصل پور، بہاولپور	درج	ـ	شیخ مقبول حسین
29جولائی	ـ	خاتون	15برس	ـ	ـ	باپ	ملت پارک، لاہور	درج	گرفتار	ڈان
30جولائی	ـ	مرد	18برس	غیرشادی شدہ	ـ	دوست	بہاولپور	درج	گرفتار	خواجہ اسداللہ
30جولائی	زب	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	اجمل	ہمسایہ	محمد پور، رحیم یارخان	درج	ـ	جنگ ملتان
30جولائی	رحیم	مرد	10برس	غیرشادی شدہ	سعد،مجاہد	اہل علاقہ	تھانہ بی زیڈیو، ملتان	درج	ـ	جنگ ملتان
30جولائی	الف	خاتون	ـ	ـ	سہیل اکرم	ـ	عبدالرشید،قصور	ـ	ـ	خبریں
30جولائی	طلحہ	بچہ	12برس	غیرشادی شدہ	ادریس،مجاہد	اہل علاقہ	مرادآباد،فیصل آباد	ـ	ـ	نوائے وقت
30جولائی	پ ب	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	گاؤں R-114/7، چیچہ وطنی	ـ	ـ	نوائے وقت
30جولائی	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	گاؤں ایل ـ 90/9، ساہیوال	ـ	ـ	نوائے وقت
31جولائی	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	کبیروالا، خانیوال	ـ	ـ	نوائے وقت
31جولائی	الف	خاتون	ـ	ـ	جنید،اشرف،نصراقبال	ـ	گاؤں رانیوال سیداں، جلال پور جٹاں	درج	ـ	خبریں
31جولائی	ن ب	خاتون	ـ	شادی شدہ	یعقوب	پیر	چک60 ڈی بی یزمان، بہاولپور	درج	گرفتار	خواجہ اسداللہ
31جولائی	پ م	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	منظور	اہل علاقہ	بستی لکھا موضع ماڑی سہو	درج	گرفتار	خبریں ملتان
یکم اگست	عدنان	بچہ	9برس	غیرشادی شدہ	شمس الدین	اہل علاقہ	بستی گگودراہمہ، ڈیرہ غازی خان	درج	ـ	خبریں ملتان
2اگست	ر	مرد	ـ	غیرشادی شدہ	یوسف	استاد	مدرسہ فردوس شاہدرہ، بہاولپور	درج	گرفتار	خواجہ اسداللہ
2اگست	و	بچی	7برس	ـ	عثمان اور ایک نامعلوم	ـ	گاؤں 19/S-P، پاکپتن	درج	ایک گرفتار	جھنگ
3اگست	الف	خاتون	ـ	ـ	غلام مرتضیٰ	ـ	قصبہ گڑھ،فیصل آباد	ـ	ـ	نوائے وقت
3اگست	سمیرعلی	بچہ	11برس	غیرشادی شدہ	ذوالفقار	اہل علاقہ	موضع مرادپور، خیرپور سادات	درج	ـ	خبریں ملتان
3اگست	رحمت شاہ	بچہ	13برس	ـ	حسیب،حسن	اہل علاقہ	سنمبڑیال، سیالکوٹ	ـ	ـ	نوائے وقت
3اگست	زب	خاتون	ـ	ـ	عبداللہ اور تین نامعلوم	ـ	گاؤں 108/L-2، چیچہ وطنی	ـ	ایک گرفتار	نوائے وقت
3اگست	داؤد	بچہ	ـ	ـ	عمران	ـ	چک225،قصور	ـ	ـ	نوائے وقت
3اگست	ف	بچی	ـ	ـ	ـ	ـ	محلّہ عیدگاہ، پاکپتن	ـ	ـ	نوائے وقت
3اگست	ن	خاتون	ـ	ـ	تنویر	ـ	گاؤں 29/KB، پاکپتان	ـ	ـ	نوائے وقت
3اگست	ز	خاتون	ـ	ـ	منیر	ـ	پھریانوالا، فیروزوالا،شیخوپورہ	ـ	ـ	نوائے وقت
4اگست	اصغر	مرد	ـ	ـ	عدیل	ـ	پھریانوالا، فیروزوالا،شیخوپورہ	ـ	ـ	نوائے وقت
4اگست	الف	خاتون	22برس	ـ	عثمان، رضوان	ـ	تاندلیانوالا،فیصل آباد	ـ	ـ	نوائے وقت
4اگست	ن ب	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	سٹیل ماڑی، ملتان	درج	ـ	جنگ
4اگست	ع ب	خاتون	ـ	ـ	لیاقت	ـ	لیاقت آباد، ملتان	درج	گرفتار	جنگ
4اگست	ج ب	خاتون	ـ	شادی شدہ	غلام یاسین	تعلق دار	جھوک لشکر، ملتان	ـ	ـ	جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
4اگست	پ	خاتون	–	–	فخرعباس،شبیر شریف	–	نواب پور،ملتان	درج	گرفتار	جنگ
4اگست	ش ش	خاتون	29برس	شادی شدہ	عامر،راشد،شہباز	–	ملتان	درج	–	جنگ
5اگست	ذ	بچہ	6برس	غیرشادی شدہ	شان	اہل علاقہ	محلّہ پورہ،ڈسکہ	–	–	نوائے وقت
5اگست	ط	خاتون	–	شادی شدہ	عمران	بہنوئی	سیالکوٹ	–	–	نوائے وقت
5اگست	عباس	مرد	–	غیرشادی شدہ	لطیف	اہل علاقہ	احمد پور شرقیہ	درج	–	شیخ مقبول حسین
6اگست	ن	خاتون	–	شادی شدہ	یامین	اہل علاقہ	چک پی 123،رحیم یار خان	درج	–	جنگ ملتان
6اگست	نعمان	بچہ	13برس	غیرشادی شدہ	ارسلان،زاہد	–	بلاک 29،سرگودھا	درج	–	خبریں
6اگست	شاہ زیب	بچہ	–	غیرشادی شدہ	راول	–	سوتری وٹ،ملتان	درج	–	نوائے وقت
7اگست	ن	خاتون	–	–	–	–	قصبہ علاول،اوکاڑہ	درج	–	خبریں
7اگست	نعمان	بچہ	–	غیرشادی شدہ	عمیر علی	–	جلال پور جٹاں،گجرات	درج	–	خبریں
7اگست	عباس	بچہ	12برس	غیرشادی شدہ	لطیف	اہل علاقہ	چنی گوٹھ،احمد پور شرقیہ	درج	–	خبریں ملتان
8اگست	ب	خاتون	–	غیرشادی شدہ	نذیر	سوتیلا باپ	چک 33 ڈیرہ بکھا،بہاولپور	درج	–	خواجہ اسداللہ
8اگست	ش	خاتون	–	–	اریب	–	گاؤں نودھا،شاہکوٹ	–	–	نوائے وقت
8اگست	ر	خاتون	–	–	خالد	–	فیصل آباد	–	–	نوائے وقت
8اگست	ش	خاتون	–	–	–	–	فیصل آباد	–	–	نوائے وقت
8اگست	ش	خاتون	–	–	امجد لطیف	–	بصیر پور	–	–	نوائے وقت
8اگست	–	بچی	–	–	–	–	بستی شورکوٹ،ملتان	–	–	جنگ
8اگست	–	خاتون	–	–	–	–	پل مظفر آباد،ملتان	–	–	جنگ
8اگست	–	خاتون	–	–	–	–	بلال کالونی،ملتان	–	–	جنگ
8اگست	–	خاتون	–	–	–	–	شاہ رکن عالم،ملتان	–	–	جنگ
8اگست	ص ب	خاتون	–	شادی شدہ	عزیز الرحمان	–	بورے والا،وہاڑی	–	–	خبریں
8اگست	ش ب	خاتون	–	شادی شدہ	–	–	28 گ ب،فیصل آباد	درج	–	خبریں
8اگست	–	بچی	12برس	غیرشادی شدہ	–	–	کنڈیارو ٹاؤن،نوشہرو فیروز	درج	گرفتار	مشرق
9اگست	آصف	بچہ	12برس	غیرشادی شدہ	فخر جمیل	اہل علاقہ	شریف چھچھڑا	درج	–	خبریں
10اگست	ف	بچی	14برس	غیرشادی شدہ	–	–	بستی کالے والی،موضع ونڈ،خان گڑھ	درج	–	خبریں
10اگست	شہزاد علی	بچہ	11برس	غیرشادی شدہ	امیر علی	ہمسایہ	اوچ گیلانی،احمد پور شرقیہ	درج	–	خواجہ اسداللہ

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
10اگست	الف	بچی	5برس	غیرشادی شدہ	امتیاز احمد	اہل علاقہ	آباد کالونی، ڈیرہ غازی خان	درج	ـ	خبریں
10اگست	زب	خاتون	ـ	شادی شدہ	منیر احمد	ـ	شرقپور، شیخوپورہ	درج	ـ	نوائے وقت
10اگست	طلحہ	بچہ	13برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	مسلم کالونی، پسرور	درج	ـ	نوائے وقت
11اگست	علی وارث	بچہ	8برس	غیرشادی شدہ	عامر	استاد	قصور	ـ	ـ	خبریں
11اگست	ـ	خاتون	ـ	ـ	عبدالمجید	ـ	چونیاں	درج	ـ	خبریں
11اگست	نعیم	بچہ	8برس	غیرشادی شدہ	مولوی فیضان	استاد مدرسہ	مدرسہ رشیدیہ احمد پور شرقیہ	درج	گرفتار	خواجہ اسد اللہ
11اگست	ک	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	جاوید	رشتہ دار	قائداعظم کالونی، بہاولپور	درج	ـ	خواجہ اسد اللہ
12اگست	م	خاتون	17برس	ـ	حیدر علی	اہل علاقہ	ڈسکہ	ـ	ـ	نوائے وقت
12اگست	ش	خاتون	ـ	ـ	اظہر، مظہر	اہل علاقہ	ڈجکوٹ، فیصل آباد	ـ	ـ	نوائے وقت
13اگست	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	افضل	اہل علاقہ	گاؤں کوٹ لہنا داس، ننکانہ	ـ	ـ	نوائے وقت
13اگست	ـ	بچی	5برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	عارف والا، پاکپتن	ـ	ـ	جنگ
15اگست	ع	بچی	10برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	موضع گبراں جمالدین والی	درج	ـ	خبریں
15اگست	س ب	خاتون	ـ	شادی شدہ	محمد ریاض اور دیگر نامعلوم	ـ	موضع گڑن، خیر پور ٹامیانوالی، بہاولپور	ـ	ـ	خبریں
16اگست	الف	بچی	5برس	غیرشادی شدہ	وریام، عرفان	اہل علاقہ	محلہ رحمانیہ، عارف والا	درج	گرفتار	خبریں
16اگست	م	خاتون	18برس	ـ	وحید قادر	ـ	مقصود پور جھینہ، پاکپتن	ـ	ـ	نوائے وقت
16اگست	الف	خاتون	17برس	ـ	علی اعجاز	ـ	رینالہ خورد، بصیر پور	ـ	ـ	نوائے وقت
16اگست	تنزیل	بچہ	12برس	ـ	علی رضا	ـ	ٹوبہ ٹیک سنگھ	ـ	ـ	نوائے وقت
17اگست	احمد حسن	مرد	ـ	غیرشادی شدہ	رمضان	استاد کا بیٹا	بستی لودھراں، چشتیاں	درج	ـ	خبریں
18اگست	رب	خاتون	ـ	شادی شدہ	محمود اور دو نامعلوم	ـ	کلیانوالہ، فیصل آباد	ـ	ـ	نوائے وقت
18اگست	ش ب	خاتون	ـ	ـ	ظہور	ـ	محلہ کرم پورہ، پاکپتن	ـ	ـ	نوائے وقت
18اگست	ـ	بچہ	ـ	ـ	ـ	ـ	چک 224، رب، فیصل آباد	ـ	ـ	خبریں
18اگست	بچہ	ـ	8برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	اتحاد ٹاؤن، کراچی	درج	گرفتار	ڈان
19اگست	ـ	بچی	14برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	چک 224، رب، فیصل آباد	درج	ـ	ڈان
20اگست	آفتاب	مرد	15برس	غیرشادی شدہ	صفدر	اہل علاقہ	اللہ آباد کالونی، داجل	درج	ـ	روزنامہ جنگ
20اگست	ص م	خاتون	ـ	شادی شدہ	آصف	ہمسایہ	موضع میانوالی، قریشیاں، رحیم یار خان	درج	ـ	جنگ
20اگست	آصف	مرد	ـ	غیرشادی شدہ	بلال، نعیم	اہل علاقہ	مظفر گڑھ	درج	ـ	خبریں
20اگست	عمران	بچہ	12برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	گگو منڈی، وہاڑی	ـ	ـ	خبریں

پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتِ حال 2016

سالانہ رپورٹ انگریزی/اردو میں دستیاب ہے

رپورٹ HRCP کی ویب سائٹ پر بھی دیکھی جاسکتی ہے

www.hrcp-web.org

انگلش ایڈیشن :	قیمت علاوہ ڈاک خرچ -/500 روپے (اندرون ملک)	(09 ڈالرز ...... 06 پاؤنڈ (بیرون ملک)
اردو ایڈیشن :	قیمت علاوہ ڈاک خرچ -/500 روپے (اندرون ملک)	(09 ڈالرز ...... 06 پاؤنڈ (بیرون ملک)

انگریزی/اردو میں رپورٹ حاصل کرنے کے لیے اپنے آرڈر بک کروائیے

Human Rights Commission of Pakistan

Aiwan-i-Jamhoor, 107-Tipu Block, New Garden Town, Lahore-54600

Tel: (042) 35864994, 35838341, 35865969 Fax: (042) 35883582

Complaint cell: (042) 35845969 (0333) 2006800

E-mail: hrcp@hrcp-web.org

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

"ایوان جمہور" 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور

فون : 35838341-35864994 فیکس : 35883582

ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ : www.hrcp-web.org

پرنٹر: مکتبہ جدید پریس، 14 ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15